UNIVERSAL LIBRARY
OU_224310
UNIVERSAL LIBRARY

سلسلہ ثانی — سترہویں جلد

فسانۂ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

CHECKED 17

۷۸۶م۶

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

پبلشر — مترجم

ن برادرس — تیرتھ رام فیروزپوری

۲۷ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

قیمت ۱۲ / ۱

حقوق محفوظ

(۲) دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری تکلیف و تشویش سے بچیں گے

اوّل: امرت دھارا تقریباً ان کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں، بچوں، جوانوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں حکمی علاج ہے اور استعمال کرنے والوں سے

۲۲ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ **امرت دھارا** ہر وقت اپنے پاس رکھنی چاہیے۔ امرت دھارا کی مشہوری دیکھ لوگوں نے جو نقلیں شروع کر دی ہیں وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں۔ ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہیے۔ مفصل حالات کے واسطے رسالہ "امرت" **مفت** منگوائیں۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ) نمونہ صرف آٹھ آنے (۸/)

دوم: امرت دھارا کے موجد کوی دنود ویدبھوشن **پنڈت ٹھاکر دت** شرما وید تین طبی اخباروں کے ایڈیٹر اور تین درجن کے قریب **مفید عام کتب** کے مصنف ہیں اور آپ کی زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر **۲ لاکھ روپیہ** خرچ آیا ہے چل رہا ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ ۴ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں۔ آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے۔ آپ خفیہ امراض مردمان و زنان کے بھی خاص معالج ہیں اور ہزارہا اشخاص خط و کتابت کے ذریعہ سے علاج کرا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں۔ نمونہ طبی اخبارات دیش اپکارک، وید امرت، فہرست طبی کتب، فہرست ادویات کارخانہ و رسالہ امراض مخصوصہ مردمان ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک آنے پر **مفت** بھیجے جاتے ہیں۔

المشتہر: منیجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا

بلڈنگس امرت دھارا سٹریٹ امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۲۹ لاہور

سلسلہ ثانی

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر

رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۰ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا

اشاعت اول — قیمت ۱۲ آنہ

حقوق محفوظ

فہرست مطالب

باب	مضمون	صفحہ
باب ۱۴۹	ایک عجیب داستان	۱۸۷۳
باب ۱۵۰	کپتان ادلبنڈرلیس کا حریف	۱۸۸۹
باب ۱۵۱	سکون اور طوفان	۱۸۹۶
باب ۱۵۲	باپ بیٹا اور بہو	۱۹۱۸
باب ۱۵۳	مسٹر ہیٹ فیلڈ کا بیان	۱۹۴۲
باب ۱۵۴	مسز فنٹز ہارڈنگ، حراست میں	۱۹۵۵
باب ۱۵۵	ماں بیٹی	۱۹۶۴

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

سترہویں جلد

باب ۱۴۹ ایک عجیب داستان

نرس ایک طویل القامت۔ متوسط عمر اور مضبوط ساخت کی عورت تھی۔ جس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ گاہ بگاہ "کچھ" پینے کی عادی ہے۔ جنٹ برادران مفلس کی وہ خدمت گذاری کرتی تھی۔ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ جب کبھی اُسے شراب خانہ سے بیئر یا دوسری شراب لانے کے لئے کہا جائے۔ تو وہ کبھی ناراض نہ ہوتی تھی۔ لیکن اگر کوئی اور کام اُس کے سپرد کیا جائے۔ مثلاً چٹھی لکھنے کا کاغذ یا مہر لگانے کی لاکھ خریدنا۔ تو لبا اوقات وہ لگے دن تک نظروں سے غائب رہتی۔ عادات کے اعتبار سے بہت بے تکلف تھی۔ اور اُس مکان کے رہنے والوں سے اس کا انداز کلام نیم ترحم آمیز اور نیم مربیانہ ہوتا تھا۔ کوئی جانے وہ ان لوگوں کو کسی ہسپتال کے مریض یا کسی جیلخانہ کے قیدی سمجھتی ہے۔ اگر تنگی ہو۔ تو وہ بلا درخواست خود بخود بیٹھ جاتی تھی۔ اور اپنے سرخ چہرہ سے میلے سوتی رومال کے ذریعہ پسینہ پونچھتے ہوئے بے خبری کی حالت میں آزادانہ گفتگو شروع کر دیتی تھی۔ اگر سردیوں کے دن ہوں۔ تو عام طور سے اُس کے سر پر ایک اس قسم کی سیاہ ٹوپی دیکھی جاتی تھی جیسے اُلٹے ہوئے کوئلہ ڈالنے کے ڈھول کی صورت ہوتی ہے۔ بظاہر وہ اس قدر سادہ

تمیز اور بے خبر عورت تھی۔ کہ ٹوپی کو اتار کر باہر چھوڑ آنے کا اسے کبھی خیال ہی نہیں آتا تھا۔

اس نیک نہاد عورت میں چند اس قسم کے خفیف عیوب کے علاوہ مثلاً شراب پینا۔ عدم توجہی۔ سست رفتاری۔ گستاخی وغیرہ جو اس میں پائی جاتی تھیں۔ کوئی اور خاص کمزوری موجود تھی۔ تو وہ بے ہنگام گفتگو یا دوسروں کی بدگوئی کی عادت تھی۔ اگر اتفاق سے وہ اپنے ہاتھ میں پانی کا ڈول لیکر نیچے اتر رہی ہو۔ اور اسے دوسری طرف سے آتی ہوئی ایک اور نرس ڈول لئے مل جائے۔ تو وہ دونوں اپنے اپنے برتنوں کو زمین پر رکھکر پاؤ گھنٹہ ان شخصوں کے متعلق گفتگو کرنے کو ضرور رک جاتی تھیں۔ جن کی خدمت گذاری ان کے سپرد ہو۔ ایک کہتی۔ "بڑا ورستھ دنیا بھر کے کمینہ لوگوں میں سب سے بڑھ کر ہے" دوسری بتاتی تو وہ کتنا ہی بُرا ہو۔ بہرحال براڈ ریب کے برابر نہیں ہوگا۔ جو شکایت تو ہر وقت کرتا رہتا ہے۔ مگر اس نے بھی جن کا ایک قطرہ تک نہیں دکھایا۔ اس طرح پر دونو عرصہ دراز تک فضول گفتگو کرتی رہتیں۔ جس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ کہ ان کا وقت ضائع ہو۔ اور جن کی آسائش کے لئے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ ان کی طرف سے لاپروائی برتیں

لیکن باقی تمام نرسوں میں مسز شکن یعنی وہ عورت جو مسٹر سکیلز اور اس کے قریب رہنے والے شخص کی خدمت گذاری کرتی تھی۔ سب سے زیادہ باتونی تھی۔ اور اس کی یاوہ گوئی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اگر کوئی خاص معاملہ قابل ذکر نہ ہو۔ تو وہ اپنی طرف سے جھوٹی سچی باتیں بنا کر انہیں باقی نرسوں کے روبرو اس انداز سے بیان کیا کرتی۔ کہ کوئی سمجھے وہ ان شخصوں کے تازہ ترین حالات بیان کر رہی ہے۔ جن کی وہ خدمت گذار تھی۔ مسز شکن کی ان خود ساختہ باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ بارہا خطرناک نتائج ظہور میں آتے۔ چنانچہ کئی بیچارے مفلس محض اس کی لغو بیانی کی وجہ سے شرابی یا عیاش کہلانے لگے۔ حالانکہ معاملہ کی اصلیت اس کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی۔ کہ مسز شکن نے ان باتوں کو مشہور کیا۔

غرض یہی مسز شکن اس وقت مسٹر سکیلز کے کمرہ میں دسترخوان بچھانے کے لئے آئی۔

مسٹر سکیلز نے اس سے پوچھا۔ "نرس اس وقت کیا بجا ہوگا؟"

کہنے لگی "دو کے اوپر تھوڑا سا وقت گذرا ہے"۔ مگر اتفاق سے یہ الفاظ اس کی زبان پر تھے۔ کہ جلد ٹرہوس کے گھڑیال نے تین بجائے۔ اس آواز کو سنکر وہ غیر معمولی تعجب

کا اظہار کرتے ہوئے بولی "مجھے ہرگز اس کا خیال نہ تھا۔ کہ تین بج گئے ہیں۔ تو یہ! توبہ! کتنی غلط فہمی ہوئی۔ مگر یہ سارا قصور اُس بدمزاج مسٹر بیب کا ہے۔ جس نے اس بات پر اصرار کیا۔ کہ اُس کا کباٹ آج ہی صاف کیا جائے۔ حالانکہ میں بار بار کہتی رہی۔ کہ چھ مہینے گذرے ہیں نے اُسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا۔"

مسٹر سکیلز نے ان باتوں پر کان نہ دیتے ہوئے پوچھا "تم نے آلو کہاں رکھے ہیں؟"

"آلو؟" مسز ٹیکن نے اور زیادہ اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا۔ "آلو!... آپ کہتے ہیں۔ حالانکہ میرا خیال یہ تھا۔ کہ آپ بغیر کسی سبزی کے صرف چاپ کھائیں گے۔"

"چاپ؟" مسٹر سکیلز نے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے جواب دیا "میں نے چاپ تیار کرنے کو کب کہا تھا۔ میں نے تو صاف طور پر کہلا بھیجا تھا۔ کہ کھلا گوشت تیار کرنا۔"

"گوشت!" خادمہ نے فرط تعجب سے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا "بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں نے آپ کا مطلب غلط سمجھا ہو۔ مگر کیا مضائقہ ہے۔ گوشت کی تیاری میں بھی اس سے زیادہ وقت صرف نہ ہوگا۔ جتنا چاپ کی تیاری میں ہوتا۔ میرے لئے دونو چیزوں کا پکانا مساوی ہے۔"

"تو کیا میں یہ سمجھوں۔ اب تک ان میں سے کوئی چیز بھی تیار نہیں کی گئی؟" مسٹر سکیلز نے بدقت اپنے جوش کو فرو کرکے کہا۔

"صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ ذرا تو خیال فرمائے۔ کہ مجھے تین آدمیوں کا کھانا ان کے کمروں میں پہنچانا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ ایسی حالت میں اب تک قصاب کے ہاں کیونکر جا سکتی تھی۔ لیکن کیا مضائقہ ہے۔ میں اب سیدھی وہیں جاتی ہوں۔ اور ایک لحہ میں آپ کا کھانا تیار کرکے لاتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ آہستگی سے چلتی ہوئی کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اور پھر جب اُس کے چلے جانے پر دروازہ بند ہو گیا۔ تو مسٹر سکیلز نے کپتان سے مخاطب ہو کر کہا "اب تم نے دیکھ لیا۔ یہاں کی زمینیں ہمارے ساتھ کس قسم کا سلوک کرتی ہیں۔ تمہیں معلوم ہے۔ میں نے اُسے صاف اور صریح لفظوں میں حکم دیا تھا۔ کہ ۲ بجے تک ہمارے لئے آلو اور گوشت تیار کرکے لانا۔ مگر وہ تین بجے آ کر کہتی ہے۔ کہ میں اب کھانا تیار کرنے جاتی ہوں۔ کیونکہ صاف لفظوں میں اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ مگر اندیشہ ہے کہ اس قسم کی

بدسلوکی ہونے پر بھی ہم اس کی شکایت نہیں کر سکتے۔ اور ہماری کیا مجال ہے کہ اس کے ساتھ ذرا درشتی سے گفتگو کریں۔ اگر معاملہ یہیں تک ہو۔ تو خیر ایک حد تک قابل معافی ہے کم از کم یہ تو ہو۔ کہ اب تک اس سے جو تساہل ہوا۔ وہ اس کی تلافی اب کرے۔ مگر نہیں۔ ذرا ادھر آ کر دیکھو۔ مسٹر سکیلز نے کپتان اولڈ ڈلبس کو اشارہ سے ایک کھڑکی کیطرف بلاتے ہوئے کہا۔ یہاں سے جاتے ہی اس نے ایک اور نرس سے گفتگو شروع کر دی ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ یہ گفتگو کب تک ختم ہوگی۔ پھر یہاں سے دونوں اکٹھی باہر جائیں گی اور امید نہیں کہ مسز پیکن کی اسی وقت تک دوبارہ زیارت ہو سکے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی سہیلی کے ساتھ فاکس اینڈ ایکر کے شراب خانہ میں عرصہ دراز صرف کرے۔"

"یسوع کی قسم! اور میں سیدھا اس کے پیچھے وہیں جاتا ہوں۔" کپتان اولڈ ڈلبس نے دروازہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ بے سود ہے" مسٹر سکیلز نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "ہمیں صبر سے کام لینا چاہئے تم نے اس عمر رسیدہ شخص کو دیکھا۔ جو باقیوں سے جدا ایک طرف کو کھڑا ہے۔۔"

"وہ جو ایک چھڑی کے سہارے کھڑا ہوا ہے؟" کپتان نے کہا۔

"وہی" مسٹر سکیلز نے جواب دیا۔ "ذرا دیکھو کس قدر افسردہ اور مایوس نظر آتا ہے۔ یہ شخص برادر جانسن ہے۔ جو ایک زمانہ میں لندن کا لارڈ میئر تھا۔ اور عرصہ تک آلڈرمین رہا"

"یسوع کی قسم! اور مجھے یاد آ گیا۔ یہ وہی شخص ہے۔ جس کا تعلق ذومفورڈ بنک کے معاملات سے تھا۔" کپتان نے کہا

"بالکل درست" مسٹر سکیلز نے جواب دیا۔ "اور اس سے ذرا فاصلہ پر تمہیں وہ پستہ قدر فربہ اندام عمر رسیدہ شخص بھی نظر آتا ہے۔ جو باہر سے آئے ہوئے ایک دوست کے بازو کا سہارا لئے کھڑا ہے۔۔"

"وہ جو اندھوں کی طرح چل رہا ہے" کپتان نے قطع کلام کر کے کہا۔

"اور واقعی وہ غریب اندھا ہے" مسٹر سکیلز نے جواب دیا۔ "مگر ایسا کہ اس کا علاج نہ ہو سکے۔ اگر اس کی پوری طور سے حفاظت اور نگہداشت کی جائے۔ اور کسی قابل ڈاکٹر کا علاج کرایا جائے تو اس کی بینائی بحال ہو جانا ممکن ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا میں کافی شہرت حاصل کی ہے۔ اس کا نام والکریف ہے اور وہ ناٹک لکھنے میں خاص

قابلیت رکھتا ہے"

"کتنا معزز صورت آدمی ہے" کپتان نے کہا" میں نے بارہا اس کے لکھے ہوئے ناٹک دیکھے ہیں۔ اور اس کی بہت کم امید تھی۔ کہ مجھے ان کے قابل مصنف کی زیارت کا موقع حاصل ہوگا۔ خواہ دور ہی سے سہی"

"اس جگہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص ایسا ہے" مسٹر سکیلز نے کھڑکی سے ہٹ کر اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اب اس کی تقلید میں کپتان بھی بیٹھ گیا۔ "ایک شخص ایسا ہے جس کی داستان زندگی نہایت عجیب ہے۔ اور عجیب تر معاملہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے وہ اس مکان کے رہنے والوں میں سے کسی کو میرے حالات کا علم یا شبہ نہیں ہے میں نہیں چاہتا۔ کہ تمہیں اس سے روشناس کروں۔ خواہ وہ ان لوگوں ہی میں شامل ہو۔ جو اس وقت صحن میں پھر رہے ہیں۔ نہ میں اس کا نام ہی لینا چاہتا ہوں۔ یعنی وہ نام جس سے وہ اس مکان کے رہنے والوں میں مشہور ہے۔ مگر اتنا میں بیان کرسکتا ہوں۔ کہ آج سے ۳۰ سال پیشتر اس شخص کا نام میکفرسن مشہور تھا۔ میری اس کی ملاقات پیرس میں ہوئی تھی۔ اور اس زمانہ میں وہ ایک قتالہ عالم فرانسیسی حسینہ کے ساتھ جو اس کی داشتہ تھی۔ ایک نہایت خوشنما مکان میں رہا کرتا تھا۔ اس پری کا نام آگسٹائین تھا۔ اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ کہ حسن کا بہترین نمونہ کبھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ میکفرسن اس پر سو جان سے فریفتہ تھا۔ اگرچہ وہ اس دھوکہ میں تھا۔ کہ یہ بھی مجھ پر جان دیتی ہے۔ مگر اس کی بیوفائی میکفرسن کے ہر ایک دوست کو معلوم تھی۔ میکفرسن کو اپنے ایک بے وارث چچا کی موت سے معقول روپیہ ورثہ میں ملا تھا۔ اور زمانہ سیاحت میں پیرس میں اس حسینہ سے ملاقات ہوگئی۔ جس کے حسن سحر افروز پر وہ ایک ہی نظر میں وارفتہ ہوگیا۔ اس سے پہلے یہ عورت ایک صراف سے یارانہ رکھتی تھی۔ جس نے کچھ عرصہ سے چھوڑ دیا تھا۔ اب جو اسے ایک نو دولت سنا نگریز ملا۔ تو اس نے جھٹ اسے دام تزویر میں پھنسانے کی فکر کی۔ عورت بڑی ہی فضول خرچ تھی۔ اور ایک سال سے بھی کم عرصہ میں میکفرسن کی ساری دولت اس کے اخراجات میں لٹ گئی۔ انہی ایام میں آگسٹائین نے ایک فرانسیسی کی اپنے چاہنے والے سے ملاقات کرائی۔ جس کا صحیح نام میگرنیڈ تھا۔ گر جسے وہ اپنا بھائی ظاہر کیا کرتی تھی۔ یہ شخص میگرنیڈ بڑا خوش باطن۔ باخلاق اور دیکھنے میں شکیل جوان تھا۔ مگر

سخت عیاش بے اصول اور شکستہ حال مشہور تھا۔ جو حالات مجھے بعد میں معلوم ہوئے اور میکفرسن کی اپنی خصلت کا رفتہ رفتہ جو علم ہوا۔ اس کی بنا پر مجھے یقین ہو چکا ہے کہ لیگرینڈ نے اپنے اس انگریز دوست کو خوب ہی احمق بنایا۔ اگرچہ میکفرسن دم آخر تک اسے ایک مرد شریف ہی سمجھتا رہا۔ جو کچھ بھی ہو۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ایک روز میں یہ خبر سنکر سناٹے میں آ گیا۔ کہ میکفرسن کو جعلسازی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ میں اس کے پاس جیلخانہ میں پہنچا۔ اور وہ کہنے لگا۔ میں ایمانداری سے بیان کرتا ہوں۔ کہ میں اس الزام سے جو مجھ پر عاید کیا گیا ہے۔ سراسر بے قصور ہوں۔" یہ درست ہے۔ کہ اس نے وہ تحریر لکھ کر دی تھی۔ جو جعلی پائی گئی۔ مگر اس نے بیان کیا۔ کہ مجھے لیگرینڈ نے ہی اُسکے لکھنے پر آمادہ کیا تھا۔ بعدازاں جب ابتدائی عدالت میں میکفرسن کا بیان ہوا۔ تو اس کی ظاہر کردہ کیفیت کی بنا پر لیگرینڈ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ میکفرسن اور اس کے دوستوں کو توقع تھی کہ مقدمہ کی سماعت کے دوران میں ضرور صحیح حالات ظاہر ہو جائیں گے۔ مگر جس وقت سماعت شروع ہوئی۔ تو آگسٹائین۔۔۔ بے وفا غدار اور ناشکر گذار آگسٹائین نے کچھ اس قسم کی شہادت دی۔ جس سے میکفرسن ہی مجرم ظاہر ہوتا تھا۔ لیگرینڈ کو اس نے بالکل ہی بے قصور ظاہر کیا۔ اس نے عدالت میں حلف دروغی کی۔ مگر اس کی بیان کردہ کیفیت درست تصور کر لی گئی۔ کیونکہ غلط ہونے کے باوجود اس کا بیان مدلل تھا۔ اور اگرچہ اس کی تہ میں انتہا درجہ کی دغابازی پوشیدہ تھی۔ تاہم اس نے ساری کیفیت اس انداز سے بیان کی تھی۔ کہ عدالت کے لئے دھوکا کھا جانا ذرا بھی عجیب نہیں تھا۔ مختصر یہ کہ اس ستم کیش حسینہ نے اپنے انگریز عاشق کو قربان کر کے جسے اس نے برباد کر دیا تھا۔ مگر جس سے اس کو کبھی محبت نہ تھی۔ اپنے فرانسیسی آشنا کو جسے وہ اپنا بھائی ظاہر کیا کرتی تھی۔ بچا لیا۔ عدالت نے میکفرسن کو مجرم قرار دیا۔ اور حکم دیا گیا۔ کہ اسے پلیس ڈا گریو میں پھانسی کے تختہ پر بٹھا کر اس کے بدن پر آہنی داغ دیا جائے۔ اور اس کے بعد کسے عرصہ پانچ سال کے لئے بریسٹ میں جہاز چلانے کے کام پر لگایا جائے۔ اس پر میں نے اور ایک اور انگریز شریف مرد نے شاہ فرانس کے نام ایک عرضی بھیجی۔ جس میں بہت سی باتیں میکفرسن کے حق میں درج تھیں۔ درخواست کی گئی تھی۔ کہ ہمارے بدنصیب ہموطن پر رحم شاہی کیا جائے۔ اس زمانہ میں فرانس کی عنان حکومت لوئیس ہژدہم کے ہاتھ میں تھی

اُس نے اس عرضی کو اُن ججوں کے پاس بھیجدیا۔ جنہوں نے میکفرسن کو سزا دی تھی۔ اور چونکہ انہوں نے اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ہم نے سزا دیتے وقت معاملے کے پہلوؤں کو پیش نظر رکھ لیا ہے۔ اس لئے وزیر الفاف مرحوم نے جواب دیا۔ کہ سزا کی تخفیف کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ ہماری سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ کسی طرح میکفرسن کو وہ سزا نہ دی جائے۔ جس کا تعلق اُسے خلقت عامہ کے روبرو برہنہ کر کے گرم سرخ لوہے سے داغ دینے سے تھا۔ مگر افسوس کہ اس بدنصیب کو اس داغ ذلت سے محفوظ نہ کیا جاسکا۔ اور ایک دن وہ خوفناک صبح آگئی۔ جب کہ یہ ہیبت بخش رسم ادا ہونی تھی۔ اُس روز میکفرسن لبتا بہت سویرے اُٹھا۔ لباس اور بدنی آراستگی پر غیر معمولی توجہ دی۔ مگر باوجود ظاہری سکون کے اس کے چہرہ کی رنگت زرد۔ آنکھیں غیر متحرک اور لب بھینچے ہوئے تھے۔ جہاں تک ممکن تھا۔ اس نے سکون و اطمینان کی حالت قائم رکھنے کی کوشش کی۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس سزا کو جو اسے دی جانے والی ہے۔ صبر کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر ایک ایسے جرم کے لئے سزا پانا جس کا کبھی ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ شباب کا بہترین زمانہ حراست میں بسر کرنے پر مجبور ہوتا۔۔۔ یہ جاننا کہ ذلت کا داغ ہر وقت میرے بدن پر ہے۔ اور دم آخر تک قائم رہے گا۔۔۔ افسوس یہ باتیں اس قسم کی ہیں۔ جنہیں فطرت انسانی لاکھ استقلال کے باوجود برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر وہ حقیقت میں قصوردار ہوتا۔ تو اُسے اتنا رنج نہ پہنچتا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ اپنے آپ کو اس سزا کا واقعی مستوجب سمجھتا۔ جو اس کے لئے تجویز کی گئی تھی۔ مگر وہ تو سراسر بے قصور تھا۔ اور سوائے چند وفادار دوستوں کے جنہیں اس کی بات پر کامل یقین تھا۔ کسی کو اس کی بیگناہی کا اعتبار ہی نہ تھا۔ خیر جیسا کہ بیان کیا گیا۔ وہ دن جب اس کے بدن کو داغ دیا جاتا تھا آ پہنچا۔ اُس روز میں سویرے ہی اس سے ملنے گیا۔ مگر جب میں نے اُسے صابر و پُرسکون دیکھا۔ تو میں نے اس قسم کی تسلی دینا غیر ضروری سمجھا۔ جس کے لئے میں اس کے پاس پہنچا تھا۔ اور امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اب میں اس غریب کی سوائے تسلی دینے کے اور بھی کیا کر سکتا تھا؟"

مارک کرسٹر سکیلز نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دن کے گیارہ بجے

تھے۔ کہ مکیفرسن کو جیلخانہ کی ڈیوڑھی میں لایا گیا۔ پیدل رو فوج کے دو سپاہی وہاں پہلے سے موجود تھے۔ جن کا فرض اُسے پلیس آف اگرلونین لے جانا تھا۔ اور حکم یہ تھا کہ وہاں دو گھنٹے اسے سب کے سامنے کھڑا رکھ کر اس کے بدن کو داغ دیا جائے۔

وہ چپ چاپ ان سپاہیوں کے ساتھ ہولیا۔ پیچھے پیچھے میں بھی تھا۔ اور ہم سب اُس عظیم الشان چوک کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں یہ خوفناک رسم ادا ہونی تھی چوک سے مختلف اطراف میں جو بہت سے بازار جاتے ہیں۔ وہ سب تماشائیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور چوک کے اندر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ دورویہ سپاہیوں کی ایک قطار کھڑی تھی۔ اُن کے بیچوں بیچ گذر کر قیدی کو پھانسی تک پہنچایا گیا۔ اس وقت بھی اُس نے نہ نگاہ نیچی کی نہ دائیں بائیں دیکھا۔ بلکہ سیدھا اس پھانسی کی طرف ہی دیکھتا رہا۔ جس کی طرف وہ بڑھ رہا تھا۔ وہ اس زینہ پر جو پھانسی کے تختہ تک پہنچتا تھا۔ بڑے استقلال کے ساتھ چڑھا۔ دائیں بائیں دو لو سپاہی تھے۔ اور میں بامر مجبوری نیچے ہی کھڑا رہا۔ جس وقت وہ پھانسی کے تختہ پر چڑھا۔ تو ہزارہا تماشائیوں نے یکزبان ہو کر زور کا نعرہ بلند کیا۔ مگر غنیمت ہے اُس کی کسی طرح کی بے حرمتی نہیں کی گئی۔ اُس نے پریشانی کی حالت میں فکرمند نگاہ سے اردگرد دیکھا۔ چوک میں ہر طرف انسانی چہرے نظر آرہے تھے۔ اور جہاں تک اُن بازاروں میں جو چوک کی طرف جاتے ہیں اُس کی نگاہ پہنچی۔ خلقت کا ہجوم دکھائی دیتا تھا۔ پس پشت دریا کا گھاٹ پل۔ مکانات کی کھڑکیاں اور چھتیں یہاں تک کہ ناٹرڈیم کے برج اور ہوٹل ڈاویل کے کنگرے یہ سب انسانوں سے پُر نظر آتے تھے۔ دو گھنٹے تک میکفرسن کو پھانسی کے تختہ پر ایک کرسی پر بٹھائے رکھا گیا۔ اور اس عرصہ میں خلقت چرخ کی طرح قہقہے لگاتی اور چیخیں مارتی اور اس انداز سے اُس کی طرف دیکھتی رہی۔ گویا وہ ایک وحشی درندہ ہو۔ جس سے لوگ ڈرتے تو ہوں۔ مگر اُسے دیکھنے کی آرزو بھی رکھتے ہوں۔ افسوس! اُس انبوہ کثیر میں سے ایک شخص کے دل میں بھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ یہ شخص اس سزا کا مستوجب ہے یا نہیں۔ جو اسے دی جانے والی ہے۔ اُن کی سب سے بڑی خواہش فقط یہ تھی۔ کہ اُسے سزا پاتے دیکھیں۔ آخر وہ وقت سر پر آگیا تھا۔ کامل دو گھنٹے کے انتظار کے بعد سرکاری جلاد اپنے دو بیٹوں کو ساتھ لئے ہجوم کو چیرتا ہوا پھانسی کے

قریب پہنچا۔ ایک لڑکے کے ہاتھ میں چھوٹی سی آہنی انگیٹھی تھی۔ جس کے اندر گرم سرخ کوئلے
دہک رہے تھے۔ دوسرے کے ہاتھ میں ایک آہنی اوزار تھا۔ جس کے پیچھے کافی لمبا
چوبی دستہ لگا ہوا تھا۔ جس وقت یہ تینوں پھانسی کے چبوترہ پر نمودار ہوئے تو خلقت
کا شور و بالا ہو گیا۔ خصوصاً اُس وقت جبکہ جلاد نے پر مذاق طریق پر سیکفرسن کو سلام
کیا۔ لوگ اس سلام کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ انہوں نے جلاد کو
جھکتے دیکھ کر زور کا قہقہہ لگایا۔ اب اُس نے اپنے سامان کو سلیقہ کے ساتھ رکھنا شروع
کیا۔ انگیٹھی قیدی کی کرسی کے پاس رکھ دی۔ اور وہ آہنی اوزار جو اُس کے دوسرے
بیٹے کے ہاتھ میں تھا۔ آگ میں ڈال دیا۔ پھر اُس نے قیدی کا کوٹ اور واسکٹ اُتھار
کے دے کیا۔ جس کی تعمیل اُس نے خاموشی سے کی۔ جب قیدی کے بدن پر صرف ایک قمیص
باقی رہ گئی۔ تو جلاد نے اُس کے بائیں کندھے کے نیچے اور پاس میں ایک مربع شگاف
کیا۔ اُس وقت سارے چوک میں کامل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب لوگ دم بستہ
کھڑے تھے۔ کسی کے منہ سے آواز نہیں نکلی۔۔ کسی نے زور سے سانس بھی نہیں لی۔ قیدی کا
سے مخاطب ہو کر جلاد نیم مذاقیہ اور نیم رحم آمیز طریق پر کہنے لگا۔ تیرے دونوں تو حوصلہ
رکھو۔ صرف چند منٹ کی تکلیف ہے لیکن چونکہ پھانسی کے قریب تھا۔ اس لئے میں نے
جلاد کو یہ الفاظ کہتے سن لیا۔ اس کے بعد اس نے قیدی کو ایک چرمی تسمہ کی مدد سے کرسی
کے ساتھ مضبوطی سے جکڑ دیا۔ اور اس کے باقی اعضا کو بھی اس مضبوطی سے باندھا۔ کہ
وہ کرسی پر بت کی طرح بے حرکت ہو کر رہ گیا۔ دس منٹ اور گذر گئے۔ اور اس عرصہ
میں آہنی اوزار کا موٹا حصہ آگ میں گرم سرخ ہو گیا۔ یہ اُس کریہ نظارہ کے ابتدائی
"لطف" کا موقعہ تھا۔ جس کا انتظام گورنمنٹ نے از روئے قانون کر رکھا ہے۔ حالانکہ
یہی گورنمنٹ اس بات پر زور دیتی ہے۔ کہ حیوانات پر بے رحمی نہ کی جائے۔ اور
اس نے سانڈوں کی لڑائی موقوف کرنے کے لئے قانون تک پاس کر دئے ہیں۔ خیر
دس منٹ کا عرصہ گذرنے پر جلاد نے جھک کر اُس آہنی اوزار کو اٹھایا۔ اور اُس کے
چوبی دستہ کو مضبوط پکڑ کر وہ حصہ جو انگارہ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ سیکفرسن کے
اُس برہنہ مقام میں لگا دیا۔ جو قمیص میں شگاف کرنے سے نمودار ہو گیا تھا۔ جاندار پوست
کے ساتھ گرم لوہا لگنے سے ہولناک روح فرسا سنسنانے کی سی آواز پیدا ہوئی

اُس جوان کے منہ سے ایک نہایت خوفناک چیخ نکلی۔ اور دو تین منٹ تک گرم لوہا اُس کے بدن کے ساتھ لگا رہا۔ اس اثنا میں وہ جانکنی کی سی تکلیف کے ساتھ کرسی سے بندھا ہوا پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ مگر اُس ایک لمبی جگر دوز چیخ کے سوا کوئی اور آواز اُس کے منہ سے نہیں نکلی۔ آخر دو تین منٹ گذرنے پر جلاد نے اُس اوزار کو ہٹا لیا۔ اور اس کے بیٹوں میں سے ایک نے سرد پانی کا پیالہ بدنصیب جوان کے منہ سے لگا دیا۔ تاکہ اُسے کرسی پر ہی غش نہ آ جائے۔ اس کے بعد وہ رسیاں جن سے اُسے جکڑا ہوا تھا نرم کر دی گئیں۔ اُس کا لباس درست کیا گیا۔ اور جنڈرمہ سپاہیوں نے اُسے واپس جیلخانہ کیطرف چلنے کو کہا۔ جس وقت وہ اُس انبوہ کثیر میں سے گذر رہا تھا۔ جس نے اُسے سزا پاتے دیکھا تھا۔ تو اب اُس نے شرم اور ندامت سے اپنا سر جھکا لیا۔ جیلخانہ کو واپس جاتے ہوئے اُسے اگر اپنے شانہ پر لگے ہوئے داغ کی جلن محسوس نہ ہوتی۔ تو بھی اس بات کا علم کہ مجھے ہمیشہ کے لئے داغدار بنا دیا گیا ہے۔ اُسے اپنی نظروں میں ذلیل اور شرمسار بنانے کے لئے کافی تھا۔ اُسے دیکھ کر عورتیں اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر اُس کی صورت دکھاتی تھیں۔ اُس نے ایک عمر رسیدہ باپ کو اپنے بیٹے سے یہ کہتے سنا۔ "دیکھو اس جوان کی حالت سے عبرت حاصل کرو۔" اس کے کچھ عرصہ بعد جب وہ ہجوم سے نکلکر ایک نسبتاً ویران بازار میں داخل ہوا۔ تو جیلخانہ کو واپس جاتے ہوئے اُسے کسی شخص کی زبانی ایک پُر مذاق قہقہہ کے ساتھ یہ الفاظ سنائی دئے۔ جو وہ کسی دوست سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔ "دیکھو تو یہ شخص ہے۔ جسے داغ دیا گیا تھا" داغ!... اور ایسا جو قبر تک ساتھ جانے والا ہے۔ اُف یہ سوچکر میں سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ خیر اُسے لافورس کے جیلخانہ میں واپس پہنچا دیا گیا۔ ڈیوڑھی میں پہنچتے ہی وہ میرے بازوؤں میں گر پڑا۔ کیونکہ میں پلیس ڈا گریو سے واپس اُس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا تھا۔ اب اُس کی ہمت نے بالکل جواب دیدیا۔ اور وہ فرط رنج و الم سے آنسو بہانے لگا۔ میں نے دیکھا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا تھا۔ اور بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر روتا تھا۔ میں نے اُسے تسلی دینے کی بہت کوشش کی۔ مگر کچھ اثر نہ دیکھ کر اس خیال سے چپ ہو گیا۔ کہ آنسو بہ جانے سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائیگا اس خیال کی جلدی ہی تصدیق ہو گئی۔ ذرا دیر میں میکفرسن آنسو خشک کر کے بولا۔

آب جبکہ میرے دور مصیبت کی پہلی منزل طے ہو چکی ہے۔ میں اُن پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جو قدرت نے میری قسمت میں لکھی تھیں۔ زیادہ مضبوطی سے آمادہ ہو گیا ہوں" میں نے کہا "میرے عزیز دوست اُمید رکھو۔ ابھی تمہاری راحت کا زمانہ آنیوالا ہے۔ تمہاری حراست کے ایام جلدی ختم ہو جائیں گے۔ اُس وقت تم نے انگلستان کو واپس چلے جانا۔ جہاں دوست کھلے دل سے تمہارے استقبال کو تیار ہونگے۔ اور اُن کی صحبت میں تم سارے رنج و الم بھول جاؤ گے" اُس نے چیخ کر کہا "افسوس! اور میں سچ کہتا ہوں۔ اُس کے اُس وقت کے الفاظ اب تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں "افسوس! میں اس ذلت اور بدنامی کو کیونکر بھول سکتا ہوں... یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں دوبارہ گردن اٹھا کر دنیا میں چلوں۔ کیونکہ ہر شخص میری بدنامی سے خبردار ہو چکا ہے اور بہت لوگ مجھے سرکاری جلاد کے ہاتھوں داغ دئے جاتے دیکھ چکے ہیں۔ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ میری بے گناہی انجام کار ثابت ہو جائے گی۔ تو بھی یہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ ذلت و رسوائی جو میرے حصہ میں آچکی ہے۔ دور ہو جائے۔ وہ کونسی طاقت ہے۔ جو اُس داغ کو جو میرے شانہ پر لگا ہوا ہے۔ مٹا سکے۔ ہر شخص کو یہ بات معلوم ہو گی کہ پانچ سال تک میں ذلیل ترین مجرموں کی صحبت میں رہا۔ اور اگر یہ بھی سمجھ لیا جائے۔ کہ میں ایک بے قصور شخص کی حیثیت میں ان قیدیوں کی صحبت میں گیا تھا۔ تو اسے کون تسلیم کرے گا۔ کہ میں وہاں سے اُن کی صحبت کے اثرات لئے بغیر واپس آگیا۔ کیا دنیا میں ایسا کوئی باپ ہے۔ جو اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرنا منظور کریگا۔ کیا ایک بھی ماں اپنی دختر کی قسمت کو میرے ساتھ وابستہ ہوتے دیکھنا گوارا کر سکتی ہے؟ کونسا بھائی اپنی پاکباز اور معصوم بہن کو اُس شخص کی صحبت میں دیکھنا منظور کر سکتا ہے۔ جس کے دور ہستی کا آغاز میری طرح بدنامی کے داغ سے ہوا۔ اور سب سے آخر میں" اُس نے اپنی آواز کو غیر معمولی طور پر دبا کر مٹھیاں کستے اور دانت پیستے ہوئے کہا "سب سے آخر میں اگر یہ ممکن سمجھ لیا جائے۔ کہ کوئی طبیب اپنی قابلیت سے میرے شانہ کے داغ کو دھو کر مٹانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ تو ایسا کون ہے۔ جو میرے دل کے داغ کو محو کر سکے گا!" اُس کی باتوں سے میں لاجواب ہو گیا۔ اور بادل ناخواستہ اُس سے جدا ہوا۔ اس کے دوسرے دن اُسے بائمیٹیرس پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں وہ ان قیدیوں کی صحبت میں رہنے لگا۔ جن

کے ساتھ اُس کے پانچ سال بسر ہوئے تھے ۔ اُس کی صحبت شب و روز اُن لوگوں سے تھی۔ جو نہایت خوفناک جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے۔ اور جنہیں اپنے جرائم پر رنج و افسوس ہونے کی بجائے الٹا اُن کی زبانی ہر وقت فحش کلمات سننے پڑتے تھے پھر اس وجہ سے کہ وہ ان قیدیوں کی باتوں پر ہنستا یا خوشی کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ وہ سب اُسے دق کیا کرتے تھے۔ اگر وہ اُن کی شکایت کرنے کی دھمکی دیتا۔ تو اُسے گالیاں دی جاتیں۔ اور اُس پر مضحکہ اڑایا جاتا۔ لیکن میں داستان کے اس حصہ کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ اس لئے اختصار کے ساتھ بھی بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ آخر کار جہازی قیدیوں کی روانگی کا دن آ گیا۔ اور میں اپنے بدنصیب دوست سے جدا ہوا۔ اُسے برلیسٹ میں لے گئے۔ جہاں کچھ عرصہ اُن سے معمولی قیدیوں کی طرح پابہ زنجیر کر کے کام لیتے رہے۔ مگر جلد ہی اس کی نیک چلنی کے باعث اُسے گورنمنٹ کے دفتر میں تحریر کا کام دیدیا گیا۔ انہی ایام میں مجھے اپنے ایک رشتہ دار کی موت کے سلسلہ میں انگلستان جانا پڑا۔ اسی لئے مجھے اس کے متعلق زیادہ حالات معلوم نہ ہو سکے۔ میرے رشتہ دار نے میرے نام کچھ جائداد چھوڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ شرط یہ تھی۔ کہ میں اُس کا خاندانی نام اختیار کر لوں۔

"چھ سال گذر گئے" مسٹر سکلیز نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "ہاں۔ اُن واقعات کو جن کا ذکر میں پیشتر کر چکا ہوں۔ پیش آئے چھ سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور اُس وقت ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس سے مجھے کامل یقین ہو گیا۔ کہ جعلسازی کے الزام میں میکفرسن سراسر بے قصور تھا۔ ایک روز شام کا ذکر ہے کہ میں آلڈرس گیٹ سٹریٹ میں سے گذر رہا تھا۔ کہ یکایک زور کی بارش ہو گئی۔ میں پناہ لینے کی غرض سے ایک مکان کے دروازہ میں کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ میرے پاس نہ چھتری تھی نہ کرایہ کی گاڑیوں کا اڈا قریب تھا۔ اس کے ذرا دیر بعد ایک لبادہ پوش مرد اسی دروازہ میں پانی سے بچنے کے لئے آ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر چونکہ میں اُس سے پرے تھا۔ اور رات کی تاریکی پھیل چکی تھی اس لئے ہم ایک دوسرے کی صورت نہ دیکھ سکے۔ دفعتاً وہ یہ دیکھنے کے لئے باہر نکلا۔ کہ بارش تھم گئی ہے یا نہیں۔ اور اُس وقت میں نے دیکھا۔ کہ ایک عورت جس نے بھڑکیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ اُس کے پاس آئی اور فرانسیسی زبان میں کچھ کہنے لگی۔ اگرچہ

اُس نے فوراً ہی اُس لڑکی کی بات پر توجہ نہیں دی۔ لیکن یکایک اُس عورت کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا۔ اُس کی زبانی اپنا نام سُنکر وہ لبادہ پوش مرد بھی چونک گیا۔ اُس نے اُس عورت کیطرف جو بظاہر اُسے پہچانتی تھی۔ غور سے دیکھنا شروع کیا۔ اور قریب ترین لیمپ کی روشنی میں اُس نے اور میں نے ایک ساتھ آگسٹائین کا معروف اگرچہ کسی قدر بدلا ہوا چہرہ پہچانا۔ میں فرط حیرت سے اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا۔ اور حالات میں اور میں اُن کی گفتگو سُننے پر مجبور ہوا۔ یعنی مسٹر سن لے . . . کیونکہ لبادہ پوش شخص دراصل وہی تھا۔ اگرچہ اُس نے یہ بالکل معلوم نہیں کیا۔ کہ میں اُس کے قریب ہی کھڑا ہوں۔ چونک کر کہا "کون! آگسٹائین!" وہ عورت چاپلوسی کے لہجہ میں کہنے لگی "ہاں وہی تمہاری آگسٹائین"۔ مگر جلدی ہی وہ اپنا لہجہ بدل کر کہنے لگی "آخر تم لندن میں کس طرح آ گئے؟" مسٹر سن لے بولا "آگسٹائین پیرس میں مجھے تباہ و برباد کرنے کے بعد تمہیں یہ معلوم کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ میں اس وقت کیا کرتا ہوں۔ یا اس سے پہلے کیا کرتا رہا ہوں۔ یقیناً تم اس بات سے بے خبر نہیں ہو۔ کہ تم نے مجھے کس قدر ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اُس مہلک زمانہ نے جو تمہاری صحبت میں بسر ہوا میری تمام اُمیدوں اور ساری آرزوؤں پر پانی پھیر دیا۔ میری زندگی مصائب جدوجہد انقلاب و افلاس کا مجموعہ ثابت ہوئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ ہوا۔ وہ تمہاری اور لیگرینڈ ہی کی قابل لعنت سازشوں کا نتیجہ تھا۔ ہائے منحوس دن۔ جب میری پہلی مرتبہ تم سے ملاقات ہوئی اور میں نے اس بدمعاش سے ہاتھ ملایا جسے تم اپنا بھائی ظاہر کیا کرتی تھیں"۔ آگسٹائین کہنے لگی "تم یقین کروگے۔ کہ اُس وقت سے لے کر جب مجھے برسر عدالت جھوٹی شہادت دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ آج تک میرے دل میں اُس واقعہ سے سخت بے چینی رہتی ہے" پھر وہ افسردگی کے لہجہ میں بولی "جو کچھ میں نے کیا۔ اُس کا میرے دل کو سخت رنج ہے۔ کیونکہ اُس زمانہ میں میں ایک بالکل ہی گری ہوئی عورت نہ تھی۔ مجھے حالات سے مجبور ہو کر ایسا کرنا پڑا۔ لیگرینڈ کو مجھ پر غیر معمولی اختیارات حاصل تھے۔ اور میں جانتی تھی۔ کہ اگر میں نے اُس کی مرضی پر عمل نہ کیا۔ تو وہ مجھے اور تم کو بھی اپنے اغراض و مقاصد پر قربان کر دے گا۔ میری اُس ایک خطا نے مجھے موجودہ ذلت تک پہنچا دیا ہے۔ اُس دن کے بعد میں انجام سے اس قدر لاپروا ہو گئی۔ کہ تمہارے ساتھ رہتے ہوئے

جو ظاہری عزت داری قائم تھی۔ اس کا بھی خیال چھوڑ دیا۔ لیگرینڈ ایک قمار خانہ میں کسی تکرار کے دوران میں مارا گیا۔ اور میرا تعلق۔۔" میکفرسن قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "آگسٹائن میں تمہارے گناہوں کی فہرست سننا نہیں چاہتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مجھے تمہارے ساتھ جس نے مجھے تباہ اور برباد کیا۔ کسی طرح کی ہمدردی ہو؟ کیا مجھے اس عورت پر رحم آسکتا ہے۔ جسے اگر میری طبیعت میں جذبہ انتقام کو دخل ہوتا۔ تو میں پاؤں تلے کچل کے مار دیتا۔ آگسٹائن اگر کسی طرح تم میری اس نیک نامی کو جو زائل ہو چکی ہے۔۔۔ حالانکہ تم جانتی ہو میں سراسر بے قصور ہوں۔ بحال کر سکو۔۔۔ اگر تم مجھے وہی اگلا ذہنی سکون وہی خودداری اور وہی اعتماد جو کبھی مجھے حاصل تھا۔ وہی عزت جو مجھے لوگوں کی نظروں میں حاصل تھی۔ اور وہی نیک نامی جو کبھی میرے حصہ میں آئی تھی۔ واپس دے سکو۔۔۔ آہ آگسٹائن اگر تم اس داغ ندامت کو جو میرے شانہ پر موجود ہے۔ محو کر سکو۔ اگر تم اس بدنامی کو جو مجھے پلیس ڈاگرادو کی تشہیر یا جہازوں پر زمانہ حراست میں حاصل ہوئی۔ رفع کرنے کی کوئی سبیل پیدا کر سکو۔ تو میں اب تمہارے قدموں میں گر کر ان تمام خطاؤں کو جو تم سے سرزد ہوئیں۔ اور جن کے باعث میں نے ساری مصیبتیں برداشت کیں۔ معاف کر سکتا ہوں۔۔۔ یہی نہیں میں مدت العمر تمہارا پرستار بن سکتا ہوں۔ مگر آہ! کیا ایسا ہونا ممکن ہے؟" آگسٹائن دیر تک خاموش رہی۔ اس کے بعد کہنے لگی۔ "بہرحال اب بھی کچھ نہ کچھ ضرور کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے خرابی کی پورے طور سے تلافی نہ ہو سکے۔ مگر تھوڑا بہت تدارک بعید از امکان نہیں۔ اور اس سے میری خطاؤں کی جزوی تلافی بھی ممکن ہے۔" میکفرسن نے کہا۔ "آخر وہ کونسی تجویز ہے۔ جس کا تم ذکر کرتی ہو؟" آگسٹائن بولی۔ "میں خوشی سے اپنی غلط بیانی کا اقبال کر لوں گی جس سے تمہاری بے گناہی ثابت ہو جائے گی۔ اور دنیا کی نگاہوں میں تمہاری جو بدنامی ہوئی ہے وہ رفع ہو جائے گی۔" میکفرسن تلخ لہجہ میں کہنے لگا۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن وہی دنیا یہ جانے کے بغیر کہ میں قصوروار ہوں یا نہیں۔ میری مذمت کرتی اور میرے خلاف شرم کے نعرے بلند کرتی رہی ہے؟" خطاوار عورت سنجیدگی کے لہجہ میں بولی۔ "تم سچ کہتے ہو۔ لیکن دنیا کا سمجھدار حصہ۔۔۔" میکفرسن نے اسے فقرہ ختم کرنے کا موقعہ نہ دیتے ہوئے کہا۔ "یہ محض کہنے کی باتیں ہیں۔ آگسٹائن جن سمجھدار لوگوں کا تم ذکر کرتی ہو۔ ان کا عملی طور پر دنیا میں کوئی

وجود نہیں۔ تم کسی شخص سے پوچھ کے دیکھ لو۔ کہ کیا تم اُس شخص سے نفرت اور حقارت کا
سلوک کرو گے۔ جسے بلاوجہ سزا دی گئی ہو۔ مگر جو حقیقت میں اُس جرم سے سراسر بے
قصور ہو۔ جو اُس سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں وہ شخص اس بات پر زور دیگا
کہ میرے اپنے خیالات نہایت فیاضانہ ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ لوگ بڑی تنگ دلی
سے کام لیتے ہیں۔ اُس کا جواب مختصر لفظوں میں یہ ہوگا۔ کہ اگر تم اپنی بے گناہی ثابت کر سکو
تو میں تمہارا دوست ہوں۔ اور فرداً فرداً ہر شخص کا جواب یہی ہوگا۔ لیکن تم ان سب
کو کسی ایک کمرہ میں یکجا کر دو۔ تم انہیں کسی جلسہ دعوت میں طلب کرو۔ اور وہاں بھری مجلس
میں اس شخص کو پیش کر دو۔ جس کی نسبت اُنہوں نے نہایت فیاضانہ رائے ظاہر کی تھی
پھر تم دیکھ لو گی۔ کہ مجموعی طور پر وہ سب اُس سے نفرت کرنے لگیں گے۔ کوئی اُس سے چھونا
پسند نہیں کرے گا۔ اور وہ ایسے طریق پر اسے اپنی مجلس سے نکال دیں گے۔ گویا وہ
کسی متعدی وبائی مرض میں مبتلا ہو۔ جب صورت حالات یہ ہے۔ تو بتاؤ دنیا میں کسے آزاد
خیال یا وسیع النظر کہا جائے؟ سب ایک ہی تماشے کے لوگ ہیں۔ اس لئے از
برائے خدا تم میری بے گناہی ثابت کرنے کی فکر نہ کرو۔ مگر ہاں یہ بتاؤ۔ آج کل تمہاری
اپنی حیثیت کیا ہے؟" جوان عورت تلخ لہجہ میں بولی۔ "میری حیثیت۔ میں اپنی
ذات کو اس درجہ ذلیل محسوس کر رہی ہوں۔ کہ میرا خیال ہے۔ ہر شخص اُس سے باخبر ہوگا
میری خطائیں اور ان خطاؤں کا انجام جو ذلت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ میرے گرد مکڑی
کے جالے کی طرح لپٹا ہوا ہے۔ میں اُسے ہٹا نہیں سکتی۔ میں اس نفرت کے احساس کو
مٹا نہیں سکتی۔ جو مجھے خود اپنے متعلق محسوس ہو رہی ہے۔ اس ذلت کے جالے کو اگر میں اپنے
ہاتھ سے ہٹاتی ہوں۔ تو وہ دوسرے کو لپٹ جاتا ہے۔ میں حصول تسکین کی غرض سے
گرجا میں نہیں جا سکتی۔ کیونکہ مجھ ایسی خطاوار عورت کے منہ سے دعا کے الفاظ کا ادا
ہونا بجائے خود ایک گناہ ہے۔ میں خدا سے اپنی حالت کی بہتری کے متعلق بھی دعا
نہیں کر سکتی۔ اور پھر ہم میں سے بعض ایسی ہیں۔۔ میں اُمید کرتی ہوں۔ تم کچھ کچھ
سے تم جان چکے ہوگے۔ کہ میرا تعلق کس پست طبقہ سے ہے۔۔ ہم میں سے بعض ایسی
ہیں۔ کہ جن میں خوبصورتی جوانی اور تعلیم غرض وہ تمام صفات جو کسی عورت کے لئے
ضروری ہیں۔ موجود پائی جاتی ہیں۔ مگر اُن کے خوشنما سرخ ہونٹوں سے تمام وقت

میں سوائے بددعاؤں یا گالیوں کے کوئی لفظ نہیں نکلتا۔ تاہم میں اتنی بری نہیں۔ جس قدر
وہ ہیں۔ نہ میں اُن کی طرح کمینے بندوں شراب پیتی ہوں۔ مگر خدا ہی جانتا ہے۔ میں
کس قعر ضلالت میں گر چکی ہوں " یہ الفاظ کہکر وہ بدنصیب عورت تیزی سے قدم
اُٹھاتی ایک سمت میں چل گئی۔ اور سیکفرسن آہستہ آہستہ دوسری جانب روانہ
ہوگیا۔ میں نے اس کا پیچھا کرنا مناسب نہ جانا۔ کیونکہ جو کچھ سیکفرسن نے آگسٹائین
سے کہا تھا۔ اُس سے میں یہ نتیجہ اخذ کر چکا تھا۔ کہ وہ لندن کے غدار شہر میں لوگوں کی
نظروں سے پوشیدہ رہ کر بالکل اجنبی کی سی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ خیر سالہا سال
کا عرصہ گذر گیا۔ میں مبتلائے مصیبت ہوا۔ جائداد ہاتھ سے جاتی رہی۔ اور صرف اتنا گذارہ
رہ گیا۔ کہ روح کو تن کے ساتھ وابستہ رکھا جا سکے۔ اُس زمانہ میں ایک دوست کی
سفارش سے میں چارٹرہوس میں داخل ہوگیا۔ اور تم میرے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہو
جب میں نے یہاں داخل ہوکر دیکھا۔ کہ سیکفرسن پہلے ہی اس مکان میں موجود ہے
اس طرح پر پچیس سال کی جدائی کے بعد۔۔ کیونکہ مجھے یہاں آئے قریباً پانچ سال کا عرصہ گذرا
ہے۔ ہماری پھر ایک دوسرے سے ملاقات ہوگئی۔ لیکن اگرچہ میں نے اُسے پہچان لیا
تاہم مجھے اُس نے نہیں پہچانا۔ کیونکہ میں اپنا نام بدل چکا تھا۔ اور میری صورت میں بھی عظیم
تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ یہ وجہ تھی۔ کہ اُس نے مجھے دیکھ کر نہیں پہچانا۔ کہ میں وہی دوست
ہوں۔ جس نے ۱۸۱۶ء میں اُس کی مصیبتوں میں پیرس میں اُس سے ہمدردی کی تھی۔
میں نے اس چار دیواری میں کبھی اُس کے سامنے اپنی شخصیت ظاہر نہیں کی۔ اور نہ کروں گا۔
کیونکہ اگر اُسے اس بات کا علم ہوگیا۔ کہ اس مکان میں جہاں وہ بحالت مجبوری پناہ گزین ہوا
اُس کے راز کا کسی ایک شخص کو بھی علم ہے۔ تو وہ سخت آزردہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ اب ہم دونوں
اسی مکان میں رہتے ہوئے اپنے رنج والم پر کڑھتے ہیں۔ اور مجھ میں اس قدر جرأت نہیں ہوتی
کہ اس کے سامنے پرانے تعلقات ظاہر کرکے اظہار ہمدردی کروں "

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ چار بجنے کی آواز سنائی دی۔

مسز شیکی یہ کہکر گئی تھی۔ کہ میں ایک منٹ کے عرصہ میں واپس آتی ہوں۔ مگر اب ایک
گھنٹے کے بعد لوٹی۔ تو یہ حالت تھی۔ کہ چہرہ شراب کے اثر سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور منہ سے
نہایت تیز بو آتی تھی۔ مگر اُس کے لئے عذرات پیش کرنا دشوار نہ تھا۔ کہنے لگی " مجھے مسز

نے ایک ضروری کام پر بھیج دیا تھا"
مسٹر سکیلز بڑبڑا کر کہنے لگا۔ شاید وہ کام فوکس اینڈ اینکر کے شراب خانہ سے تعلق رکھتا ہوگا" مگر پھر یہ دیکھ کر وہ گوشت پکا کر لے آئی ہے۔ اس نے زیادہ شکایت نہ کی چنانچہ صرف گوشت پر اکتفا کیا گیا۔ کیونکہ اس مرتبہ پھر مسز پگن آلو تیار کر کے لانا بھول گئی تھی۔
اس نے دسترخوان بچھایا۔ اور شاید اپنی گذشتہ طویل غیر حاضری کی تلافی کی خاطر اب کی مرتبہ بیئر اور شراب پینے گئی۔ تو نصف ہی گھنٹہ میں واپس آگئی۔ واضح رہے۔ کہ چارٹر ہوس میں یہ کلیہ قاعدہ ہے۔ کہ جو کام کوئی شخص درجہ اوسط میں پانچ منٹ کے اندر کر سکتا ہے۔ اسے وہاں کی رئیس پورے پچیس منٹ میں ختم کرتی ہیں۔
مسٹر سکیلز اور کپتان نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔ اور جب سامان کل ہٹا دیا گیا۔ تو سیر پر گرم پانی رکھا گیا۔ پونچھا عمل ختم کی تھی۔ اور دونو دوستوں کے حوصلے بلند تھے اور چونکہ اس اثنا میں کپتان کی چٹھی فرینک گرشن کو مسٹر بلٹن سٹاکز کے دفتر واقعہ حصہ شہر میں مل چکی تھی۔ اس لئے اب اس کے آنے پر اس مجلس کی رونق دوبالا ہو گئی۔

باب ۱۵۰ کپتان او بلنڈربس کا حریف

کپتان نے فرینک کے روبرو وہ سارے واقعات جو یوم مذکور کی صبح کو پیش آئے تھے تفصیل کے ساتھ بیان کئے۔ اور فرینک ان تمام دلچسپ ترکیبوں کو سنکر جن پر عمل کر کے ہمارے جنگجو دوست نے مسز رڈ کے لیدس نیا فرق امین کے آدمیوں سے رہائی پائی تھی۔ زور دار قہقہے لگائے۔
جب یہ داستان ختم ہوئی۔ تو فرینک نے اپنی طرف سے بتایا۔ کہ میں مسٹر بلٹن سٹاکز سے دس پونڈ کی امداد لے آیا ہوں۔ جس کا مطلب کیلئے لفظوں میں یہ تھا۔ کہ شخص مذکور سے دس پونڈ اور اڑا لئے گئے ہیں۔
کپتان نے اس رقم سے سب سے پہلے وہ روپیہ جو مسٹر سکیلز سے لبطور قرض حاصل کیا تھا۔ واپس کیا۔ اس بات سے مسٹر سکیلز اور کپتان کے تعلقات اور بھی زیادہ خوشگوار ہو گئے اور شام بڑے مزے میں بسر ہوئی۔

جوں جوں شراب کا سرور بڑھتا گیا۔ کپتان نے اپنی ان آئرش جائدادوں کا ذکر شروع کر دیا۔ جو بدقسمتی سے عدالت چانسری کے زیر نگرانی تھیں۔ مسٹر کرلش نے اپنے زمانۂ قیام فرانس میں کئی شہزادیوں اور امیرزادیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کے عجیب و غریب قصے بیان کئے۔ اور مسٹر سکیلز نے چارٹر ہوس کے متعلق کئی واقعات سنائے۔ ان میں اور کپتان گلاس کے قصوں میں فرق صرف اتنا تھا۔ کہ یہ واقعات تھے۔ اور وہ فرضیات۔

یہ رونق ابھی قائم تھی۔ کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ اسے سنکر مسٹر سکیلز نے سرسری طور پر کہا "اندر آ جاؤ"۔ اور معاً ایک شخص اندر داخل ہوا۔ جس کا نام مسٹر سکیلز نے اپنے دوستوں کے سامنے کرنیل ٹکمنز بیان کیا۔

یہ شخص بھی چارٹر ہوس ہی میں رہتا تھا۔ متوسط القامت اور عمر میں اس سے بہت زیادہ تھا۔ جتنا وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا تھا۔ کچھ تو مصنوعی دانتوں کچھ بالوں کی ٹوپی اور کچھ گلمچھوں کو خضاب کرنے سے یہ سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملتا اور لوگوں سے یہ کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ "میری عمر پچاس سال سے ذرا اوپر ہے"۔ حالانکہ حقیقت میں اس کی عمر پچہتر سال سے کسی طرح کم نہ تھی۔ آدمی خوش پوش اور وضع دار تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں کے انداز اور منہ کی ساخت سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ بڑا شریر مکار اور چالباز ہے۔

مسٹر سکیلز نے اس کا تعارف اپنے دوستوں سے کرایا۔ اور پھر کہنے لگا "میرے دوست بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے لئے ایک گلاس تیار کر لو۔ میں ابھی اپنے دوست کپتان سے یہ ذکر کر رہا تھا۔ کہ تم ضرور آؤ گے۔ اور وہ بھی تم سے ملنے کا بہت خواہشمند تھا۔ کیونکہ فوجی آدمی ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوتے ہیں"۔

یہ الفاظ مسٹر سکیلز نے کپتان کی طرف دیکھتے ہوئے طنز آمیز طریق پر کہے۔ اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ کہہ رہا ہے "دیکھئے میں نے ابتدا کر دی۔ اب اس شخص کی نقاب دری کرنا تمہارا کام ہے"۔ کیونکہ جس طرح مسٹر سکیلز کو اس بات کا یقین تھا کہ ٹکمنز کا کسی فوج سے مطلق تعلق نہیں۔ اسی طرح یہ غلط خیال بھی اس کے دل میں جاگزین تھا کہ اوبلنڈرس ایک حقیقی فوجی افسر ہے۔

کرنیل نے ایک لمحہ کے لئے بے چینی کی حالت میں ادھر ادھر دیکھا۔ اور دوسرے کپتان نے جس کا گستاخانہ رویہ شراب کے اثر سے زیادہ تیز ہو چکا تھا۔ اس معاملہ میں ابتدا کرنے

کی غرض سے ٹکلسنر کی طرف تندی کی نظر سے دیکھنا شروع کیا۔

کچھ دیر اُس کی طرف گھورتے رہنے کے بعد آئرش کپتان نے حسب معمول خوفناک اور کھڑکھڑاتے ہوئے لہجہ میں پوچھا "اور کیوں صاحب آپ بتا سکتے ہیں۔ آپ کا تعلق کونسی فوج کے ساتھ رہا ہے؟"

کرنیل نے آنکھیں اُٹھانے کے بغیر تاڑی کا جام تیار کرتے ہوئے لاپروائی سے جواب دیا "وہ میرا تعلق بہت سی فوجوں سے رہا ہے۔ مگر کیا میں آپ سے بھی سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

"یسوع کی قسم! اے میرے دوست تم جو سوال چاہو۔ مجھ سے پوچھ سکتے ہو" اولینڈرلس نے زیادہ بے تکلفی کا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا "لیکن اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے تم میرے سوالات کا جواب دو۔ اُس کے بعد میں خود تمہیں نہ صرف اپنے فوجی کمالات کی داستان بلکہ سارا حسب و نسب بھی بتاؤں گا۔"

کرنیل نے اپنا مرکب شراب کو ملاتے ہوئے گلاس سے نظر ہٹانے کے بغیر کہا۔ "میرے خیال میں فوجی آداب کا تقاضا یہ ہے۔ کہ پہلے آپ اپنے متعلق کیفیت بیان کریں کیونکہ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ میرا عہدہ ملکۂ معظمہ کی فوج میں آپ سے بالاتر رہا ہے۔"

"مقدس ویپٹنے کی قسم!" کپتان اولینڈرلس نے یکایک غیر معمولی طور پر غضبناک ہو کر کہا۔ "اور یہ بات تو ابھی ثبوت طلب ہے۔ بہت سے ایسے کارپورل دیکھے جاتے ہیں جو فوج سے نکال دئے جانے پر اپنے آپکو کرنیل کہنے لگتے ہیں۔"

"اور کئی موقوف شدہ گاڑیبان ایسے دیکھنے میں آتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو۔۔!"

لیکن کرنیل ٹکلسنر کا فقرہ نامکمل ہی رہا۔ کیونکہ کپتان اولینڈرلس جس کا چہرہ کچھ تو شراب کے اثر اور کچھ جوشِ غضب کی وجہ سے بے حد سرخ ہو چکا تھا۔ اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور دہنا ہاتھ میں لے کر باواز بلند کہنے لگا "اس مقدس اونار کی قسم۔ اور میرے دوست یاد رکھو۔ اگر تم نے ایک حرف بھی سینٹ کے خلاف اپنے منہ سے نکالا۔ تو میں یہیں اس کمرہ میں تمہارا سر پھوڑ کے رکھ دونگا۔"

کرنیل ٹکلسنر مبہوت اور حیرت زدہ ہو کر غضبناک کپتان کا منہ تکنے لگا۔ اُس کی پریشانی فرنیک کرٹس کے ان الفاظوں سے زیادہ بڑھ گئی "خدا قسم تم اُسے دق نہ کرو یہ شخص بلندی

کیونکہ یہ سب سے زیادہ خطرناک ڈوئیل لڑنے والا ہے۔ ابھی پچھلے سال کا ذکر ہے۔ کہ اس نے پیرس میں ڈیوک آف بولون کو ایک ایسی ہی تکرار میں گولی مار کے مار دیا تھا۔"

ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ فرنیک کرٹس نے بیان کیا۔ وہ محض فرضی تھا۔ مگر اس کے لئے وہ اس لحاظ سے قابل معافی سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ ایک تو دروغ بافی اُس کی گھٹی میں پڑی تھی۔ اور دوسرے وہ اس نئے لطیفہ کو دلچسپی کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

کرنیل نے مبہوت، پریشانی کی حالت میں اس انداز سے دروازہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہ اس طرف سے راہ فرار مل جائے تو بھاگ نکلوں۔ ہکلاتے ہکلاتے کہا۔ "درحقیقت... میرا مطلب یہ نہ تھا کہ... میں... میں"

کپتان اوبینڈرلن نے جب دیکھا۔ کہ حریف خوف زدہ ہو گیا ہے۔ تو اس کا جوش اور زیادہ بڑھا۔ اور وہ زور سے چلا کر کہنے لگا۔ "میں نے کہا نا میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ خون اور غارت کی قسم! دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یا تو تم مجھ سے ڈوئیل لڑو یا صاف لفظوں میں معافی مانگو۔" پھر وہ اپنے دوست سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "فرنیک تم ابھی جا کر مکان سے میرے پستول تو لے آؤ۔ تمہیں یاد ہوگا۔ وہ اسی بکس میں بند ہیں جس پر سبز مخمل چڑھی ہوئی ہے۔ اور طاقتوں کی قسم! ہم اسی میز کے آر پار بیٹھ کر ڈوئیل لڑیں گے۔ مجھے امید ہے مسٹر سکیلز کی طرف سے کسی طرح کا اعتراض نہ ہوگا۔"

سکیلز جو اس نظارہ کو دلچسپی کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "نہیں مجھے آپ دونو میں صفائی ہو جانے میں کسی طرح کا عذر نہیں۔" اس کے بعد فرنیک کرٹس اس انداز سے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ گویا پستول لانے جا رہا ہے۔

کرنیل تکنر دہشت زدہ ہو کر کبھی کپتان اور کبھی اس کے دوستوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کمرہ کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے راہ فرار بھی موجود نہ تھی۔ آخر سخت مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "صاحبان میں یقین کرتا ہوں۔ کہ... میں نے جو کچھ کہا۔ اس سے کسی صاحب کی دلآزاری..."

"دلآزاری!" کپتان نے خوفناک دستے کو تلوار کی طرف ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے چہرہ کو غیر معمولی طور پر تند بنا لیا۔ "دلآزاری کہتے ہو۔ جو کچھ تم نے

کہا۔ اس سے میری صریح توہین مقصود تھی۔"

"نہیں صاحب بالکل نہیں" بدنصیب کرنیل نے اس امید سے کہا۔ کہ شاید اسی طرح اس مصیبت سے نجات حاصل ہو جائے۔

"تو پھر کیا تم اپنے آپ کو جھوٹا دروغ گو اور پاجی تسلیم کرتے ہو" خوفناک گورمع اولینڈرسن نے اپنے حریف سے پوچھا

"صاحب من اگر آپ اس معاملہ کا ذکر کرتے ہیں۔۔"

"بس بس میں صاحب من بننا نہیں چاہتا" آنرسٹس کپتان نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا "تم اپنے آپ کو جھوٹا اور پاجی تسلیم کرو۔ پھر میں اس سوال پر غور کروں گا کہ آیا ایسے حالات میں کوئی مرد شریف اپنی خودداری کو قائم رکھتے ہوئے تمہارا معافی نامہ منظور کر سکتا ہے"

"ہاں ہاں میرے دوست تمہیں بھی کچھ رعایت کرنی چاہیئے" مسٹر کرٹس نے سکیلز کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ خود سکیلز کی یہ حالت تھی۔ کہ وہ بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر سکتا تھا۔

"بس تو تم اپنے آپ کو جھوٹا اور پاجی تسلیم کرو" کپتان نے بدنصیب ٹکنسر کی طرف خوفناک انداز سے بڑھتے ہوئے کہا۔

"دیکھیئے صاحب مجھے آپ کا اطمینان کرانے میں کسی طرح کا عذر نہیں۔ اور جیسا کہ آپ کے دوست نے ابھی کہا۔ اگر آپ ابھی رعایت کے اصول کو پیش نظر رکھنا چاہتے ہیں۔ تو مجھے۔۔۔ مجھے۔۔"

"تم دو لفظ بھی تو زبان سے ادا کرو" کپتان نے گرج کر کہا "گرم پانی ٹھنڈا ہوا جاتا ہے۔ ہم کب تک تمہارا انتظار کر سکتے ہیں"

فرینک دبے لفظوں میں کہنے لگا "میری رائے میں بہتر ہوگا۔ تم اسے زیادہ ناراض نہ کرو۔ ورنہ یا تو مجھے فوراً جا کر پستول لانے پڑینگے۔ یا کپتان اس اسپنج سے ہی تمہارا سر پھوڑ دیگا"

"الٰہی یہ کیا ظلم ہے" بدنصیب ٹکنسر نے موت کی دوسری صورت کا ذکر سنکر زرد رد ہوتے ہوئے کہا "کپتان اولینڈرسن کم از کم مجھے تھوڑی سی مہلت تو دو"

"ایک منٹ کی مہلت بھی نہیں دی جاسکتی" غضبناک کپتان نے جواب دیا "میں چاہتا ہوں۔ تم دوسرا سانس لینے سے بھی پیشتر یا معافی مانگو۔ یا مجھ سے ڈوئیل لڑلو"

"خیر تو آپ کی خاطر سے میں تسلیم کرلیتا ہوں۔ کہ میں وہی ہوں جو آپ نے کہا" کرنیل نے حلیمانہ انداز سے جواب دیا۔

"تم صاف لفظوں میں یہ کہو۔ کہ میں جھوٹا اور پاجی ہوں"

"ہاں میں جھوٹا . . . اور . . . پاجی ہوں" مصیبت زدہ اور پریشان حال کرنیل نے کہا۔ جو اس وقت اس بات کا آرزومند تھا۔ کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں۔ یا کوئی اور حادثہ پیش آئے۔ جو مجھے اس خوفناک کپتان کی گرفت سے بچا دے۔

کپتان اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ "صاحبان آپ نے یہ الفاظ سن لئے۔ یہ شخص اپنے آپ کو جھوٹا اور پاجی تسلیم کرتا ہے۔ اور اب ایک عزت دار شخص کی حیثیت میں مجھے یہ تسلیم کرنے میں عذر نہیں۔ کہ اس کی معافی سے میرا اطمینان ہوگیا ہے۔ اس کی معافی ویسی ہی ہے۔ جو ایسے حالات میں کسی مرد شریف کو مانگنی چاہئے۔ لاؤ میرے دوست اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو"

یہ الفاظ کپتان نے کرنیل کیطرف مخاطب ہو کر کہے۔ اور اس غریب نے اس خوف سے کہ کوئی نئی افتاد پیش نہ آئے۔ ادب کے ساتھ اپنا ہاتھ پیش کر دیا۔ جسے جنگجو آئرش نے اس زور سے ہلایا۔ اور دبایا۔ کہ قریب تھا۔ اس کی چیخیں نکل جائیں۔

"بس اب ہم فوجی معاملات کا ذکر نہیں کرینگے" گورمن اور ملٹھر ولیس نے کہا۔ "بلکہ اطمینان سے بیٹھ کر پو تمین پیتے ہوئے باقی معاملات کا ذکر کرتے رہیں گے"

اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کپتان کو اپنے فوجی دور زندگی کے متعلق کوئی بیان دینے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اور نہ کرنیل ٹلمنہ کو ہی اس کی جرات ہوئی۔ کہ وہ اس ذکر کو تازہ کرتا چنانچہ جلد ہی اس ذلت کو فراموش کر کے جو اسے کپتان موصوف کے ہاتھوں اٹھانی پڑی تھی۔ وہ اس سرگرمی سے شراب پینے میں مصروف رہا۔ کہ فریڈک کو دو ایک بعد ایک اور بوتل لینے کے لئے جانا پڑا۔ کیونکہ اس اثنا میں مسز ٹلمنہ کو سخت بیماری کا عذر پیش کر کے اپنے کمرہ کو چلی گئی تھی۔ حالانکہ اس کا مرض کثرت شراب نوشی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

اسی طرح رات کے ساڑھے دس بجے تک یہ محفل گرم رہی۔ اور اس وقت فریڈک کرنس

اور کپتان اولبنڈ ریبس مسٹر سکیلز اور کرنیل سے رخصت ہونے کے لئے اٹھے۔ مگر جانے سے پہلے کپتان نے پھر مسٹر سکیلز کا اس کی عنایات کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور مات کی کمپنیوں سے ہر طرح مطمئن ہوکر دونو جگری دوست ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے چارٹر ہوس سے رخصت ہوئے۔

جس وقت وہ اس مکان کے وسیع صحن میں سے گذر رہے تھے۔ جس کے چاروں طرف نشیب یکساں عمارات بنی ہوئی تھیں۔ تو انہیں وہ جگہ نہایت تاریک اور خوفناک معلوم ہوئی اکثر کھڑکیوں میں اندھیرا تھا۔ لیکن کہیں کہیں اکی دکی شمع اس عمر رسیدہ شخص کی روح کی طرح جھلملا رہی تھی۔ جو رات کی تاریکی میں اس شمع کی روشنی میں اپنے غم آلود دور زندگی پر غور کر رہا ہو۔

حالانکہ دونو دوست بڑے خوش مزاج تھے۔ اور وہسکی بھی پیٹ بھر کے پی چکے تھے تاہم تاروں کی مکر چاندنی میں جس وقت انہوں نے اس سرد اور بے رونق عمارات کو نیم تاریکی کی سی حالت میں دیکھا۔ تو ان کے دل سینوں کے اندر بیٹھ گئے۔

ان کے قدموں کی چاپ سے اس قسم کی آوازیں پیدا ہوتی تھیں۔ جو رات کے سناٹے میں قبرستان کی گونج کا سماں پیدا کرتی تھیں۔ اور اگر وہ ایک لمحہ کے لئے چلتے چلتے رک جاتے۔ تو خاموشی اس درجہ طاری ہوتی۔ کہ بظاہر غیر ممکن نظر آتا تھا۔ ایک ایسی عمارت صدر مقام عالم کے وسط میں موجود ہوسکتی ہے۔

اس وقت ان دونو کے احساسات اس قسم کے تھے۔ کہ اس تاریکی اور سناٹے میں سے گذرتے ہوئے جو قبرستان کا نظارہ پیش کرتا تھا۔ ان میں سے کسی کے منہ سے کوئی مذاقیہ کلمہ نہیں نکلا۔ اور نہ کسی کو قہقہہ لگانے کی جرات ہوئی۔

اگر انہیں آدھی رات کے وقت کسی اوجڑ قبرستان سے گذرنا پڑتا۔ تو اس صورت میں بھی ان کے دلوں پر اتنا خوف طاری نہ ہوتا۔ جیسا اس وقت ہوا۔

آخر جب انہوں نے اس وسیع عمارت کے بھاری پھاٹک سے باہر قدم رکھا اور دربان نے دروازہ بند کیا۔ تو دونو نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے بعد جب وہ چارٹر ہوس سکوئیر سے گذرتے ہوئے اس خیال سے باتیں کرتے چل رہے تھے۔ کہ رات کے وقت اس سنسان علاقہ میں کوئی چور یا بدمعاش سامنے نہ آجائے۔ کپتان آوانڈ یا اپنے

دوست سے کہنے لگا۔ فرنیک یسوع کی قسم میں تمہارے جیسے دوست کے ساتھ رہ کر آزادی کی گداگری کو اس مقام کی سکونت پر ہزار درجہ ترجیح دیتا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ دوستوں کی صحبت میں یہاں بھی اطمینان سے وقت گذر جاتا ہے۔ مگر اُن کی عدم موجودگی میں تنہائی کی اداسی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔"

مسٹر کرسٹی نے جواب دیا۔ "میری اپنی بھی رائے ہے۔ مگر تم بتاؤ ہمیں آج کی رات کہاں بسر کرنی چاہیے؟"

"طاقتوں کی قسم!" کپتان نے جواب دیا۔ "ہماری جیبوں میں نقدی موجود ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ ہم رات کا باقی حصہ کسی شراب خانہ میں بسر نہ کریں۔"

یہ باتیں اُن میں اس وقت ہوئیں۔ جب وہ دونو لنڈرس گیٹ سٹریٹ میں پہنچ گئے۔ اور چالڈر ہوس کی خوفناک عمارت بہت پیچھے رہ گئی۔ کیونکہ جب تک یہ گنبدی عمارت اُن کی نظروں کے سامنے رہی۔ وہ باوجود بڑی کوشش کے اپنی افسردگی کو رفع نہ کر سکے

باب ۱۵۱ سکون اور طوفان

اب ہم پھر ایک بار چارلس ہیٹ فیلڈ اور پرڈیتا کی طرف رخ کرتے ہیں۔

صبح کا وقت تھا۔ اور موسم گرما کی خوشگوار روشنی پیرس کے ہوٹل کی کھڑکیوں میں سے جس میں ان دونو نے سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ اس کمرہ کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ جس میں شادی شدہ جوڑا ابھی تک محو خواب تھا

ساہو نوجوان منزل عشق کی شب راحت بسر ہو چکی تھی۔ اور محبت کی تھکانے والی دلچسپیوں کے بعد وہ اب نہایت ہی میٹھی نیند سو رہے تھے۔ جیسے کہ خواب نہایت پر کیف اور عیش کی یاد تازہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جن میں کسی آنے والی بلا کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

پرڈیتا کے لانبے ملائم سیاہی مائل بھورے بال برف کے ایسے سپید تکیہ پر بکھرے ہوئے تھے۔ اُس کی سیاہ خمدار پلکیں بند پپوٹوں پر جھالر کی طرح ملی ہوئی تھیں۔ اور رخساروں پر راحت قلب کی سرخی اور سرخ تر لبوں پر ہلکی مسکراہٹ نمودار تھی۔ ایسی

مسکراہٹ جو اس کے چہرہ کے تندتی عزم صمیم کو محو کرتی تھی۔ اور جس کی بدولت اُس حسینہ کے چہرہ پر جس کے جذبات نہایت تیز اور خواہشات آگ کی طرح جلانے والی تھیں۔ ملائمت کی جھلک پیدا ہو چکی تھی۔

مگر وہ خواہشات اب فرو ہو چکی تھیں۔ اور ان جذبات کی تیزی میں فرق آگیا تھا۔ بظاہر محو خواب حسینہ کو پورا اطمینان قلب حاصل تھا۔ اس کا ایک سپید خوشنما گداز بازو تکیہ کے باہر اور دوسرا سر کے نیچے تھا۔ اور آفتاب کی شعاعیں کمرہ میں داخل ہو کر اس کے لہراتے ہوئے بالوں کو بوسہ دیتی ہوئی اس کے خوشنما بازوؤں کو منور کر کے ان خوشنما اور مدور چھاتیوں تک پہنچنے کی جد و جہد کر رہی تھیں۔ جن میں سانس کی حرکت سے سمندر کی لہروں کی طرح جنبش پیدا ہو رہی تھی۔

قریب ہی چارلس ہیٹ فیلڈ محو خواب تھا۔ اس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ نمودار تھی۔ اس کے چہرہ پر بھی وہ غیر معمولی جمال جو مرد کے حصہ میں آیا ہے جلوہ ریز تھا۔ کچھ شک نہیں قدرت نے ان دونوں کو دولت حسن سے مالامال کیا تھا۔ اور اس لحاظ سے ان کا ملاپ موزوں اور مناسب تھا۔ مگر اس کے سوا اور کسی پہلو سے نہیں۔

وہ انتہائے راحت میں محو خواب تھے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ان کی خوشی مکمل تھی کیونکہ نہ صرف چارلس ہیٹ فیلڈ کو اس حسینہ کا وصل حاصل ہو چکا تھا۔ جس کی شمع حسن کا وہ عرصہ دراز سے پروانہ تھا۔ اور جس کی خوبصورتی نے اس کی روح تک کو مسحور کر دیا تھا بلکہ پرڈیتا بھی اس خیال سے خوش تھی۔ کہ میں وائکونٹس مارسٹن کا رتبہ حاصل کر چکی ہوں۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ جب کونٹس آف الینگھم کے درجہ تک پہنچ جاؤنگی۔

شب زفاف کے دوسرے دن ۹ بجے تھے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا۔ عروسی جوڑا اب تک محو خواب تھا۔

یکایک دروازہ کھلا۔ اور ریزالی کمرہ میں داخل ہوئی۔ ریزالی خادمہ جو فطرتاً بڑی ہنس مکھ شگفتہ اور خوش مزاج لڑکی تھی۔ مگر جس کی پیشانی پر اس وقت غم کا بادل نمودار تھا جس کے انداز میں پریشانی کی جھلک نمودار تھی۔

دبے پاؤں کمرہ میں داخل ہو کر وہ اس پلنگ کے قریب پہنچی۔ جس پر چارلس ہیٹ فیلڈ سوتا تھا۔ اس نے چارلس اور پرڈیتا دونو کے مطمئن چہروں کی طرف دیکھا۔ اور افسوس

زبان میں باہستگی اپنے آپ سے کہنے لگی "کیسے خوبصورت اور کتنے مطمئن نظر آتے ہیں ایسی حالت میں انہیں بیدار کرنا کس درجہ افسوسناک ہوگا" پھر ذرا رک کر وہ اسی طرح دبے لفظوں میں کہنے لگی "باوجود اس کے ضروری ہے۔ کہ انہیں بیدار کیا جائے۔ کیونکہ وہ اجنبی اس بات پر زور دیتا ہے"

یہ کہتے ہوئے اس نے آہستگی سے چارلس ہیٹ فیلڈ کا بازو ہلایا۔ اور وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ مگر روزالی نے فوراً اپنی انگلیاں لبوں سے لگائیں۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ خاموش رہیں۔ نوجوان نیم بیداری کی حالت میں خادمہ کی طرف تعجب اور اس کے بعد ہوش آ جانے پر غصہ کی نظر سے دیکھنے لگا۔ تعجب اس کے پراسرار طرز عمل پر اور غصہ اس کے خلوت میں گھس آنے کی وجہ سے تھا۔

مگر وہ دبی ہوئی اور زور دار آواز سے کہنے لگی "خاموش رہئے گا۔ ایک صاحب آپ سے ملاقات کرنے کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ اور ان کا انداز اتنا عجیب ہے۔ کہ میں نے پہلے آپ ہی کو بیدار کرنا ضروری سمجھا" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی مالکہ کی طرف اشارہ کیا۔ جو اب تک محو خواب تھی۔ اس سے مقصود یہ جتانا تھا۔ کہ میں نے اسے بیدار نہیں کیا۔

"ایک صاحب!" چارلس نے متعجب ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں کچھ شبہ۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے نیم یقین کی سی حالت پیدا ہوگئی۔ پھر وہ گھبرا کر دبے لفظوں اگرچہ پرزور لہجہ میں کہنے لگا "بھلا کیسا آدمی ہے!"

روزالی نے اس شخص کا جو اس کے آقا سے ملنے کے لئے اس درجہ اصرار کر رہا تھا۔ حلیہ بیان کیا۔ اور چارلس کو معلوم ہوگیا۔ کہ جو خیال اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔

بڑی پریشانی کی حالت میں وہ کہنے لگا "تم اس سے جا کے کہدو۔ میں پانچ منٹ کے عرصہ میں اس سے ملنے کو آتا ہوں"۔

یہ حکم پاکر روزالی واپس چلی گئی۔ چارلس پلنگ سے اٹھا۔ مگر اس نے پنڈیٹا کو بیدار نہیں کیا۔ جلد جلد کپڑے پہنے۔ اور پھر اس نشست گاہ میں پہنچا۔ جو ان کمروں میں شامل تھی جن کا وہ اس ہوٹل میں کرایہ دار تھا۔

اور جیسا کہ اُمید تھی وہ شخص جو اُس کا منتظر تھا۔ اُس کا باپ ٹامس ہیٹ فیلڈ ثابت ہُوا۔

جس وقت چارلس نے نشست گاہ میں قدم رکھا۔ تو مسٹر ہیٹ فیلڈ بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اُس کا چہرہ نہایت زرد تھا۔ اور اس پر پریشانی کی علامات نمودار تھیں۔ جس وقت اُس نے چارلس کی طرف منہ پھیرا اور بیٹے نے باپ کی صورت اس قدر بدلی ہوئی اور ایسی ابتر دیکھی۔ تو اُسے بھاری صدمہ ہوا مگر چند منٹ کے عرصہ میں جو رونالی کے اُسکی کمرہ میں جا کر بیدار کرنے اور اُس کے نشست گاہ تک آنے میں حائل ہوئے۔ چارلس نے اپنے دل میں اس تازہ امتحان سے گذرنے کے متعلق عزم مصمم کر لیا تھا۔ وہ اس بات کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ کہ پوری دلیری اور استقلال سے کام لے کر اس نئی آزمائش سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کروں گا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ میرا والد اس ملاقات کے دوران میں مجھے ناشکر گذار اور نافرمانبردار کہنے کے علاوہ مجھے لیڈی فرانسس الینگہم کے ساتھ بعید از شرافت سلوک کرنے کے لئے ملامت کرے گا۔ مختصر یہ کہ اُسے اُمید تھی۔ یہاں بھی وہی ناخوشگوار نظارہ پیش آئے گا۔ جو ارل آف الینگہم کے مکان واقع پال مال میں پیش آیا تھا۔ اور جس میں باہمی غلط فہمیوں کی وجہ سے باپ بیٹے کے تعلقات اور زیادہ کشیدہ ہو گئے تھے۔

بیشک یہاں آنے سے پیشتر اُس نے نہایت تلخ اور سنجیدہ ملامتیں سننے اور پہلے کی طرح ان ملامتوں کا جواب دینے یعنی باپ پر الزام عاید کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ تم نے میرے ساتھ بہت سی برائیاں کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مجھے اپنی ولادت اور مجلسی حیثیت کے متعلق لاعلمی میں رکھا۔ مگر جس وقت اُس نے باپ کے چہرہ پر زردی اور پریشانی کے آثار دیکھے۔ تو وہ طبیعت جس میں باغیانہ جذبات کام کر رہے تھے۔ نرم ہو گئی۔ اُس کے پختہ ارادے خاک میں مل گئے۔ اور پھر ایک بار بہتر جذبات اُس کے دل میں پیدا ہونے لگے۔

دفعتاً اُسے خیال پیدا ہوا۔ کہ والد کی بدلی ہوئی صورت اور پریشانی کا حضرت میر فرار کے سوا کوئی اور سبب ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی اُسے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا۔ کہ والدہ کو کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو

اس خیال کے پیدا ہوتے ہی وہ تمام جذبات جو والدین کے ہاتھوں بدسلوکی کے متعلق اب تک اُس کے دل میں کام کر رہے تھے مفقود ہو گئے۔

"پیارے والد!" اُس نے التجا کے لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "از برائے خدا مجھے تشویش کی حالت میں نہ رکھیے۔ اور یہ بتائیے کہ میری ماں ۔ ۔ ۔؟"

"وہ ایسی حالت میں ہے۔ جیسی بالصورت موجود ممکن ہو سکتی ہے۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کسی قدر کپکپی اور سنجیدہ آواز میں فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"اُس کے لئے میں خدا کا شکر گذار ہوں۔" چارلس نے بڑی گرمجوشی سے کہا۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ کے چہرہ پر خفیف سی اطمینان کی جھلک پیدا ہو گئی۔ مگر اس طرح جیسے کسی چراغ کی روشنی مردہ لاش کی صورت میں ہلکی سی چمک پیدا کر دیتی ہے۔ کہنے لگا "کیا یہ ممکن ہے کہ تمہیں اب تک اپنی ماں سے محبت ہے؟"

نوجوان کہنے لگا۔ "کیا آپ مجھ سے اس قسم کا سوال پوچھ سکتے ہیں۔ ابا جان آپ کو خوب معلوم ہے۔ کہ مجھے اپنی ماں ۔ ۔ ۔ پیاری ماں سے بے حد محبت ہے۔" اور اس کے ساتھ ہی دفعتاً اُس کے دل میں اُس محبت کی یاد اس طرح تازہ ہو گئی جیسے کوئی ساحر جادو کے زور سے کسی بنجر زمین میں بے شمار خوشنما پھول پیدا کر کے دکھا دے۔ پھر وہ اپنے باپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اُسے لبوں سے لگاتے ہوئے کہنے لگا۔ "ابا جان مجھ سے کتنی ہی غلطیاں سرزد ہوئی ہوں۔ بہر حال آپ سے بھی مجھے جو محبت ہے۔ اُس میں اب تک فرق نہیں آیا۔"

"نہیں یہ غلط ہے۔ تمہیں مجھ سے بالکل محبت نہیں۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنا ہاتھ بیٹے کے ہاتھ سے کھینچتے ہوئے کہا۔ "ورنہ کب ممکن تھا۔ کہ تم مجھ سے اس قسم کا سلوک کرتے۔ مگر چارلس تم میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیونکہ میں نے وہ سوال تمہاری فرانسیسی خادمہ سے پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔ سوال یہ ہے۔ کیا میں تمہیں بچانے کے لئے بعد از وقت پہنچا ہوں؟ میرا مطلب یہ ہے۔ کیا تمہاری اس جوان عورت سے شادی ہو چکی ہے؟"

چارلس نے نخوت آمیز طریق پر اکڑ کر مستقل اور ناراض لہجہ میں کہا۔ "والد اگر آپ کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ میری مسز ہارڈنگ کی عمر سے شادی ہو چکی ہے یا نہیں۔

تو میں ۔۔۔!

"پرڈیٹا فنشر ہارڈنگ!" بدنصیب شخص نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا۔ گویا اُسے کسی نامعلوم مقام سے بھاری صدمہ پہنچا ہو۔ "اگر یہ اُس کا نام ہے۔ تو یقیناً وہی عورت ہے۔ اس سے میرے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہوگئی۔ اور یہ ثابت ہوا۔ کہ ولیز نے جو کچھ کہا۔ وہ درست تہا۔ اور ان افسروں کا بیان بھی غلط نہ تہا۔"

چارلس ان لفظوں کو سنکر مضطرب ہوگیا۔ اگرچہ وہ نہیں سمجھ سکا۔ کہ ان کا مطلب کیا ہے۔ کہنے لگا۔ "والد آپ کیا کہتے ہیں۔ یاد رکہیئے آپ ایک ایسی خاتون کا ذکر کرتے ہیں۔ جو حسن میں لاجواب طریق واطوار میں مہذب اور بے داغ چلن رکہنے والی ہے۔"

"چارلس تم یہ بتاؤ۔ کیا اس کی تم سے شادی ہوچکی ہے؟" اس کے باپ نے اُس کی طرف بڑہتے ہوئے۔ اور اس کے بازو کو اس مضبوطی کے ساتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ جس سے نوجوان کا بازو اس کی آہنی گرفت میں درد کرنے لگا۔

"ہاں اباجان میں آپ کو بڑے فخر سے اطلاع دیتا ہوں۔" اُس نے بڑی لاپروائی کا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "میں بڑے فخر سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ۔۔۔"

"بیوقوف!" دریوا نے! احمق!" مسٹر ہیتھ فیلڈ نے جس کا غصہ آتش فشاں پہاڑ کے شعلوں کی طرح بھڑک رہا تہا۔ جسے دیکھ کر چارلس خوف زدہ ہوکر پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور اس انداز سے باپ کے منہ کی طرف تکنے لگا۔ گویا وہ سمجھتا تہا۔ اس کے حواس جواب دے گئے ہیں۔ "تم نہیں جانتے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں خبر نہیں تم نے اپنے لئے کیسی مصیبت اور تباہی مول لی ہے۔ تمہیں اس بات کا علم نہیں۔ تم نے اپنے سر پر کس طرح خاک ڈالی ہے۔ اور اپنے خویش و اقارب کو اس فعل کے ذریعہ کس درجہ بدنام اور ذلیل کیا ہے!"

"والد۔۔۔ والد" چارلس نے اب خود غصہ میں بھر کر بڑے جوش سے کہا۔ "آپ اُن اختیارات کی حد سے باہر نکل رہے ہیں۔ جو باپ کو بیٹے پر حاصل ہوتے ہیں۔ یاد رکہئے آپ اس شادی کا ذکر کر رہے ہیں۔ جو میں نے خوب سوچ سمجھ کر کی ہے ۔۔۔"

"ایسی شادی جو تمہاری زندگی کے باقی ایام کو نہایت تلخ بنادیگی!" مسٹر ہیتھ فیلڈ نے بیٹے کی طرف مخاطب ہوکر وحشیانہ غصہ کی حالت میں جوش کے ساتھ کہا۔

چارلس نخوت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "یہ باتیں جو آپ کر رہے ہیں۔ شیوہ اخلاق سے بعید ہیں۔ اور میں انہیں سننا گوارا نہیں کر سکتا۔" چنانچہ یہ کہکر وہ بڑے پُروقار انداز سے دروازہ کیطرف بڑھا۔

"ٹھیر جاؤ۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اس کے پیچھے تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اُسے بزور بازو سے پکڑ کر کہنے لگا۔ "معاملہ ایسا نہیں کہ ہم ایک دوسرے سے ایسے حالات میں جدا ہوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو مہربانی سے میری بیوی کے متعلق سخت کلامی نہ کریں۔" چارلس نے پیچھے مڑ کر اپنے باپ کی طرف گستاخانہ انداز سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بیوی!" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جس کی مردانہ آواز نے دفعتاً وحشیانہ چیختی ہوئی ہنسی کا انداز اختیار کر لیا تھا۔ کہا۔ "تمہاری بیوی! الہی میں کتنا بدنصیب ہوں۔ کہ اپنے بیٹے کے منہ سے اس فاحشہ اور رذیل عورت کا ذکر ایسے لفظوں میں سن رہا ہوں۔"

چارلس ہیٹ فیلڈ ان لفظوں سے اور زیادہ آزردہ ہوگیا۔ اور اپنا بازو دھمکی آمیز طریق پر اٹھا کر کہنے لگا۔ "ابا جان میں پھر کہتا ہوں۔ ایسی باتیں نہ کیجیے" اس وقت اس کا لہجہ بھاری اور گلوگیر تھا۔ "ورنہ خدا جانتا ہے میں آپ پر بھی ہاتھ اٹھا بیٹھوں گا"

"سنو چارلس خدا کے لئے صبر سے کام لو۔ اور میری بات سنو۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اُسے یاد آیا۔ کہ اب تک میں صرف ایسے الفاظ کہتا رہا ہوں۔ جو تشریح کے بغیر قابل فہم نہیں ہو سکتے۔ گرچہ وہ الفاظ بجائے خود نہایت خوفناک اور مغلوب کرنے والے تھے

اتنے میں وہ نوجوان بڑی لاپروائی کے لہجہ میں بولا۔ "جو کچھ آپکو کہنا ہو کہیے لیکن یاد رکھیے۔ کہ کوئی بات ایسی زبان سے نہ نکلے۔ جو میری قوت برداشت سے باہر ہو۔"

"نہیں نہیں میں تمہیں آزردہ کرنا نہیں چاہتا۔" بدنصیب باپ نے اب نسبتاً سکون کی حالت اختیار کر کے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "کیونکہ افسوس ہے جو خبر لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ وہ ایسی ہے۔ جو تمہارے دل میں خنجر کی طرح اُترے گی۔ دراصل وہ عورت جس سے تم نے شادی کی ہے . . ."

"پھر آپ نے میری بیوی کی نسبت عورت کا حقیر لفظ استعمال کیا۔" چارلس جس کی

آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ جوش کے ساتھ کہنے لگا۔

مسٹر ہیسٹ فیلڈ بولا "جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اُسے صبر کے ساتھ سنو۔ ہر لفظ پر جوش میں آنا بے سود ہے۔ وہ عورت جس سے تم نے شادی کی۔ اس نے تمہیں کسی نامعلوم طریق پر سخت دھوکا دیا۔ اور اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا ہے۔ ورنہ حقیقت میں وہ ایک نہایت بدکار اور فاحشہ لڑکی ہے۔ وہ ایک سراپاب عورت کی بیٹی ہے۔ جو خود کسی زمانہ میں سخت بدکردار تھی۔"

"یہ غلط ہے۔ بالکل غلط ہے۔" چارلس نے گرج کر کہا۔ اور اس وقت چہرہ کی تبدیلیوں نے چارلس کی صورت کو جو قدرتی طور پر بہت جمیل تھا۔ نہایت خوفناک بنا دیا۔

"یہ صحیح ہے۔ بالکل صحیح ہے" مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے اس جملہ کو جو اُس کے بیٹے نے کہا تھا۔ ذرا سی تبدیلی کے ساتھ ویسے ہی زور دار لفظوں میں دہراتے ہوئے کہا "اُس عورت کا نام جس کی تم اس درجہ تعریف کرتے ہو۔ ڈیا سلنگسبی ہے۔ ممکن ہے وہ خوبصورت ہو۔ لیکن سخت گنہگار اور بدکردار عورت ہے۔ اور ابھی دو دن گذرے مجھے اتفاقیہ طور پر سندنی میں اُس کی گنہگاریوں کے تفصیلی حالات ڈورسکے دو فوجی افسروں کی زبانی معلوم ہوئے ہیں۔"

جس وقت چارلس نے باپ کی زبانی اپنی بیوی کے متعلق بدکردار کا لفظ سنا۔ تو اُس کا خون مارے جوش کے اُبلنے لگا تھا۔ آنکھیں شعلہ بار تھیں۔ اور مٹھیاں کسی ہوئی قریب تھا کہ وہ اپنے باپ پر وار کر دیتا۔ مگر جس وقت اس نے ڈورسکے افسروں کا ذکر سنا۔ اور اُس نظارہ کی یاد اُس کے ذہن میں تازہ ہو گئی۔ جو اس بند رگاہ کی کچہری پر پیش آیا تھا۔ تو اس کے سر میں چکر آ گیا۔ دماغ پر پردہ سا طاری ہونے لگا۔ اور وہ لڑکھڑا کر ایک صوفہ کی طرف بڑھا۔ جس پر وہ ایک تھکے ہوئے شخص کی مانند بیٹھ گیا۔

بجلی کی تیزی رفتار کے ساتھ اُس کے دل میں صد ہا شبہات کے ابعد دیگرے پیدا ہونے لگے۔ اور وہ بولا "والد۔ والد آپ کے الفاظ نہایت خوفناک ہیں۔ وہ پیشہ جان سے مار دیں گے۔ ایسا وجود اس کے" اُس نے زیادہ استقلال کے لہجہ میں کہا۔ کیونکہ اس کے تاریک خیال میں یکایک روشنی کی ایک جھلک پیدا ہو گئی تھی۔ "میں اتنا بیوقوف ہوں کہ اس قصہ کو قابل یقین سمجھ رہا ہوں۔ نہیں یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ میری پیاری ڈیانا

اور پاکباز ہے۔ ضرور اس معاملہ میں کوئی ہماری غلطی ہوئی ہے۔"

مگر یہ جواب دیتے ہوئے اُسے کوئی خفیف آواز اپنے کانوں میں یہ کہتی سنائی دی کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے۔ محض وہ تیرے لئے تنکے کے سہارے کی طرح ہے۔ ورنہ حقیقت میں تو راستی کے سمندر میں غرق ہو رہا ہے۔ جس کی لہریں غیر معمولی تیزی کے ساتھ تجھے چاروں طرف سے دبا رہی ہیں۔

سنتے ہی مسٹر ہیٹ فیلڈ نے سخت افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "بیٹا جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اُس میں کوئی غلطی ممکن نہیں ہے۔" "کاش ایسا ہوتا!" اُس نے اس انداز سے کہا۔ جس سے اُمید کی وہ خفیف سی جھلک بھی جو اُس کے بیٹے کے دل میں باقی تھی۔ غائب ہو گئی "یہ امر واقعہ ہے۔ کہ دو نہایت چالباز عورتوں نے تمہیں اپنے دام فریب میں پھنسا لیا ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں ڈوور میں ان کے متعلق نہایت خوفناک باتیں سن چکا ہوں۔ چنانچہ جن افسروں کا میں نے ذکر کیا۔ انہوں نے وہاں پر ڈینا کو تمہارے بازو پر جھکے ہوئے دیکھا تھا۔"

"بے شک مجھے یاد آگیا۔" چارلس نے ندامت کی حالت میں اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپاتے اور کنپٹیوں کو زور دباتے ہوئے کہا۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ کہنے لگا۔ "میں بڑے رنج و افسوس کے ساتھ تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ وہی افسر جن کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ کسی زمانہ میں سڈنی میں اس عورت کے باغ حسن کی بہار لوٹ چکے تھے۔ یہ جو اب تمہاری بیاہتا ہے۔ رہی اُس فاحشہ کی ماں۔ کیا تمہیں معلوم ہے اُس کا کیا ہوا؟"

"نہیں میں فقط اتنا جانتا ہوں۔ کہ وہ ڈوور میں اس وقت جب ہم فرانسیسی جہاز میں سوار ہونے لگے۔ تو دفعتاً کسی نامعلوم طریق پر ہم سے جدا ہو گئی تھی۔"

"اس صورت میں میرے غریب بچے تم ایک اور روح فرسا خبر سننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ترحمانہ انداز سے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ مسز سلینگسبی... یا مسز فٹز ہارڈنگ کو... یا جو بھی اس کا نام ہو۔ وہ ڈوور میں ایک برقی پیغام کی وصولی پر گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جو لندن سے آیا تھا..."

"گرفتار!" چارلس نے چونک کر کہا۔ اور اس وقت باوجود اس رنج عظیم کے جو اس کے

دل پر طاری تہا۔ اس کی حیرت یکا یک دوبالا ہو گئی

"ہاں ا۔سے ایک نہایت خوفناک قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ جس کی واردات نیٹو نولی میں ہوئی تہی" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے مجھے موثر اور سنجیدہ الفاظ میں کہا۔

"خدا میری حالت پر رحم کرے!" نوجوان نے انتہائی اذیت کی حالت میں دونو ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا "سچ مچ میرا واسطہ ایسی عورتوں سے پڑ گیا ہے۔ جو مجسم شیطان ہیں۔ مگر پرڈیٹا ... پرڈیٹا" اس نے اس محبت کی یاد کے زیر اثر کہا۔ جو ذرا دیر پہلے تک اسے اس حسینہ کے ساتہ تہی۔ اور جس کیوجہ سے وہ اب تک یہ امید کر رہا تہا۔ کہ میں اس کے خلاف اس ایک الزام کے سوا جس نے اسے حد درجہ ذلیل اور شرمسار کر دیا تہا۔ کوئی اور بات نہ سنوں گا "ابا جان یقیناً پرڈیٹا کا اس معاملہ سے کچھ تعلق نہ ہو گا"

وہ بولا "عمر رسیدہ عورت اس قتل کے شبہ میں زیر حراست ہے۔ کیونکہ ایک ہمسائی نے واردات کی رات کو اسے مقتول کے گھر سے نکلتے دیکہا تہا۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس وقت اس کے ساتہ ایک جوان اور خوبصورت لڑکی بہی تہی ...!"

"بس ۔ ابا جان ۔ بس ۔ میں اس سے زیادہ سننا نہیں چاہتا" چارلس ہیٹ فیلڈ نے اس صوفہ پر جہاں وہ بیٹھا تہا۔ اس انداز سے پیچ و تاب کہاتے ہوئے کہا۔ گویا اس کے بدن کے نازک حصہ میں کاری زخم آیا ہو۔

پریشان باپ کہنے لگا "میرے عزیز بیٹے اگر ممکن ہو تو تم اپنی طبیعت کو سکون میں لانے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ابہی مجہے تمہارے روبرو بہت سی باتیں بیان کرنی ہیں۔ کئی خوشگوار خواب ایسے تہے۔ جن میں تم آج تک محو رہے ہو اور جن کا طلسم توڑنا اس وقت میرا رنجیدہ فرض ہے۔ کیونکہ وہ خواب اتنے ہی باطل ہیں۔ جیسے وہ خیالات جو شریر النفس اور ریاکار پرڈیٹا کی نسبت تمہارے دل میں جاگزین ہیں لیکن باقی معاملات کا ذکر کرنے سے پیشتر میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اب تک کوئی براہ راست شہادت اس قسم کی جمع نہیں ہو سکی۔ جس سے مسٹر پرسیول کا قتل ...!"

"پرسیول!" چارلس نے جس کے دماغ میں پھر درد کی ایک زوردار لہر آ گئی تہی اس لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا "کیا آپ نے پرسیول کا نام لیا؟" "ہاں وہ بھی پرسیول

جو سا ہو کار دکیا کرتا تھا؟"

"وہی" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا۔ "میں جس ہوٹل میں اترا تھا۔ وہاں میں نے ایک انگریزی اخبار میں اس واردات کے سارے حالات تفصیل کے ساتھ پڑھے تھے۔"

"تو اس صورت میں درست ہے۔ جس کی بنا پر اس بڑھیا کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ بالکل درست ... بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے" چارلس نے کہو کھلی آواز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ لاش کیطرح زرد ہو گیا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان شیطان مجسم عورتوں نے ہی اس شخص کو ہلاک کیا۔ لیکن" اس نے یکایک بڑی بے صبری کیساتھ پوچھا۔ "ابا جان یہ واردات کس روز ہوئی تھی؟"

"جس دن تم لندن سے چلے ہو اس سے پہلی رات کو" اس کے باپ نے جواب دیا بس تو معاملہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ اور اس میں شبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔ اسی رات کو میری دستی تحریر کی بنا پر انہوں نے اس شخص پر سیول سے روپیہ وصول کیا تھا۔ اور یہ بات مجھے بعد ازاں خود بڑھیا نے بتائی تھی" نوجوان نے کچھ تو اپنے والد سے مخاطب ہو کر اور کچھ اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

اس فقرہ سے مسٹر ہیٹ فیلڈ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اور وہ کہنے لگا۔ "تو کیا تم روپیہ قرض حاصل کرتے رہے ہو؟ ... مگر قرضہ کی وصولی باقی معاملات کے مقابلہ میں ایک حقیر چیز ہے۔ تاہم یہ بتانے میں تو یقیناً کچھ ہرج نہ ہو گا۔ کہ وہ کونسی ضمانت تھی۔ جس کی بنا پر تم نے قرضہ حاصل کیا۔ اور اس شخص پر سیول نے کس امید پر تمہاری دستی تحریر لے کر روپیہ دیدیا؟"

نوجوان جس کا لہجہ اب پہلے سے بہت زیادہ مودبانہ اور التجا آمیز ہو چکا تھا۔ کہنے لگا "ابا جان میں آئندہ کوئی بات آپ سے چھپا کر نہیں رکھوں گا۔ آپ کی باتوں نے میری آنکھوں کے سامنے سے ایک پردہ سا ہٹا دیا ہے۔ اور میرا وہ سارا غرور۔ تکبر اور جذبہ خود پسندی کافور ہو چکا ہے ..."

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے بیٹے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "چارلس یہ ایک بھاری کمزوری تھی۔ کہ تم ہر معاملہ کے سطحی پہلو کو دیکھ کر ہی وارفتہ ہوتے رہے۔ تم نے ہر بات میں رائے قائم کرنے وقت بیحد جلد بازی کی۔ اصلیت کو حاصل کرنے کی خواہش

میں تم صرف سایہ تک ہی پہنچ سکے ہو۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھے بغیر کہ میری اُمیدوں کی بنیاد کیا ہے۔ تم نے ان فرضی اُمیدوں پر بہت سے ہوائی قلعے تیار کر لئے ہیں۔۔"

نوجوان اپنے باپ کی طرف انداز حیرت سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔" ابا جان یہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں۔ اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا آپ کی ان ملامتوں کا تعلق اس محبت سے ہے۔ جو میرے دل میں بے ونا اور سٹر پرالنفس پرڈیٹا کے متعلق پیدا ہوئی۔ اور جس کی بنا پر میں نے طرح طرح کے شاندار خیالات کو اپنے اندر جگہ دی؟"

"نہیں میرے عزیز بیٹے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اس کا تعلق ایک اور معاملہ سے ہے۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنے آخری لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔" کیونکہ میں اس خوفناک غلطی سے اچھی طرح واقف ہو چکا ہوں۔ جس کا ارتکاب تم سے محض اس وجہ سے ہوا۔ کہ جب میں نے بیان کیا۔ تم ایک فرضی شے کو حقیقت تصور کرتے رہے"

"غلطی!۔۔ ابا جان"۔ چارلس نے اور زیادہ پریشان ہو کر کہا۔

"ہاں غلطی۔ اور وہ غلطی بھی اس قسم کی جو تمہارے میرے اور تمہاری ماں ہم سب کے لئے یکساں رنجدہ ہے۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا۔ اور اس وقت اس کا لہجہ نہایت پر درد تھا۔" میرے بیان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چارلس تم وہ نہیں ہو۔ جو تم اپنے آپ کو تصور کرتے ہو۔ تمہاری حرص و ہوا نے تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ تمہاری نخوت بہت سی خوفناک غلطیوں کا موجب ثابت ہوئی ہے۔۔"

"ابا جان۔ کیا آپ میری ولادت کا ذکر کر رہے ہیں؟"۔ نوجوان نے عجیب انداز سے چونک کر کہا۔" کیا جو قیاسات میں نے اپنی نجابت کے متعلق قائم کر رکھے ہیں۔ ان میں کسی طرح کی غلط فہمی ہوئی ہے؟"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیا۔ زمانہ ماضی کی رنجدہ یاد حال کے رنج و الم اور مستقبل کے اندیشوں سے مل کر حد درجہ پریشانی کا موجب ثابت ہوئی۔ اس کے جذبات نے ایسا زور اختیار کیا۔ کہ آواز رک گئی۔ اور بہت دیر تک زبان خیالات کے اظہار سے قاصر رہی۔

"ابا جان از برائے خدا مجھے تشویش میں نہ رکھئے"۔ چارلس نے اپنی نشست سے اٹھ کر باپ کے قریب جاتے ہوئے بے چینی کی حالت میں کہا۔" میری حالت اس

وقت اس قسم کی ہے۔ کہ جو کچھ آپ فرمائیں۔ وہ کتنا ہی خوفناک اور سنجیدہ ہو۔ میں اسے سننے کے لئے تیار ہوں۔ بہر حال مجھے تشویش میں نہ رکھئیے۔ میں آپ کی منت کرتا ہوں۔ جو بات ہو صاف صاف بیان کر دیجئے۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے بیٹے کی طرف منہ پھیرا۔ اب اس کی آنکھیں نمناک تھیں کہنے لگا "میرے عزیز بیٹے۔ اگر میں تمہاری ولادت کے سارے حالات بیان کروں تو مجھے اپنے متعلق بعض ایسے اظہار کرنے ہونگے۔ اور وہ باتیں ایسی ہیں جنہیں سن کر تم مجھے قابل نفرت و حقارت ہستی۔۔ شیطان بصورت انسان تصور کرنے لگو گے۔"

"نہیں نہیں" چارلس نے محبت آمیز طریق پر باپ سے لپٹتے ہوئے کہا "کیونکہ جن خوفناک مشکلات اور تکلیف دہ پریشانیوں میں میں اپنی حماقت سے مبتلا ہو چکا ہوں نیز اپنی مجنونانہ وارفتگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے یقین ہو چکا ہے۔ کہ مجھے ایک مہربان دوست۔ اور نیک دل مشیر کی ضرورت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپ سے بڑھ کر دوست اور مشیر اور کون ہو سکتا ہے۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے سخت افسردگی کے لہجہ میں کہا "چارلس تمہارے بدلے ہوئے انداز گفتگو۔ تمہارے اظہار محبت اور تمہاری پشیمانی کو دیکھ کر میں اس بات پر آمادہ ہوا جاتا ہوں کہ سارے حالات ظاہر کر کے اپنے آپ کو تمہارے رحم پر چھوڑ دوں آہ! کیا عجیب نظارہ ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے معافی اور رحم کا خواستگار ہے۔ اور گو کیا جائے۔ مجبوری ہے۔ کیونکہ اس حالت میں بیٹے کی ولادت پر جو داغ ہے۔ اس کی ساری تقصیر باپ ہی کے ذمہ ہے۔"

"اے مقدس خدا۔ کیا میں نے جو کچھ سنا وہ درست ہے" یہ کہتے ہوئے چارلس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیشانی کو دبایا۔ اور پھر لڑکھڑا کر صوفہ کی طرف ہٹ گیا۔ اسے غش نہیں آیا۔ نہ بے ہوش ہوا۔ بلکہ اس کی حالت ایسی ہو گئی۔ جیسے کسی کے اعضا یکایک سن ہو جائیں۔ لیکن دماغ میں فراست اور حاضری بدستور موجود ہو۔

اس کے باپ نے کھوکھلی خوفناک آواز میں ایک طرف کو منہ پھیرتے ہوئے کہا "میرے عزیز بیٹے بلاشبہ تم ناجائز اولاد ہو۔ اپنے متعلق تم نے جو امیدیں اور خواہشیں قائم کر رکھی تھیں۔ وہ سراسر بے بنیاد اور محض خواب ہیں۔"

چارلس ایک دم چونک کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "اس کے باوجود آپ نے مجھے صاف اور زوردار لفظوں میں اس بات کا یقین دلایا تھا۔ کہ تمہاری ماں ایک پاکباز بے داغ اور باعصمت خاتون ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ ہی کے یہ کہنے پر اس دریافت کے بعد جو مجھے آپ کے راز کی نسبت ہوئی۔ میں نے وہ امیدیں قائم کیں۔ اور اُن خواہشات کو اپنے دل میں جگہ دی تھی جن کا آپ ذکر کرتے ہیں"

بدنصیب باپ ذہنی اذیت کے لہجہ میں بولا "میرے خدا یہی تو وہ معاملہ ہے جس کی وجہ سے تم مجھے رذیل اور قابل حقارت سمجھنے لگو گے۔ بنیادہ بات بیان کرنے کی نہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ آئندہ پھر کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ نیز سابقہ غلط فہمیوں کی تلافی کے لئے میں سارے معاملہ کو تمہارے روبرو واضح کر دینا فرض سمجھتا ہوں۔ تمہاری ماں بلاشبہ بے داغ بے عیب اور پاکباز ہے۔ گناہ یا خطا جو کچھ بھی سمجھو میری ہے۔ کیونکہ میں ہی وہ ملعون شخص ہوں۔ جس نے زبردستی اُس کے شیشۂ ناموس کو پاش پاش کیا"۔

"بس بس!" چارلس ہیٹ فیلڈ نے چیختے ہوئے لفظوں میں دونوں ہاتھ آگے کی طرف پھیلا کر التجا کے لہجہ میں کہا "از برائے خدا اب آپ اور کچھ نہ کہیں۔ میں سارا مطلب سمجھ گیا"۔

"اور تم نے میری گذشتہ زندگی کی داستان بھی پڑھ لی ہے" بدنصیب باپ نے نیم استفہامیہ لہجہ میں کہا "بے شک مجھے یقین ہے۔ کہ تم اُسے پڑھ چکے ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم نے اُس خوفناک داستان کو رسالہ اینوئل رجسٹر میں پڑھا تھا"۔

نوجوان نے اپنی جگہ سے اٹھ کر باپ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اور کہنے لگا۔ "ابا جان آپ کو خود اپنے بیٹے کے سامنے شرمانے کی ضرورت نہیں۔ جس صاف دلی سے آپ نے سارے حالات بیان کئے ہیں۔ اسی صاف دلی سے کام لیکر میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ آپ کے زمانہ ماضی کے سارے حالات مجھے معلوم ہیں۔ مگر جہاں تک زمانہ ماضی کا تعلق آپ سے ہے۔ بہتر ہو اُسے فنا میں داخل کیا جائے۔ میرے بے جا استعجاب نے ہی سب سے پہلے مجھے اُن امور کی تحقیقات پر آمادہ کیا۔ جن کی دریافت میرے

لیے سر اسر ناواجب تھی۔ اور اس دریافت کی بدولت جو محض اتفاقیہ طور پر ہوئی۔ میری زندگی پر ایک نہایت مہلک اثر پڑا۔ مجھے رسالہ مذکور کے مطالعہ اور بعض متعلقہ دستاویزات کے ذریعہ معلوم ہوا۔ کہ آپ حقیقت میں ارل آف الینگہم کے خطاب کے حقدار ہیں۔ اور اس سلسلہ میں یہ سمجھ کر کہ میں آپکی جائز اولاد ہوں۔ میں نے اس خیال سے اپنے آپ کو مظلوم سمجھنا شروع کر دیا۔ کہ آپ نے مجھے اس رتبہ کی نسبت لاعلمی اور تاریکی میں رکھا جسے میں اپنا حق سمجھتا تھا۔ مگر اب میں آپ کو اس رازداری کے لئے قصوروار قرار نہیں دے سکتا۔ بلکہ اپنے آپ کو برا سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کی عنایات کا بدلہ انتہائی ناشکر گذاری کی صورت میں دیا؟

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔ تم سے میں اس لیے معافی کا طلبگار ہوں۔ کہ میری وجہ سے تمہاری ولادت پر بدنامی کا داغ عاید ہوا۔ اس سے دوسرے درجہ پر میں ان خطاؤں کے لیے بھی تم سے معافی کا خواستگار ہوں۔ جن کا ارتکاب میری طرف سے تمہاری ماں کے متعلق ہوا۔ اگرچہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ خود بہت عرصہ پیشتر مجھے ان کے لئے معاف کر چکی ہے۔ اپنی طرف سے میں ان تمام باتوں کے لئے تمہیں معاف کرتا ہوں۔ جن کا ظہور کچھ عرصہ سے تمہاری طرف سے ہوتا رہا ہے۔ میری کوشش اب یہ ہوگی۔ کہ تمہیں ان مشکلات اور پریشانیوں سے نکلنے میں مدد دوں۔ جن میں تم اپنی جلدبازی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے مبتلا ہو چکے ہو۔ مختصر یہ کہ میرا برتاؤ تمہارے ساتھ ایک سچے دوست اور مشیر کا سا ہوگا۔ اور اگرچہ آیندہ کے لئے تمہیں مجھ سے محبت نہ ہو۔ تاہم اتنا ضرور ہوگا۔ کہ تم میرے شکر گذار رہو گے؟

چارلس ہیٹ فیلڈ باپ سے لپٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ "ابا جان یقین رکھیے۔ آپ مجھ ایک شکر گذار اور بامحبت بیٹا پائیں گے۔ صد افسوس۔ میں کتنا شریر النفس اور بدباطن ثابت ہوا۔ آج میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ سا اٹھ گیا ہے۔ وہ ضد جو میرے سینہ میں سما چکی تھی۔ باقی نہیں رہی اور میں صحیح طریق پر یہ جاننے کے قابل ہوا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے اور اپنی ماں کے ساتھ کس درجہ ناشکر گذاری کا سلوک کیا۔ لیکن اگر ماضی کی خطاؤں کی تلافی بعد از وقت نہ ہو۔" اس نے چند قدم پیچھے ہٹ کر باپ سے سنجیدگی کے لہجہ میں مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر آپ کی اور ماں کی محبت کو دوبارہ حاصل کرنا میرے

نے غیر ممکن نہ ہو گیا ہو۔ تو یقین جانئے۔ میری عمر کا باقی حصہ اسی کوشش میں صرف ہوگا۔ میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ پھر آپ کا منظور نظر بنوں۔ اور پھر ویسا ہی مطیع اور فرمانبردار لڑکا کہلاؤں۔ جیسا کسی زمانہ میں تھا۔ اس کے لئے میں سچے دل سے پشیمانی کا اظہار کرتا اور اپنی چند ہفتوں کی خطاؤں کی ہر ممکن طریق پر تلافی کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ لیکن میں حیران ہوں۔ کہ اس اثنا میں مجھے اس بد باطن اور خطاوار عورت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنا چاہئے۔ جس سے فراد پیشتر مجھے مجنونانہ الفت تھی"۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ کے دل پر بیٹے کی بدلی ہوئی حالت اور اس کے انداز تکلم کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا۔ "وہ اس وقت کہاں ہے؟"

چارلس نے کہا "میں اسے خوابگاہ میں سوتے چھوڑ آیا تھا۔ مگر ابا جان کچھ بھی ہو میں دوبارہ اس کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ سامنے آئی۔ تو میں شیر کی طرح جست کر کے اسے ہلاک کر دوں گا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ عظیم محبت جو اس کے لئے میرے دل میں جاگزین تھی۔ دفعتاً نہایت خوفناک نفرت میں بدل گئی ہے۔ میں اسے اور اس کی نابکار ماں دونوں کو قابل حقارت ملعون ہستیاں سمجھتا ہوں۔ اور مجھے یہ سوچکر خود شرم آتی ہے۔ کہ میں کس طرح اب تک ان کے دام تزویر میں پھنسا رہا۔ اس زمانہ کی یاد میرے دل میں ایک خواب کی طرح ہے۔ اور میں حیران ہوں۔ کہ ایک ذی ہوش جوان ہوکر اتنا دیوانہ اس قدر اندھا اور ایسا ناعاقبت اندیش کیونکر ثابت ہوا۔ کہ اس کے جال سے نکلنے کی مطلق کوشش نہ کی۔ آہ! جی چاہتا ہے۔ کہ اپنی حماقت کی تلافی کے لئے اس کمرہ کی دیواروں سے سر ٹکرا کر مر جاؤں"

یہ کہتے ہوئے اس جوان نے اپنی کسی ہوئی مٹھیاں زور سے پیشانی پر ماریں۔

"سکون! میرے بیٹا سکون!" باپ نے اس کے بازو تھام کر روکتے ہوئے کہا۔ "میرے عزیز امتحان اور مصیبت کے وقت ہمت ہارنا بزدلوں کا شیوہ ہے تمہارا فرض یہ ہے۔ کہ ان آفات کا مقابلہ مردانہ وار کرو"۔

چارلس نہایت تلخ لہجہ میں کہنے لگا۔ "ابا جان صبر اور تحمل کی تلقین کرنا سہل ہے مگر غور کیجئے۔ جیسا برا سلوک میرے ساتھ ہوا۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے صبر و تحمل

کام لینا کسی بھی فانی انسان کے لئے ممکن ہے؟ میری حالت اُس پرندہ کی سی تھی۔ جو سانپ کے سامنے آتا ہی اُس کی نگاہ مسحور ہو جاتا ہے۔ اُس حسینہ کے خط و خال کی موزونیت اُس کی ترنم خیز آواز۔ اُس کی شیریں بیانی اور اُس کے انداز سحری نے میرے گرد ایک ایسا دام فریب ڈال دیا تھا۔ جس سے نجات حاصل کرنا عملی طور پر غیر ممکن تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے میرے پاؤں میں ریشم کی زنجیریں پڑ چکی تھیں۔ کیونکہ اُس خطا وار عورت کے فوق الفطرت حسن کو دیکھ کر میرے لئے ذی شعور بننا قطعاً غیر ممکن تھا۔ مجھے اپنی حالت پر غور و فکر کی مہلت ہی نہیں ملی۔ اور شبہ کے لئے میرے دل میں بعید ترین گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ جس وقت سے میری ان دونوں عورتوں سے ملاقات ہوئی۔ اُس وقت تک کہ آپ کی باتوں نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ حماقت کو ہٹایا میری حالت اُس شخص کی سی تھی۔ جو پانی کی تیز رو کے ساتھ بہا چلا جاتا ہے۔ اور رک نہیں سکتا۔ اُس چالباز حسینہ کی سحر آمیز حرکات ہر وقت میری روح میں وجد سا طاری کئے رکھتی تھیں۔ مگر دریا کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا۔ جس سے کام لے کر انہوں نے میرے اندر ولولہ محبت پیدا کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ جس قسم کی چالاکیاں مجھ پر برتی گئیں۔ وہ ایک ناتجربہ کار جوان کا تو کیا ذکر ہے۔ کسی زاہد شب بیدار کے دل کو بھی ڈگمگانے کے لئے کافی تھیں۔ ظالم کی حاضر جوابی اس بلا کی ہے۔ کہ جب کبھی میں نے اُس سے کوئی سوال پوچھا۔ وہ اس انداز سے جواب دیتی رہی۔ کہ میرے لئے شک و شبہ کی گنجائش قطعاً غیر ممکن تھی۔ یہاں تک کہ جب میں نے اُس کے عجیب و غریب نام کی وجہ پوچھی۔ تو اُس نے اس کے متعلق ایک ایسا جواب دیا۔ جو میرے دل میں اور زیادہ کشش پیدا کرنے والا تھا۔ ایک ایسی چالاکی کے ساتھ جو اپنے اندر غیر معمولی اثر سحر رکھتی تھی۔ اُس نے زمانہ طفلی کی داستان ایسے پراسرار لفظوں میں بیان کی۔ کہ اُس سے میرے جذبات تعریف میں اور ترقی ہو گئی اور میں اس سے پہلے کی نسبت زیادہ گرمجوشی سے محبت کرنے لگا۔"

مسٹر ہیسٹ فیلڈ بیٹے کی زبانی اُن اسباب کی تفصیل جو اُس کے دماغ میں جنون عشق پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوئے۔ رنج آمیز توجہ کے ساتھ سنتا رہا تھا کہنے لگا "ان حالات میں میرے غریب بیٹے تم بآسانی سمجھ سکتے ہو۔ کہ کسی ناتجربہ کار

جوان کا ایسی عورت کے دام میں پھنس جانا کتنا سہل اور آسان ہے۔ لیکن تم اس کے نام کا ذکر کر رہے تھے۔ مجھے اس نام کی وجہ جھود میں اُن افسروں کی زبانی معلوم ہوئی۔ جن کا ذکر میں نے پیشتر کیا ہے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ اس کا نام پرڈیٹا جس کے معنی "گم گشتہ" کے ہیں۔ اس لئے رکھا گیا۔ کہ وہ جیلخانہ نیوگیٹ میں پیدا ہوئی تھی۔ اور یہ نام اس کی ماں نے حالت پشیمانی میں محض اس لئے رکھا تھا۔ کہ میں اس بدبخت لڑکی کے نام کو تکیہ بنا کر ہمیشہ اپنے گناہوں کی توبہ پر ثابت قدم رہ سکوں گی"۔

"خداوندا تیرا رحم!" چارلس نے حیران و ششدر ہو کر کہا۔ "یہ اس نام کی اصلیت ہے۔ اور میرے سامنے اس عیارہ نے ایک بالکل ہی جدا قصہ پیش کیا تھا۔ آہ! اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مکر و ریا کو کس درجہ اس کی سرشت میں دخل ہے۔ ایسی چالاک اور مکار عورت بہت کم کسی کے دیکھنے میں آئی ہوگی۔ میں نے قدیم روایات میں سیرسس کا ذکر پڑھا ہے۔ جو اپنے سحر حسن سے لوگوں کو مسحور کرتی تھی۔ مجھے اُن سمندری دیبیوں کا قصہ جاننے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ جن کے نغمہ دلفریب کے اثر سے سمندر میں چلتے ہوئے جہاز چٹانوں سے ٹکرا جاتے تھے۔ اور اُن آبی پریوں کا ذکر بھی میرے سننے میں آچکا ہے۔ جن کے سر اور چھاتیاں خوبصورت عورتوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اور دھڑ خوفناک مچھلیوں کی طرح۔ اُن کی پُر تاثیر نگاہیں ملاحوں کو بہکا کر غیر آباد جزیروں میں لے جاتی ہیں۔ اور وہاں پر وہ خوفناک ہستیاں اُن کا گوشت کھاتی ہیں۔ آہ! اہل یونان قدیم اصنام کی ان تمام حیرت خیز داستانوں کو میں نے پڑھا ہے۔ لیکن اس زمانہ کی یہ سرسس . . . انیسویں صدی کی ساحرہ اور یہ خشکی کی پری ایک ایسی خوفناک ہستی ہے۔ جس کی غذا انسانی گوشت نہیں۔ بلکہ غیر فانی روح ہے!"

چارلس نے ان الفاظ کو غیر معمولی گرمجوشی اور سنجیدگی سے کہا تھا۔ جس سے اس کے باپ نے اندازہ کیا۔ کہ پرڈیٹا کی خوفناک دو رخی چال سے اس کے دل کو کتنا بھاری صدمہ پہنچا ہے۔

ذرا دیر بعد چارلس نے پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔ اور اس وقت مسٹر ہیوٹ ٹیلانڈ نے جو محسوس کرتا تھا۔ کہ اس جوان کے دلی جذبات کا اخراج بہتر ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ ایک قسم کا سکون حاصل کر سکتا ہے۔ جو درستی دماغ کیلئے ضروری ہے

خاموشی برقرار رکھی۔ چنانچہ اس نوجوان نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ کہا "آہ! جسے میں دنیا بھر کی خوبیوں کا آئینہ سمجھتا تھا۔ وہ ایک ایسی ناپاک ہستی ثابت ہوئی۔ جس میں سارے عالم کے گناہ مرکوز ہیں۔ میری رائے میں اگر کسی مصور کو گناہ کی تصویر کھینچنا ہو تو وہ اس کے لئے بہترین نمونہ ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ کوئی بڑا ہی زبردست مصور ہونا چاہئے۔ جو ذہن انسانی کے اسرار سے پورے طور پر خبردار ہو۔ کیونکہ اسی صورت میں وہ اس کے خصائل کا صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔ افسوس! میں نے اس کی خصلت کا صحیح اندازہ آج کیا۔ اور اب مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایسی عورت ہے۔ جس نے حسن ظاہری کو سفاہت باطنی کے اخفا کا ذریعہ بنا رکھا۔ صد افسوس! میں نے آنکھیں بند کر کے گناہ کی اس مجسم روح کی عرصہ دراز تک منبع نیکی سمجھا۔ اف! کیسی خوفناک غلطی ہے۔ کتنی افسوسناک غلط فہمی ہے۔ جس کا انجام میں آج دیکھ رہا ہوں۔۔۔"

مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے جب دیکھا۔ کہ بیٹے کا غصہ اُن ملامت کے الفاظ میں بڑی حد تک صرف ہو چکا۔ تو اب وہ اُسے تسلی دینے کی غرض سے کہنے لگا "بیٹا جو کچھ ہوا اس سے پشیمان ہونا بے سود ہے۔ تمہارے لئے بہترین طرز عمل اب یہ ہے۔ کہ معاملہ کی ساری تفصیلات میرے روبرو بیان کرو۔ تاکہ میں ایک سچے دوست اور مشیر کا فرض ادا کر سکوں"

چارلس بڑی گرمجوشی کے ساتھ کہنے لگا "ابا جان اس دنیا میں اب آپ کے سوا میرا کوئی دوست نہیں۔ اور یقین جانئے۔ میں معاملہ کے کسی پہلو کو آپ سے چھپا کر نہ رکھوں گا۔ میں نے نخوت اور خود سری میں مبتلا ہو کر جو کچھ کیا۔ اس کا خوفناک نتیجہ میرے سامنے ہے۔ یہ میری کا ہی ضد تھی۔ جس نے مجھے غلط راہ پر ڈالا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ میں جو تھوڑی دیر پیشتر اپنے آپ کو ایک ہمہ دان تجربہ کار شخص سمجھتا تھا۔ خاک پر گرا ہوا بچوں کی سی محتاج حالت کو پہنچ چکا ہوں۔ اس وقت اگر آپ میرا ساتھ چھوڑ دیں۔ تو میرے لئے اُن مشکلات سے جن میں اس وقت مبتلا ہوں نجات حاصل کرنا قطعاً غیر ممکن ہے۔ میرے لئے پھر اس کے سوا چارہ کار نہ ہوگا۔ کہ قسمت پر شاکر ہو کر اپنے آپ کو حالات کے بہاؤ پر چھوڑ دوں"

"میرے عزیز حوصلہ رکھو۔ اور کسی اندیشہ کو دل میں جگہ نہ دو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا "مناسب یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں تم سے دریافت کروں۔ اس کا جواب بالکل صاف لفظوں میں دو۔ تاکہ اس کے بعد ہم اس بات کا فیصلہ کر سکیں۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ سب سے پہلی بات میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہیں ارل کی لائبریری میں کسی پوشیدہ مقام پر چند کاغذات ملے تھے۔۔۔؟"

"جی ہاں ملے تھے" چارلس نے جواب دیا "اور اطمینان رکھیئے کہ وہ کاغذات سب طرح محفوظ ہیں۔ کم از کم میں اتنا جانتا ہوں۔ کہ انہیں پرڈیٹا نے اپنے ڈسک میں سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ اور ہم عنقریب اسے ان کاغذات کی حوالگی پر مجبور کریں گے"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا "تم اس کے شوہر ہو۔۔ اگرچہ یہ کلمہ مجھے بڑی ندامت سے کہنا پڑتا ہے۔ تاہم آخر تم اس کے شوہر ہو۔ اور اس حیثیت میں تم اس ڈسک کو کھول کر ان کاغذات کو نکالنے کا حق رکھتے ہو۔ کیا اسے معلوم ہے کہ ان کاغذات کا مضمون کیا ہے"؟

بیٹے نے افسردگی کے لہجہ میں جواب دیا "ہاں یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ وہ ان کے مضمون سے خبردار ہے"۔

"اور اس کی ماں۔۔۔؟"

"وہ بھی ان کے مضمون سے پوری طرح واقف ہے" چارلس نے جواب دیا "خدا جانتا ہے۔ کہ میں نہیں چاہتا آپ کو کسی مزید بے چینی کا موقعہ دوں۔ لیکن خواہ کسی واقعہ کی درست بیانی سے آپ کو تکلیف ہی ہو۔ بہر حال میں کسی معاملہ کو پوشیدہ رکھنے پر آمادہ نہیں ہوں"

"بے شک چارلس یہ وقت ایسا نہیں۔ کہ کسی معاملہ میں پردہ داری سے کام لیا جائے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا "مختصر یہ کہ ان کاغذات کے مضمون سے یہ دونوں عورتیں خبردار ہیں" اس نے ہلکی گلوگیر آواز میں کہا۔

چارلس سخت پریشان اور بے چینی کی حالت میں کہنے لگا "میرے خدا میں کتنا بدنصیب ہوں۔ کہ اپنے والد کو ایسی عورتوں کی نظروں میں ذلیل بناتے

کا موجب بنا۔ ابا جان کیا آپ کسی طرح میری ان خطاؤں سے درگذر کر سکتے ہیں؟ کیا میرے لئے آپ کی معافی حاصل کرنے کا کوئی امکان ہے؟"

مسٹر ہیٹ فیلڈ کے لہجہ میں پھر وہی سابقہ نرمی نمودار ہوگئی تھی۔ کہنے لگا چارلس تم جانتے ہو۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے کئی معاملات میں معافی مانگنا اور اپنے اپنے پہلو واضح کرنا ہے۔ اس لئے میرے عزیز تم اپنے آپ کو بار بار ملامت نہ کرو۔ کیونکہ میں جو تفصیلات معلوم کر رہا ہوں۔ اُن کی بڑی وجہ محض یہ ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں ہم سے کوئی ایسی بات نہ ہو۔ جس کی وجہ سے موجودہ مشکلات سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے ہم کسی مزید غلطی کے مرتکب ہو جائیں۔ اصلی سوال کی طرف واپس آتے ہوئے مجھے یہ بتا چاہئے۔ کہ ان دونوں عورتوں کو سارے حالات کا علم ہو چکا ہے؟"

"جی ہاں سارے حالات کا۔" چارلس نے جواب دیا "اس انتہائی محبت کا نتیجہ جو مجھے اس ریاکار حسینہ سے تھی"

"دیکھو بیٹا اب تم پھر جوش کا اظہار کر رہے ہو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ایسے لہجہ میں جس میں آبائی تحکم کا خفیف سا لہجہ پایا جاتا تھا۔ کہا "مگر یہ بتاؤ تم نے جو تحریر حصول قرضہ کی غرض سے ساہوکار ریسول کو لکھ کر دی تھی۔ ۔"

چارلس قطع کلام کر کے کہنے لگا "ابا جان اس معاملہ میں واقعات کو صحیح طریق پر بیان کرتے ہوئے شرماتا ہوں" اور واقعی اس وقت اس کے چہرہ پر شرم و اضطراب کی وجہ سے سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ "تاہم" اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "میں نے جیسا آپ سے وعدہ کیا ہے کسی ایک معاملہ میں بھی میں آپ کو غلط اطلاع دینا نہیں چاہتا۔ مختصر یہ کہ میں نے اس تحریر پر وائکونٹ مارسٹن کے نام سے دستخط کئے تھے"

مسٹر ہیٹ فیلڈ بولا "غالباً میرا خیال درست ہے۔ اخبارات میں اس واقعہ قتل کے جو حالات چھپے۔ ان میں لکھا تھا۔ کہ مقتول کے مکان پر کسی طرح کے کاغذات نہیں پائے گئے۔ کیونکہ وہ بکس جس میں وہ لینے کا غذات رکھا کرتا تھا۔ بالکل خالی ملا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاتل یا قاتلوں نے اس غریب کے کاغذات پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور تمہاری دستاویز بھی ان کاغذات کے ساتھ ہی گئی ہوگی"

میں ممکن نہیں۔ کہ اس تحریر کا ذکر پھر سننے میں آئے۔ لیکن اُن عورتوں کے متعلق تمہیں جو واقفیت ہے۔ اُسے پیش نظر رکھتے ہوئے کیا۔ تم یہ یقین کرتے ہو کہ وہی قتل کی مرتکب ہوئیں ہیں؟"

"نہیں میرے خیال میں ایسا نہیں ہوا۔" چارلس نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ کوئی خاص وجہ ایسی نہ تھی۔ کہ وہ اس قسم کا جرم کرتیں۔ اُن کا مقصد میری تحریر پر قبضہ کرنا نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ مجھے حقیقت میں عظیم دولت کا وارث سمجھتی تھیں۔ اور چونکہ اُن کا یہ خیال تھا۔ کہ میرے ساتھ تعلق رکھکر وہ معقول دولت حاصل کر سکینگی اس لئے یہ بھی غیر ممکن ہے۔ کہ انہوں نے اُس روپیہ کی خاطر جو اس ساہوکار کے مکان میں تھا۔ اس قسم کی واردات کے ذریعہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا ہو۔ علاوہ بریں جب میں نے دوسرے دن اُن سے ملاقات کی۔ تو اُن کے چہرہ پر کسی طرح کی گھبراہٹ یا پریشانی نہ تھی۔ اور اُن کی صورت سے کوئی علامت ایسی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہو۔ کہ انہوں نے حال میں کسی شخص کو قتل کیا ہے۔ وہ لاکھ بُری ہوں اور اُن میں کتنے بھی عیوب پائے جاتے ہوں۔ بہر حال میں اُنہیں اتنا ریاکار نہیں سمجھ سکتا کہ آدھی رات کو جرم قتل کی مرتکب ہو کر وہ اُس کے چند گھنٹے بعد میرے روبرو پورے سکون اور اطمینان کی حالت میں آتیں۔"

مسٹر بیٹ فیلڈ نے کہا۔ "خیر ہمیں یہی سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ اس جرم سے بے قصور ہیں۔ اور اب جبکہ یہ معاملات طے ہو چکے ہیں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پرڈیٹا کے متعلق میرا مشورہ کیا ہے؟"

ان الفاظ سے چارلس کی دلچسپی اور توجہ پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی۔

اُس کے باپ نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "خدا کا شکر ہے۔ کہ میں کافی مالدار ہوں۔ اور ایسی حریص عورتوں کی صورت میں روپیہ کی مدد سے سارے کام اطمینان بخش طریق پر ہو سکتے ہیں۔ میں ایسا انتظام کر دوں گا۔ کہ پرڈیٹا کو ایک معقول رقم یکشت دیدی جائے۔ اور جب تک وہ انگلستان سے دور رہ کر کوئی اور نام اختیار کر کے زندگی بسر کرتی رہے۔ اور تمہیں دق نہ کرے میں اسے معقول وظیفہ بھی دیتا رہوں گا۔"

یہ الفاظ مسٹر ہیٹ فیلڈ کی زبان سے نکلے ہی تھے۔ اور چارلس اُن کے متعلق کوئی رائے ظاہر کرنے نہیں پایا تھا۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور پرڈیٹا کمرہ میں داخل ہوئی۔

باب ۱۵۲ باپ بیٹا اور بہو

یہ پہلا موقعہ تھا کہ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اس پری کو دیکھا۔ اور سچ یہ ہے کہ اس وقت وہ نازنین اس عشوہ گری سے نمودار ہوئی۔ کہ اس کی شان دلفریبی وہ چند بڑھی ہوئی تھی۔

اُس کا حسن آفتاب کی طرح خیرہ کن تابناک اور فوق الفطرت تھا مختصر یہ کہ وہ ایک معمولی عورت نہیں ملکہ زمان معلوم ہوتی تھی

ایک فرانسیسی کا مدار دوپٹا جس کے کناروں پر بیش قیمت گوٹ لگی ہوئی تھی۔ صد ہزار انداز دلفریبی سے بدن پر لپٹا ہوا تھا۔ دیکھنے میں ڈھیلا مگر اس ڈھنگ سے اوڑھا ہوا کہ اس کے اندر اعضا کی موزونیت پورے طور سے نمودار تھی۔ شبستان راحت سے بیدار ہوتے ہی اُس طرف کو چلی آئی۔ اس لئے گلے بند وغیرہ موجود نہ تھی۔ مگر ان مدور چھاتیوں کی قدرتی مضبوطی کو کسی مصنوعی سہارے کی حاجت ہی کیا تھی

ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ آسٹریلیا میں رہتے ہوئے اُس نے چھوٹی عمر میں ہی عصمت کا خزانہ لٹا دیا تھا۔ مگر اس کا اس کے شباب کی تازگی پر ذرا اثر نہیں ہوا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اُس ڈھیلے کا مدار دوپٹہ کے اندر سے اُس کا حسن عریاں بلکارت کی تازگی کے ساتھ جلوہ نما تھا۔

سیاہی مائل بھورے بال دو بھاری چوٹیوں کی صورت میں ریشم کی طرح ملائم اور ویسے ہی چمکدار دونوں شانوں پر لٹک رہے تھے۔ اور اُن کے اندر سے فراخ اور بلند پیشانی اس طرح نظر آتی تھی۔ جیسے حسن کی تصویر آبنوس کی چوکھٹ میں لگی ہوئی ہو۔ چہرہ کی آب و تاب ایسی تھی گویا چاند ابھی شفق کے حوض میں نہا کر نکلا ہے۔ اس کی لمبی اور محراب دار بھنویں کنپٹیوں تک پہنچتی تھیں۔

رخساروں پر ہلکی سرخی چھائی ہوئی تھی۔ اور موٹی سیاہ آنکھیں تیزی سے چمکتی

تھیں - وہ چمک اُس کے چہرہ کو ایک ہالہ میں گھرا ہوا ظاہر کرتی تھی - نمناک گلابی ہونٹ اُس اطمینان کی مسکراہٹ سے کھلے ہوئے موتیوں کے ایسے ہموار اور سپید دانتوں کی دو لڑیاں ظاہر کرتے تھے - اور گردن شتر مرغ کی گردن کی طرح انداز تکبر و رعنائی سے اُٹھی ہوئی تھی۔

ایک بازو انداز تغافل سے پہلو میں لٹک رہا تھا - اور دوسرا کمر کے اوپر گھوم کر دوپٹے کے آنچل کو تھامے ہوئے - دوپٹہ کے نیچے نیلی اور شفاف جالی کا لہنگا پہنا ہوا تھا - اور اُس کے ہی نیچے اُس کے خوشنما ٹخنے جلد انسانی کی رنگت کی جرابوں میں سے نمودار تھے اپنے دلفریب پیروں میں اس نے ہلکی نیلی ساٹن کے کامدار سلیپر پہن رکھے تھے

ہر چند کہ اُس کی قامت درجہ اوسط سے زیادہ نہ تھی - مگر انداز خرام میں کچھ ایسی سطوت شاہانہ رعب پایا جاتا تھا . . اُس کی چال میں کچھ ایسا انداز رعنائی شامل تھا - کہ اُسے دیکھ کر فوق الفطرت وجود سمجھتے ہوئے پرستش کے لئے دوزانو ہو جانا داخل کفر نہیں سمجھا سکتا۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ جیسے سال خوردہ آدمی نے جس کا اُس کے حسن کی دلفریبی سے متاثر ہونا غیر ممکن سمجھا جا سکتا ہے - خصوصاً اس لئے کہ اُس کے دل میں اس کے خلاف پہلے ہی سخت تعصب پیدا ہو چکا تھا - پہلی نگاہ میں ہی جو اس نازنین پر ڈالی معلوم کر لیا - کہ کسی گرمجوشی طبیعت اور ذی حس مزاج کے نوجوان کے لئے ایسی نازنین کو ایک نگاہ دیکھ کر اُس کے حسن کا پرستار بن جانا سراسر قدرتی امر ہے

وہ کمرہ جہاں یہ اجتماع ثلاثہ ظہور میں آیا - فراخ اور نہایت آراستہ تھا . فرش پر قالین موجود نہ تھے - مگر شاہ بلوط کی چوبی سطح پالش کی وجہ سے آئینہ کی طرح چمکتی تھی چاروں طرف دیواروں میں قد آدم آئینے نہایت شاندار چوکھٹوں میں لگے ہوئے تھے . ایک بھاری جاپانی پیالہ وہ چینی کے بہت سے گلدان جنمیں صبح کی نوشگفتہ کلیوں کے گلدستے موجود تھے آتشدان پر رکھے ہوئے تھے . اور ان کھڑکیوں میں سے جو کمرہ کے فرش سے لیکر چھت تک پہنچتی تھیں - اور جن کے شیشوں کے دروازوں کے ساتھ باریک ململ کے پردے لٹک رہے تھے . بے داغ آفتاب کی تیز روشنی کمرہ میں داخل ہو کر سارے سامان پر اس قسم کا سایہ ڈال رہی تھی . کویا جانے ہر چیز کو سنہری رنگت سے رنگ دیا گیا ہے

غرض گویہ کہ اُس فراخ اور بلند کمرہ کی صورت فرح بخش شاندار اور امیرانہ تھی۔ اور اگر اس وقت باپ بیٹے کا مزاج اتنا افسردہ نہ ہوتا۔ جیسا کہ تھا۔ تو وہ اُس موہنی صورت کو دیکھ کر جس کے چہرہ پر دلربایانہ ملاحت اور تمناخیز شگفتگی برستی تھی۔ ضرور حظ راحت محسوس کرتے۔ کیونکہ اس پری کا ناخا ہی اُس کمرہ کی رونق اور شان کو دوبالا کرنیوالا تھا۔

آفتاب کی روشنی اُس نازنین کے گرد ہالہ بنائے ہوئے تھی۔ نوشگفتہ کلیوں کی مہک اُس کے سانس کی خوشبو کے سامنے بالکل ہیچ تھی۔ اور اُس کے نازک پاؤں اور خوشنما ٹخنے اُس وقت جب وہ خرام ناز سے چلتی اُسے ہوا میں تھرکتے ہوئے لئے جاتے تھے۔ پھر جب اُس ملکہ حسن کی صورت اُن بے شمار آئینوں میں منعکس ہوتی۔ جو کمرہ میں چاروں طرف لگے ہوئے تھے۔ تو ایک کی کئی صورتیں بنکر ایسا انتشار پیش کرتیں۔ گویا لاتعداد حوران جنت اُس ملکہ آسمان کے جلو میں چل رہی ہیں۔

گرم آفتاب کی خوشنما دھوپ اُس کے سوئے جیسے بالوں پر اس طرح چمک پیدا کرتی تھی۔ گویا قدرت نے اُس کے سر پر ایک تاج زرین رکھا ہوا ہے۔ دھوپ کی شعاعیں اُس کی آنکھوں کی چمک کو دوبالا کرتی تھیں۔ اور اُس چمک کے اثر سے اُس کا خوشنما اور بے عیب چہرہ آنکھوں میں خیرگی لاتا تھا۔

اگر وہ کمرہ ہوٹل کی نشست گاہ ہونے کی بجائے قصر شاہی کا حصہ ہوتا۔ اس قصر میں کوئی ملکہ زماں موجود ہوتی۔ اور یہ دونو باپ بیٹا اُس ملکہ زماں کے درباریوں کی حیثیت رکھتے۔ تو وہ نظارہ اس نظارہ سے جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ ہرگز زیادہ موثر یا شاندار نہ ہوتا۔ اور ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ دونو درباری اُس صورت میں چپ چاپ اُس ملکہ کے سامنے جس کی صورت نوع انسان کی صورت سے بالکل مختلف تھی بے اختیار گر کر ادب کے ساتھ پابوسی پر مجبور ہو جاتے۔

مگر افسوس! حالات نے اُن تمام دلفریب اثرات کو جو اس کا فرادا کے حسن سے پیدا ہو سکتے تھے۔ خاک میں ملا دیا۔ اور یہ محض اس لئے کہ اُس کا باطن ویسا پاک یا دلفریب نہ تھا۔ جیسا ظاہر۔ در حقیقت وہ باطن نہایت خوفناک اور مکروہ تھا۔ اور اُس سے خبردار ہو کر انسان کے دل میں انتہائی نفرت و حقارت پیدا ہونا قدرتی تھا۔

جس وقت پرڈیٹا کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو وہ اس طوفان سے بالکل بے خبر تھی۔ جو عنقریب اس پر برسنے والا تھا۔ مدارات کے عیش و انبساط کا اثر اور خواب کی دلفریبیوں کی یاد اب تک اس کے چہرہ پر مسکراہٹ کی صورت میں نمودار تھی۔

چارلس ہیسٹ فیلڈ کے چپ چاپ اٹھ کر چلے آنے کے بعد قریب ایک گھنٹہ محو خواب رہ کر اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور شوہر کو قریب نہ پایا۔ تو سمجھا وہ میری نیند میں خلل انداز نہ ہونے کی غرض سے باہر چلا گیا ہے۔ لیکن کپڑے بدلنے اور سنگار کرنے سے پیشتر وہ اس سے ملنے کے لئے بیتاب تھی۔ جلد جلد اپنے بالوں کو درست کر کے اسی ہلکے لباس میں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ وہ اس نشست گاہ کی طرف بڑھی۔ جہاں اس کے خیال میں وہ تنہا موجود تھا۔

اور واقعی وہ اسے وہاں موجود نظر آیا۔ مگر تنہا نہیں۔

اس دوسرے شخص کو کمرہ میں دیکھ کر بھی پرڈیٹا کو اس کا خیال نہیں آیا۔ کہ یہ کون ہے۔ اس نے جانا یہ اس کا کوئی دوست ہے۔ جسے ہماری شادی کی اطلاع ملی۔ تو وہ مبارکباد دینے کی غرض سے چلا آیا۔

یہی باعث تھا۔ کہ جس وقت وہ کمرہ میں داخل ہو کر اس طرف کو بڑھی جہاں چارلس اور اس کا باپ موجود تھے۔ تو اس کے چہرہ کے سکون و اطمینان کی حالت میں فرق نہیں آیا۔ حتیٰ کہ وہ ان سے چند قدم کے فاصلہ پر پہنچ گئی۔ اس وقت جب اس نے خلاف امید ان کے چہروں پر خشونت اور نفرت کے آثار دیکھے۔ تو وہ یکایک رک گئی۔ اس کے اپنے چہرہ کا انداز بدل گیا۔ مسکراہٹ کافور ہو گئی۔ اور اس کی بجائے تکبر اور نخوت نے جگہ اختیار کر لی۔ اگرچہ اب بھی وہ اس طوفان سے جو اس کے سر پر چھایا ہوا تھا۔ بالکل بے خبر تھی۔

"چارلس یہ دوسرا شخص کون ہے؟" اس نازنین نے مسٹر ہیسٹ فیلڈ کی طرف اپنے خوشنما سر سے اشارہ کرتے اور اس اشارہ کے ساتھ اپنے سارے بدن کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ یہ ایک ایسا انداز تھا جو عموماً شہزادیوں ہی میں پایا جاتا ہے

"یہ میرے والد ہیں" نوجوان نے آہستگی سے کہا۔ اور اتنا کہہ کر وہ شرمندگی کے ساتھ آتشدان کی طرف ہٹ گیا۔

ایک لمحہ کے لئے پرڈینا کے دل کو اس بیان سے صدمہ محسوس ہوا مگر فوراً ہی اس نے سوچا کہ یہ غیر ممکن ہے۔ اسے میرے چلن کے خلاف کوئی بات معلوم ہو۔ پس وہ اسی شاہانہ خرام سے چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ اور اپنی مخروطی انگلیوں کو آہستگی سے اپنے شوہر کے بازو پر رکھ کر کہنے لگی " کیا یہ ممکن ہے کہ تم اپنے والد کی ملامت کے زیر اثر اس قدر جلد میری شادی سے پشیمان ہو گئے ؟ حالانکہ تم نے اس بات کا عہد صادق کیا تھا کہ میرے والدین کتنی ہی مخالفت کریں۔ . . دنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے۔ میں اپنے پیمانِ وفا پر صادق رہوں گا "

" بے شک میں نے کہا تھا۔ چارلس نے جواب دیا۔ اور اس وقت مارے جوش کے اس کے الفاظ زنانے کی سی آواز کے ساتھ ادا ہوئے تھے " بیشک میں نے یہی کہا تھا۔ مگر جب کسی شخص کو معلوم ہو جائے۔ کہ میں نے جسے اپنی آستین میں پالا وہ سانپ ہے۔ تو پھر وہ اسے فوراً جھٹک کر دور پھینک دیتا ہے۔ اور وہ اسے اپنے پاؤں تلے کچل ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کرتا "

یہ آخری فقرہ اُس نے ایک لمحہ کے تامل کے بعد کہا۔ اور اس وقت تک پرڈینا جو اپنے شوہر کے بدلے ہوئے تیور اور لہجہ سے بے حد متعجب ہو چکی تھی۔ اس قدر سنبھل نہ سکی۔ کہ اس کے جواب میں کوئی لفظ زبان سے ادا کر سکتی۔

مگر اپنے شوہر کی تلخ کلامی کی بدولت اُس حسینہ کا چہرہ غصہ سے سپید ہو گیا اور اگرچہ وہ اپنے جوش کو دبانے کی بہت کوشش کرتی رہی۔ تاہم اس کے غضب کا اظہار ہونٹوں کی کپکپی میں ہو رہا تھا۔ ذرا تامل کے بعد وہ کہنے لگی " کیا یہ رنجدہ اور گستاخانہ الفاظ میری نسبت کہے جا رہے ہیں ؟ "

" ہاں تمہاری نسبت۔ " چارلس نے مڑ کر اس نازنین کے بالمقابل ہوتے ہوئے کہا۔ جسے ذرا دیر پہلے وہ نشاطِ روح سمجھے ہوئے تھا۔ مگر جس کو اب وہ وحشیانہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا " نامبارک۔ گنہگار بیوفا عورت۔ " اس نے اُس عشق فروش کی نگاہ کی بجلیوں سے مرعوب نہ ہوتے ہوئے کہا " آج تمہاری صورت اور میری آنکھوں کے آگے سے پردہ سا اٹھ گیا ہے۔ اور اب میں زیادہ عرصہ تمہارے دہوکے میں نہیں رہ سکتا۔ جان لو کہ مجھے تمہارے زمانہ ماضی کے سارے حالات کا علم ہو چکا۔ اور

میں نے معلوم کر لیا۔ کس طرح ایام گذشتہ میں تم نے عصمت فروشی کا اور بحالات موجودہ ریاکاری کو اپنا شعار بنایا۔ تمہاری بدنامی اسمندر پار سے یہاں تک تمہارے پیچھے پیچھے آئی۔ سب سے اول اُس نے ڈوور کی بحری بندر پر تمہیں اپنی گرفت میں لینا چاہا۔ مگر تم اُس وقت بچ کر نکل آئیں۔ تاہم اب صدر مقام فرانس میں اُس نے ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنے قابو میں لے لیا ہے۔۔۔ الٰہی کتنا بھاری دھوکا!۔۔ اور کیسی شرمناک بے وفائی!"

یہ کہتے ہوئے اُس جوان نے اُس حسینہ کی طرف جو زرد رو اور بے حرکت پتھر کی مورت کی طرح کھڑی تھی۔۔۔ جس کی صورت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا۔ گویا چارلس کے خوفناک الزامات نے اُ ۔ ایک ذی حیات وجود سے سنگ مرمر کا بت بنا دیا ہے۔ وحشیانہ نظر ڈالی۔

جبکہ چارلس اور پرڈیٹا میں یہ گفتگو ہو رہی تھی مسٹر ہیٹ فیلڈ اپنے بازو سینہ پر لپیٹے دونو کے الفاظ سنتا اور اُن کے اثر کا مشاہدہ کرتا رہا۔

"تمہارا نیوگیٹ کے جیلخانہ میں ایک ایسی عورت کے بطن سے پیدا ہونا جسے جعلسازی کے جرم میں سزائے موت دی گئی تھی۔ اور بعد ازاں شاہی معافی عطا ہوئی بیشک تمہارا قصور نہیں" چارلس نے آہستگی اور سکون کے لہجہ میں کہنا شروع کیا کیونکہ وہ حتی الامکان اس آتش غضب کو جو اُس کے سینہ میں بھڑک رہی تھی۔ دبانے کی کوشش کرتا تھا۔ "پھر تمہارے لئے پرڈیٹا یا گم گشتہ کا جو نام تجویز کیا گیا۔ اس کا تمہارے حسب حال ثابت ہونا یہ بھی تمہارے اختیار سے باہر تھا۔ اور نیز سوتھ ویلز کے دور افتادہ مقام میں جہاں ہر طرف مجرم ہی رہتے تھے تمہارا منزل پستی میں اُتر جانا۔ اور جیسا کہ تمہارا نام ظاہر کرتا تھا۔ حقیقت میں "گم گشتہ" ثابت ہونا یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس کے لئے تم مذمت کی بجائے رحم کی زیادہ مستحق ہو لیکن تمہارے ساتھ کسی کی ہمدردی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اور کوئی خوبی تمہاری ذات میں ایسی موجود نہیں۔ جو تمہیں ہمدردی کی مستحق بنائے۔۔۔ میں پوچھتا ہوں۔ انگلستان میں پہنچ کر کس لئے تم نے مجھے اپنے دام تزویر میں پھنسایا۔ کس لئے تمہاری بجوز ماں نے میرے قدم لقدم چل کر اور مجھے اس قسم کی باتوں میں لگا کر جو میرے لئے

غیر معمولی دلچسپی رکھتی تھیں۔ تمہارے سامنے پہنچایا؟ اور یہ کیا وجہ تھی۔ تم نے اپنے حسن سحر افزا کی پوری طاقت سے میرے خلاف کام لے کر مجھے اپنی محبت میں پھنسا لینے کے بعد میرے دل کو ایک ایسی نیک خاتون کی طرف سے پھیر دیا۔ جس کی روح کا تمہاری روح سے مقابلہ کروں۔ تو برف کے آگے سیاہی کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ میں یہ بھی پوچھتا ہوں کہ کس لئے تم مجھے میری بربادی کے اس انتہائی نقطہ کی طرف اُکساتی رہیں۔ جس کا ظہور کل انگریزی سفارت خانہ کے گرجا میں ہوا؟"

جب تک چارلس بولتا رہا۔ پرڈیٹا چپ چاپ اس کی گفتگو سنا کی۔ اور اگرچہ اُس کے الفاظ اس کے سینہ میں تیر و سنان کی طرح اترتے تھے تاہم اس نے کسی بے چینی یا اضطراب کا اظہار نہیں کیا۔ پورے سکون سے کام لیتے ہوئے بولی "جو کچھ تم نے کہا۔ میں نے اسے پورے صبر کے ساتھ سن لیا۔ اور اگر تمہارے مزاج میں فیاضی کا وہ جوہر موجود ہے۔ جو ہر مرد میں ہوگا اور انگلستان کے شرفا میں خصوصاً پایا جاتا ہے۔ تو میں درخواست کرتی ہوں کہ جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ اُسے بھی ویسے ہی سکون کے ساتھ سننا۔ یہ صحیح ہے۔ میں نوگیٹ میں پیدا ہوئی تھی۔ اور میں نے اپنے نام کے متعلق بھی تمہیں مغالطہ میں ڈالا۔ میں یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ میں اُس دور افتادہ وطن میں جہاں قسمت مجھے لے گئی۔ عصمت کی راہ صراط پر ثابت قدم نہ رہ سکی۔ لیکن میں پوچھتی ہوں۔ جب میری ماں نے اُن وجوہ کی بنا پر جن کا ذکر میں عنقریب تمہارے سامنے کروں گی۔ تم سے ملاقات کی۔ اور جب بعض اتفاقات نے ہمیں ایک دوسرے سے ملا دیا۔ تو کیا تمہیں نے پہلے اپنی مرضی سے عہد رفاقت پیش نہیں کیا تھا؟ پھر اس کے بعد کیا تم نے اپنے آپ یہ بات نہیں کہی۔ کہ میرا وہ جذبہ رفاقت محبت کے احساس میں بدل گیا ہے۔ میں پوچھتی ہوں۔ کیا تمہیں وہ شخص نہیں ہو۔ جس نے دو زانو ہو کر دست بستہ التجا کی تھی۔ کہ میں تم سے شادی کر لوں۔ اور کیا یہ غلط ہے۔ کہ اس تجویز میں سب سے پہلے میری طرف سے انکار ہوا تھا۔ البتہ میں تمہاری داشتہ بن کے رہنا منظور کرتی تھی۔ آہ! تم اتنا جلد ان سب باتوں کو بھول گئے۔ کہ آج میرے ساتھ شادی کرنے کو اپنی انتہائی

بربادی پر محمول کرتے ہو۔ حالانکہ چارلس اس شادی کی خاطر ہی تم نے منتیں کیں۔ ہاتھ جوڑے اور دوزانو ہو کر التجائیں کی تھیں۔"

"ٹھیک ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس وقت میں تمہیں نیک اور پاکباز سمجھتا تھا۔" چارلس نے اس وقت کو یاد کر کے غصہ سے دانت کٹکٹاتے ہوئے کہا۔ جب پرڈیٹا نے طرح طرح کی چالبازیوں اور ریاکاریوں کی مدد سے اسے دام عشق میں پھنسایا تھا۔

پرڈیٹا بے صبری اور نخوت کے لہجہ میں بولی "نادان تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اپنے عہد ماضی کے سارے حالات از خود تمہارے سامنے بیان کر دیتی۔ اور بالفرض کر بھی دیتی۔ تو کیا تم سچے دل سے یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ پھر تم مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ نہ ہوتے؟"

"بیشک نہیں"۔ چارلس نے جس کے لفظوں سے غصہ۔ نفرت اور حقارت کا اظہار ہوتا تھا۔ جواب دیا۔ "لیکن تمہارے لئے لفظی تکرار بے سود ہے۔ میرے پاس تمہارے لئے ایک ایسی خبر ہے۔ جسے اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ تم گنہگار اور خطاوار ہو۔ ظاہر کرتے ہوئے مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غصہ اور نفرت کی حالت میں بھی میں اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ آخر تم ایک کمزور عورت ہو۔"

"مگر وہ خبر کیا ہے؟" پرڈیٹا نے اس بات کی کوشش کرتے ہوئے کہ چہرہ یا اطوار سے اس تعجب اور پریشانی کا اظہار نہ ہو۔ جو اس کے شوہر کے الفاظ سے پیدا ہو گئی تھی۔ پوچھا۔

چارلس کہنے لگا۔ "وہ خبر تمہاری ماں کی نسبت ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ کس لئے ڈوور میں عدم پتہ ہو گئی تھی۔" یہ کہتے ہوئے چارلس اور اس کے باپ نے اس حسینہ کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"کہتے جاؤ" پرڈیٹا نے جواب دیا۔ مگر وہ بدستور بالکل بے حرکت اور بت کی طرح ساکن کھڑی رہی۔ کیا مجال اس کے چہرہ کا ایک عضلہ بھی متحرک ہوا ہو "تمہاری ماں کو اس مسٹر پسیول کے قتل کے شبہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جس کے پاس میرا دستی رقعہ کہ اگر تم روپیہ قرض حاصل کر کے لائی [illegible] چارلس نے

لبد چکی تھی۔ مجھ سے پیار کرتے ہوئے تم ان میں سے کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اس وقت میری
خاطر تم مقدس ترین رشتوں کو توڑنے۔ نہایت پاک تعلقات کو قطع کرنے اور ہر قسم کے
معاملات کی خلاف ورزی کے لئے تیار تھے۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں۔ جن کی سچائی سے تم بھی
انکار نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم انکار کرو۔ تو تمہارا دل بہر حال اس کی گواہی دیگا۔ کہ تمہارا عشق
ایک ایسا جوشِ وحشت تھا۔ جو ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور جس کے پورے
مدعا کی خاطر انسان بد ترین انتہائی قدم اٹھانے میں بھی دریغ نہیں کرتا۔ اس وقت اگر میں تمہارے
سینہ میں آتشِ رقابت شعلہ زن کرتی۔ تو تم کسی کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ اگر میں تمہیں
چھوڑ کر بھاگ جاتی تو تم تڑپ کے مر جاتے۔ یا خودکشی کر لیتے۔ کیونکہ تمہاری محبت عام عشق
و محبت کا نمونہ نہ تھی۔ بلکہ وہ ایک وحشیانہ عادی۔ ایک کیف لاانتہا تھا۔ اتنا لامحدود ایسا
جاذب۔ اور اتنا عمیق کہ کبھی کسی شاعر کے ذہن میں اس کا خیال پیدا نہیں ہوا۔ کسی افسانہ
نویس نے کبھی اسے ضبطِ تحریر میں لانے کی کوشش کی۔ ایسی محبت کا جو تم کو مجھ سے تھی
انجام کیا ہو سکتا تھا۔ یہی کہ اس کا اثر میرے اپنے قلب میں بھی پیدا ہو گیا۔ تم میرے عشق
میں اس درجہ سرشار تھے۔ کہ میرا تخیل بجائے خود اس بہشت ارضی کی راحتوں سے بہرہ اندوز
ہونے کے لئے بے چین ہو گیا۔ جو تم نے اپنے لئے پیدا کیا تھا۔ مختصر یہ کہ تمہارے عشق نے
میرے اپنے سینہ میں شرارۂ عشق پیدا کیا۔ میرا دل جو کبھی کسی پر مائل نہیں ہوا تھا۔ مائل ہو گیا
اور میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتی ہوں۔ کہ میری محبت تمہارے لئے سراسر صادق تھی۔ میں دعویٰ
سے کہہ سکتی ہوں۔ کہ جس وقت تم مجھے شادی کی غرض سے گرجا میں لے گئے تمہیں میرے
ساتھ اس سے زیادہ محبت نہ ہوگی۔ جیسی مجھے تم سے تھی۔ وہ محبت جو تمہاری بدولت میرے
سینہ میں پیدا ہوئی۔ ایسی تھی۔ جو مجھے نیک بیوی۔ صادق مونس اور وفادار رفیقہ بننے
میں مدد دیتی۔ یہ سچ ہے۔ شادی کے وقت میں نے ایک ایسا وجود تمہارے حوالہ کیا۔ جو
جوہرِ عصمت سے عاری تھا۔ لیکن اس ناپاک بدن میں ایک ایسا دل تھا۔ جس نے تمہارے
سوا کبھی کسی سے محبت نہیں کی۔ یقین جانو جس وقت سے پادری کے سامنے ہم نے
عہد کئے۔ میرے دل نے کسی دوسرے کے خیال کو دل میں جگہ دینا گناہ سمجھا۔ اسی قدر غیر ممکن
تھا۔ جیسے کسی شیر خوار بچے کے لئے قتل یا جرم کی تجویز سوچنا۔ مگر اب کہ تم میری زندگی
کے حالات جان چکے ہو۔ تمہاری محبت نفرت میں بدل گئی ہے۔ ایسا ہونا قدرتی تھا۔

بڑی آہستگی سے کہا۔ اور اس اثنا میں اپنی بیوی کے زرد چہرہ کی طرف غور سے دیکھتا رہا مگر اسے اس پر کوئی تبدیلی نظر نہ آئی۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ میری ماں کو ایک ایسے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے جس سے وہ سراسر بے قصور ہے" شہزادی لوٹیا نے بڑے استقلال کے ساتھ کہا۔ جس میں کسی جوش یا تصنع کو تعلق و دخل نہ تھا۔ اور جس سے باپ بیٹے کو یقین ہو گیا کہ وہ اس معاملہ میں کسی ریاکاری سے کام نہیں لیتی۔ "یہ صحیح ہے کہ پرسیول نے تمہاری تحریک پر روپیہ ادا کیا۔ اور وہ روپیہ خود میں نے اس سے وصول کیا تھا۔ جس کے اخراجات کی نسبت تم اپنے والد کو ساری کیفیت اطمینان بخش طریق پر بتا سکتے ہو۔ لیکن اگر پرسیول واقعی کسی کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔ تو یقین جانو اس کی موت میں وہ کمزور عورتوں کے ہاتھ ہرگز شامل نہ تھے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ یہ جرم تم سے منسوب نہیں کیا جا سکتا" چارلس نے کہا۔ "اس کے بغیر ہی تمہارے ضمیر پر بہت سی خطاؤں کا بوجھ ہے۔"

"تم شاید بالکل پاک اور ہر ایک ملامت سے بالاتر ہو؟" لوٹیا نے طنز کے لہجہ میں اسی شاہانہ انداز سے کہا۔ جسے اس نے اب تک برقرار رکھا تھا۔ اور جس کی وجہ سے وہ اس وقت جبکہ سنگ مرمر کے بت کی طرح بے حرکت کھڑی تھی۔ اور اس کی خوشنما قامت ایک ریشمی دوپٹے میں لپٹی ہوئی تھی جس کی تہیں انداز لطافت سے ادھر ادھر گر رہی تھیں وہ دنیا دیکھی یا حور ملک آسمان کا اوتار معلوم ہوتی تھی۔ "میں پوچھتی ہوں کیا تم نے مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچایا؟" اس نے چارلس سے سوال کیا۔ "اگر تمہارا جواب نفی میں ہے۔ تو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ تمہارا اپنا طرز عمل [illegible] سے بالاتر تھا۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ جس وقت سے تم نے مجھے دیکھا۔ اسی وقت تمہیں میرے ساتھ محبت پیدا ہو گئی۔ وہ محبت جو ایک خاموش ساکن اور ثابت جذبہ کی صورت میں نہیں بلکہ پرجوش طوفان یا جھکڑ کی طرح تیز اور اپنے سامنے ہر قسم کی رکاوٹوں کو اڑائے لئے جاتی تھی۔ تمہارا عشق جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ مجھ کو تم ہر چیز سے افضل و بالاتر سمجھتے تھے۔ والدین کنبہ دوست رشتہ دار ان سب کی ہستی ایک میرے عشق کے سامنے خاک میں

لیکن چارلس کیا تم نے مجھے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ تم بری ہو یا بھلی بہرحال مجھے منظور ہو۔ کیا تم نے میرے ساتھ محض عشق کی خاطر شادی نہیں کی تھی؟ کیا تم نے میرا وجود اسی صورت میں جیسا میں وہ تھا۔ لینا قبول نہیں کیا تھا؟ افسوس! تمہیں مجھ کو سزا اور ملامت کرنے کی بجائے نظر ترحم سے دیکھنا لازم تھا۔ تمہارا یہ فرض تھا کہ ماضی کو چھوڑ کر حال اور مستقبل میں مجھ سے سچی محبت کرتے ہوئے تاثیر عشق سے مجھے نیکی کی منزل تک پہنچنے میں امداد دیتے کیا تمہارا ضمیر میرے ان خیالات کا ہم نوا نہیں ہے؟

چارلس ہمبیٹ فیلڈ نے جو اس حیرت خیز فصیح البیانی کو پوری توجہ اور گہری دلچسپی کے ساتھ سنتا رہا تھا، بے صبری کے ساتھ سر ہلایا۔

مسٹرس پرڈیٹا نے اسے سر ہلاتے دیکھ کر کہا۔ خیر! اچھا ہے۔ تو سمجھ لو کہ تمہارا عشق میرے لئے اس وجہ سے مہلک ثابت ہوا۔ تم مجھے وہ سبق سکھاتے ہو ... تم مجھ سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہو۔ لیکن وہ دل جو تمہارے قبضہ میں آچکا ہے وہ اسے کیونکر واپس دے سکتے ہو؟ تم نے اپنی لامحدود محبت کا اثر میری ذات پر ڈال کر میرے نشاط زندگی کو برباد کیا تمہیں اس وقت یہ سوچنا چاہئے تھا کہ مجھ سے ایثار کے طلبگار ہوتے ہوئے تم خود بھی کسی طرح کا ایثار کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ میں جوان تھی۔ خوبصورت تھی۔ اور کسی اچھے آدمی سے شادی کر کے رفیع درجہ حاصل کرنا میرے لئے غیر ممکن نہ تھا لیکن میں نے تمہارے دام محبت میں اسیر ہو کر ان ساری آرزوؤں کو طاق میں رکھ دیا۔ اور اب تم جس کی خاطر میں نے سب کو چھوڑا تم مجھے چھوڑے جاتے ہو۔ انصاف کرو تمہارے اس فعل کا انجام کیا ہوگا؟" یہ کہتے ہوئے پرڈیٹا کی آواز جوش قلب سے متغیر ہوگئی۔ اور اس کے رخساروں کی گلابی رنگت نے سرخی کی صورت اختیار کر لی اور اس کی آنکھوں میں اس قسم کی چمک پیدا ہونے لگی۔ جس کی بدولت اس کے چہرہ کے گرد ایک غیر معمولی منیر ہالہ نظر آتا تھا۔ "انصاف کرو۔ تمہارے اس فعل کا انجام کیا ہوگا؟" اس نے پھر کہا۔ تمہاری بیوی کی حیثیت میں تمہارے پاس رہ کر میں اس بیل کی طرح جو شاخ بلوط سے لپٹ کر تمام خطرات سے محفوظ رہتی ہے۔ تمہاری محبت میں سرشار شب و روز اسی کوشش میں رہتی۔ کہ تمہاری خوشنودی کے حصول کو اپنا ایمان بنا لیتی۔ علاوہ بریں ... کر کے میں بصورت افعال نیک اور پاکباز ثابت ہونے کی

اسی طرح کوشش کرتی۔ جیسا اُس نے شیشہ میں بصورت الفاظ کر چکی تھی۔ اُس حالت میں یا تم میں دنیا کی عورتوں میں میرے برابر وفاداری اور جاں نثاری کی ایک بھی مثال نہ ملتی۔ اور اس طرح پر تمہاری محبت کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ میں نیک اثرات کو قبول کر کے سوسائٹی کا ایک مفید رکن بنتی۔ اور اُس قادر مطلق کو دعا دیتی۔ جس کے ہم سب پرستار ہیں۔ مگر آہ! اب سارے حالات بدل چکے ہیں! اب تم مجھے چھوڑے جاتے ہو۔ تم مجھے اپنے سامنے سے ہٹا دینے کو تیار ہو۔ اور اس بات پر مجبور کرتے ہو کہ میں دنیا کی خوفناک جدوجہد میں تنہا حصہ لوں۔ تم جانتے ہو۔ اس صورت میں میرے حالات اس زمانہ سے بالکل مختلف ہو گئے۔ کہ جب تک میں نے تمہارے لبوں سے محبت کے خوشگوار الفاظ نہیں سنے تھے۔ اور تم نے عشق کی مہلک داستان میرے کانوں تک نہیں پہنچائی تھی۔ اب اگر میں نے اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام قائم رکھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ دنیا مجھے مطلقہ عورت سمجھیگی۔ اور اگر میں نے اپنے آپ کو ایک غیر شادی شدہ عورت ظاہر کیا۔ تو میں شادی کی کسی بہتر تجویز کو منظور کرتے ہوئے ڈرتی رہونگی۔ اور دوسری شادی کے جرم کا خوف ہر وقت میرے سر پر سوار رہیگا۔ چارلس ... پیارے چارلس کیا تم اتنے سنگدل ہو۔ کہ میری گزشتہ خطاؤں کو معاف نہیں کر سکتے؟ خدا کے لئے اس ضد سے باز آکر مجھے پھر اپنے پہلو میں لو۔ میں ایک بامحبت اور وفادار بیوی ثابت ہو کے دکھاؤں۔ اس صورت میں تم مجھے ہمیشہ نیک اور پاکباز پاؤ گے بخلاف ازیں اگر تم نے مجھے علیحدہ کر کے دنیا کے ناہموار اور بے رحم سمندر میں پھینک دیا۔ تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کہ میری تمام امیدیں خاک میں مل جائیں گی میرا مستقبل تاریک ہو جائیگا۔ اور میں ایک بدنام عورت دنیا کے بحر زخار پر ایسی کشتی کی طرح جس کا ناخدا ہو نہ لنگر۔ ڈگمگاتی پھرونگی"

اپنی تقریر کے آخری حصہ میں پرڈیٹا نے جس کی آواز قدرتی طور پر تیز اور مضبوط تھی اُسے بتدریج آہستہ۔ پردرد اور المناک بنا لیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ جس وقت الفاظ کے خاتمہ پر پہنچی۔ تو اس کی تقریر رقت اور اثر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ خود جواب تک بت کی طرح ساکن کھڑی رہی تھی جنبش میں آئی۔ سر کو آگے کی طرف جھکا لیا۔ اس کے بدن میں ہلکا سا خم پیدا ہو گیا۔ اور آخری فقرات کہتے ہوئے اُس نے

دونوں ہاتھ جوڑ لیئے۔

ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ چارلس اس زہرہ وار التجا سے متاثر ہو کر جس کا آغاز ایسے زور دار انداز سے اور انجام اس قدر نرمی اور ملائمت پر ہوا تھا پایۂ استقلال سے گرا چاہتا ہے۔ مگر بیٹے کو شش و پنج میں دیکھ کر مسٹر ہیٹ فیلڈ نے فوراً مداخلت کی۔ اب تک وہ چپ چاپ کھڑا اس عجیب و غریب نظارہ کا مشاہدہ غیر جانبداری سے کر رہا تھا۔ مگر اب اس نے زور دار لفظوں میں کہا۔ "نہیں نہیں! اس طرح کی مصالحت غیر ممکن ہے۔ چارلس یہ بڑا خطرناک فریب ہے۔ خبردار ہو۔ کہیں اس دام تزویر میں نہ پھنس جاؤ۔"

"آپ بجا فرماتے ہیں۔" نوجوان نے فوراً ہی اوسان بحال کر کے کہا۔ "ابا جان کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا۔ کہ وہ زمانہ حال کی سرسی ہے۔ وہ ایک ساحرہ ہے جس کے سحر سے بچنا محال ہے۔ اس کا ثبوت آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔"

یہ الفاظ اس کی زبان ہی پر تھے۔ کہ چشم زدن میں پرڈیٹا کی صورت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ عجز و انکسار کا وہ انداز جو اس نے عارضی طور پر اختیار کر لیا تھا۔ شان سے بعید سمجھ کر ترک کر دیا گیا۔ عارض گلگوں پر تیز سرخی پیدا ہو گئی۔ آنکھوں کی چمک دو بالا ہو گئی۔ پیشانی کی نیلی رگیں پھول گئیں۔ نتھنے حرکت کرنے لگے۔ اور بالائی ہونٹ میں شاہانہ تغیر سے خم پیدا ہو گیا۔ ذرا دیر پیشتر اس کا آواز نہایت مودبانہ تھا۔ لیکن اب آن واحد میں اس نے پھر وہی شاہانہ سطوت اختیار کر لی۔

ایک لمحہ پیشتر وہ نازک اندام عشق میں ڈوبی ہوئی۔ پریم کی متوالی معصوم حسینہ تھی۔ جو عشق کے مندر میں اپنی خطا بخشوانے کے لئے آئی ہو۔ مگر اب باپ بیٹے کے سامنے وہ دفعتاً ایک مغرور اور پر تکبر خاتون بن گئی۔ ویسی ہی پر شکوہ۔ جیسا جونو ملکۂ آسمان کو تصور کرتے ہیں۔ وہ اس انداز سے ایستادہ جیسے جوپیٹر یعنی برق کا دیوتا اگنی بان گرانے کو درست ہو رہا ہے۔

یکا یک وہ کہنے لگی۔ "بہتر تم لوگ مصالحت کے خواہشمند نہیں۔ تو میں بھی تمہیں مگر جنگ منظور ہے۔ آج میں بھی اس کے لئے آمادہ ہوں۔ مگر یاد رکھو۔ وہ ایک نہایت خوفناک جنگ ہوگی۔ جس کا انجام فریقین میں سے ایک کی ہلاکت کے بغیر غیر ممکن ہے۔ جاؤ

تمہیں اختیار ہے مجھے اپنے سے جدا کر دو۔ لوگوں سے کہہ دو۔ میں بدکردار پرڈیٹا ہوں یہ بھی مشہور کر دو۔ میں جیل خانہ نیوگیٹ میں ایک سزایاب عورت کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ غرض جہاں تک تمہارا بس ہے۔ مجھ پر وار کرنے سے دریغ نہ کرو۔ مگر اس سے اس واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔ اور تمہاری بیوی کی حیثیت میں مجھے وائیکونٹس مارسٹن کا قابل فخر لقب حاصل ہے۔"

"بدنصیب عورت! مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔" کس دھوکے میں مبتلا ہو۔ اس معاملہ میں تمہاری حالت چارلس سے مختلف نہیں۔ وہ خود اسی غلط فہمی میں مبتلا تھا۔ مگر جان لو کہ وہ اپنے والدین کی ناجائز اولاد ہے۔"

"نہیں یہ غلط ہے اور تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔۔ تمہارا منشا مجھے غلط فہمی میں مبتلا کر لے گا ہے۔" پرڈیٹا نے زوردار الفاظ میں کہا۔ جن سے اگرچہ استقلال کی بو آتی تھی۔ تاہم باطن میں وہ اس انکشاف سے بے حد متاثر ہو چکی تھی

"افسوس کہ یہ بالکل صحیح ہے"۔ چارلس نے کچھ ایسے تلخ لہجہ میں کہا جس سے پرڈیٹا کی رہی سہی بدگمانی رفع ہو گئی۔

بڑی مشکل سے اس صدمہ کے اثرات کو پوشیدہ کر کے جو اس بیان سے اُسے پہنچا تھا۔ وہ کہنے لگی "خیر اگر میں اپنے آپ کو وائیکونٹس مارسٹن نہیں کہہ سکتی۔ تو کیا۔ اب میں تم دونوں سے بدلہ لونگی۔ کیونکہ چارلس اگر میری ماں ایک سزایاب عورت تھی۔ تو تمہارا باپ بھی تو سزایاب ہے۔ کیا ہوا۔ اگر میں جیل خانہ نیوگیٹ میں پیدا ہوئی تھی۔ تمہارا باپ بھی تو سرکاری جلاد کے ہاتھ سے گذر چکا ہے۔"

"بدبخت! نابکار!" ۔ نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑے جوش سے اس طرح اُس کی طرف بڑھا۔ گویا چاہتا ہے۔ اُسے فرش زمین پر گرا کر پاؤں تلے کچل ڈالے۔ مگر اُس کے باپ نے اُس کے بازو کو اپنی آہنی گرفت میں لے کر اُسے فوراً روک لیا۔ اس اثنا میں پرڈیٹا جہاں کھڑی تھی۔ وہیں ٹھہری رہی۔ کیا مجال ذرا جھجکی۔ یا ایک قدم پیچھے ہٹی ہو۔

ناقابل بیان حقارت کے انداز سے اپنی سرد چمکدار آنکھوں کو اس شخص کی طرف جما کر جس سے ذرا دیر پیشتر اُسے انتہائی محبت تھی۔ اُس نے فقط اتنا کہا۔" بزدل!"

"چارلس!" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے دونوں ہاتھوں سے بیٹے کو مضبوط تھامے ہوئے کہا۔ "خبردار کوئی ایسی حرکت نہ کرنا۔ جس کی وجہ سے یہ عورت تمہیں ملامت کر سکے۔ میں اس کی زبانی اپنے متعلق اس قسم کے الفاظ سننے کے لئے پہلے ہی تیار تھا۔ مگر والد کیا اندھیر ہے۔ کہ یہ عشوہ فروش عورت میرے منہ پر اس قسم کی باتیں کرے"۔ نوجوان نے جس پر بیہوشی سی طاری ہونے لگی تھی۔ آہستگی سے کہا۔ پرڈیٹا کے الفاظ جو اس نے اس کے باپ کی نسبت کہے تھے۔ اب تک اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ اور اس نے ان الفاظ کی وجہ سے اپنے باپ کا چہرہ زرد ہوتے دیکھا تھا۔

"چارلس تم اپنے جوش کو دباؤ" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اسے ایک نشست کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اور پھر پرڈیٹا کی طرف مڑ کر اس سے کہنے لگا۔ "میڈم ایک دوسرے کو صلواتیں دینے یا برا بھلا کہنے سے کچھ حاصل نہیں۔ مناسب یہ ہے۔ کہ اس ناگوار معاملہ کو خالص کاروباری طریق پر طے کیا جائے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم کوئی ایسا فیصلہ کر لیں۔ جو فریقین کے واسطے مناسب اور اطمینان بخش ہو۔ اور جس کی بنا پر آج سے تمہارے اور میرے بیٹے میں علیحدگی ہو جائے"۔

وہ کہنے لگی۔ "مجھے اس میں اعتراض نہیں۔ کیونکہ اس کو ایک کمزور عورت پر ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر میرے دل میں اس کے خلاف نفرت سے بھی زیادہ حقارت کا احساس پیدا ہو چکا ہے"۔

"حالانکہ دو منٹ پیشتر" چارلس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا "تم یہ کہہ رہی تھیں۔ کہ میں تمہارے دل کا مالک ہوں۔ اچھا ہوا تم نے مجھ سے نفرت کا اظہار کر دیا۔ کیونکہ اس کے بغیر شاید میرے دل میں تم سے جدا ہونے کا افسوس رہ جاتا"

پرڈیٹا حقارت آمیز طریق پر مسکرائی۔ مگر اس نے جواب نہ دیا۔

"چارلس تم اس سوال کو میرے سپرد کر دو" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ اور پھر اپنے بیٹے کو دوبارہ کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر اس نے پرڈیٹا سے مخاطب ہو کر جواب تک آتشدان کے قریب کھڑی تھی۔ کہا۔ "میڈم تمہیں معلوم ہو چکا۔ کہ وہ بلند امیدیں جو تمہارے شوہر کے سینہ میں موجود تھیں۔ اور وہ راحت بخش خواب جنہیں تم دونوں دیکھ رہے تھے۔ میرے آج کے انکشاف سے خاک میں مل گئے

ہیں۔ یہ ایک خوفناک راز تھا جس کا اظہار میں نے بحالت مجبوری کیا ہے یعنی چارلس کے ناجائز اولاد ہونے کا۔ نہ وہ اس وقت وائکونٹ مارسٹن ہے۔ نہ کبھی ارل آف ایلنگھم ہو سکتا ہے۔ وہ اب بھی سادہ چارلس ہیٹ فیلڈ ہے۔ اور غالباً ہمیشہ اس طرح رہیگا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم اب مسز ہیٹ فیلڈ ہو اور آئندہ بھی یہی کہلاتی رہوگی۔ کیونکہ نہ تم اب وائیکونٹس مارسٹن ہو۔ اور نہ آئندہ تمہارے کونٹس آف ایلنگھم بننے کا امکان ہے۔ اگر تمہیں اس کے ثبوت کی ضرورت ہو۔ تو میں وہ بھی مہیا کر سکتا ہوں۔ کیونکہ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ کہ چارلس اپنے ذہن میں کسی طرح کے غلط خیالات لئے ہوئے ہے۔ میں نے یہاں آنے سے پیشتر ضروری دستاویزات ساتھ لے لی تھیں ؟ چنانچہ اس نے جیب سے پاکٹ بک نکالتے ہوئے کہا۔ " یہ اس شادی کا سرٹیفکیٹ ہے۔ جو میں نے لیڈی جارجیانہ ہیٹ فیلڈ کے ساتھ کی تھی۔ اس کی تاریخ سے خود اندازہ کر سکتی ہو۔ کہ شادی کے بعد چارلس کی ولادت عملی طور پر غیر ممکن ہے ؟

یہ کہتے ہوئے مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنی آواز کو بہت دبا لیا۔ تاکہ اس کے الفاظ کو صرف پرڈیٹا سن سکے۔ کیونکہ جو باتیں وہ بیان کر رہا تھا۔ وہ نہایت رنجدہ تھیں۔ اگرچہ وہ موجودہ حالات میں انہیں بیان کرنے پر مجبور تھا۔

پرڈیٹا نے جلدی سے اس سرٹیفکیٹ پر نگاہ ڈالی۔ اور پھر اپنی پریشانی کو دبانے کے ناقابل ہو کر غصہ سے ہونٹ کاٹا۔ کیونکہ اس دستاویز کے مطالعہ نے اس کے شوہر کے ناجائز اولاد ہونے کے سوال کو قطعی طور پر طے کر دیا۔ سرٹیفکیٹ کو دیکھ کر اُسے معلوم ہو گیا۔ کہ میں نے اس شادی کے ذریعہ کوئی رتبہ امارت حاصل نہیں کیا۔ بلکہ میری شادی ایک گمنام نوجوان کے ساتھ ہوئی ہے۔ جو گذارہ کے لئے بھی اپنے والدین کا دست نگر ہے۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔" اب تم اس بات کا فیصلہ کر سکتی ہو۔ آیا تم اپنے آپ کو چارلس ہیٹ فیلڈ کی بیوی مشہور کرنا پسند کرو گی۔ یا اپنا کنوارا نام یا کوئی اور نام جو تمہیں پسند ہو۔ اختیار کرنا تاکہ اس افسوسناک شادی کا واقعہ کسی طرح پوشیدہ رہ سکے ؟

پرڈیٹا چند منٹ تک چپ چاپ کھڑی سوچتی رہی۔ اس کے بعد ان آنکھوں کو جن کی چمک اب نسبتاً دھندلی اور کمزور ہو گئی تھی۔ مسٹر ہیث فیلڈ کے چہرہ پر اس انداز سے جما کر گویا وہ اپنے سوال کے جواب کو اس کے بشرہ سے معلوم کرنا چاہتی ہے۔ کہنے لگی "بہتر ہو تم ان دونوں صورتوں کی شرطیں بھی بیان کر دو۔"

مسٹر ہیث فیلڈ نے بڑے سکون کے ساتھ جواب دیا "میری شرطیں یہ ہیں کہ اگر تم نے اپنے آپ کو میرے بیٹے کی بیوی ظاہر کیا۔ تو میں انگلستان کی عدالتوں میں ضروری کارروائی عمل میں لا کر اسے تم سے طلاق دلوانے کی فکر کروں گا۔ اور اس صورت میں اگر تم ایک پینی کا چوتھا حصہ بھی گذارہ کے لئے مانگو۔ تو میں نہیں دوں گا۔ خواہ تم فاقہ کشی کی حالت میں کیوں نہ ہو۔"

"کس شان کی تقریر ہے" پرڈیٹا نے شاہانہ حقارت کے ساتھ کہا "مگر تم نے یہ نہیں سوچا۔ کہ ایسی عدالتی کارروائی سے تمہاری ذات اور خاندان کی نسبت سارے خوفناک اسرار کا دنیا بھر کے روبرو ظاہر ہونا بھی یقینی ہے۔ کیونکہ یہ تو عملی طور پر بعید از امکان ہے۔ کہ تم مجھے قتل کر دو۔ اور میں تمہیں قابل معافی سمجھتی رہوں۔ نہیں جیسا کہ میں نے پیشتر کہا۔ اگر تم نے جنگ پر ہی آمادگی ظاہر کی۔ تو وہ ایسی خوفناک جنگ ہوگی۔ جس کا انجام فتح یا موت ہوتا ہے۔ اور جس میں انسان اپنی ذہانت سے کام لیکر فریق ثانی سے انتقام لینے کی ہر ممکن تدبیر سوچتا ہے۔"

مسٹر ہیث فیلڈ نے سکون کے لہجہ میں کہا "میں نے ان باتوں کو سوچ لیا ہے۔ اور میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ اپنے بیٹے کو محفوظ رکھنے کی خاطر مجھے کتنی ہی بدنامی یا ذلت برداشت کرنی پڑے منظور ہے۔"

"خیر مگر وہ دوسری شرط کیا ہے؟" پرڈیٹا نے ظاہر میں سکون قائم رکھتے ہوئے کہا۔ اگرچہ اپنے دل میں وہ جان رہی تھی۔ کہ اب تک کامیابی ہر لحاظ سے فریق ثانی ہی کو حاصل ہے۔ اور مجھے حالات پیش آمدہ میں بہترین شرطیں منوانے پر اکتفا کرنا چاہئے۔

مسٹر ہیث فیلڈ نے جواب دیا "دوسری شرط یہ ہے۔ کہ تم ایک دستاویز پر یہ لکھ دو۔ کہ میں کبھی اپنے آپ کو چارلس ہیث فیلڈ کی بیوی ظاہر نہ کروں گی۔ میں کبھی

اُسے وقف نہ کروں گی۔ نہ کبھی انگلستان کو واپس آؤنگی مطلب یہ کہ تم براعظم یورپ کے کسی ملک میں سکونت رکھتے ہوئے اس نامبارک شادی اور میری ذات اور خاندان کی نسبت کامل خاموشی اختیار کئے رکھو۔ اگر تم اس قسم کی تحریر دینے پر آمادہ ہو۔ تو میں ایک ہزار پونڈ نقد پیش کرنے کے علاوہ پانسو پونڈ سالانہ کا وظیفہ اُس وقت تک جاری رکھوں گا۔ حتیٰ کہ تمہاری طرف سے اس معاہدے کی خلاف ورزی نہ ہو"۔

"اور بالفرض تمہارا اس عرصہ میں انتقال ہو جائے"؟ رڈیلانے جواب بڑی سرد مہری اور سکون کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ جس سے مسٹر ہیسٹ فیلڈ یہ معلوم کرنے سے قاصر رہا۔ کہ اس کی دوسری شرط کا اُس کے دل پر کیا اثر ہوا۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر بولی۔ "جب تم اس معاملہ کو کاروباری پہلو سے طے کرنا چاہتے ہو۔ تو لازم ہے اس کے سبھی پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جائے"۔

"درست ہے"۔ اُس نے جواب دیا۔ "اس صورت میں میں اس مطلب کی وصیت چھوڑ جاؤں گا۔ کہ میرے وارث تمہارا وظیفہ ایک خاص فنڈ سے جو اسی مطلب کے لئے مخصوص ہوگا اس وقت تک ادا کرتے رہیں جبتک کہ تمہاری طرف سے خلاف معاہدہ کوئی حرکت نہ ہو"۔

"مگر کیا اس میں یہ شرط بھی درج ہوگی۔ کہ اگر میں نے تمہارے بیٹے کو دق نہ کیا۔ تو وہ بھی مجھے کبھی دق کرنے کی کوشش نہ کرے گا؟"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکا"۔ مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے سخت متعجب ہو کر کہا۔

"میرا مطلب یہ ہے"۔ رڈیلا نے آہستگی سے چچے تلے لفظوں میں کہنا شروع کیا۔ تاکہ اس کے الفاظ یا ان کے معانی کی نسبت کسی طرح کا مغالطہ نہ ہو۔ "میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر میں نے از سر نو مس ڈنسٹر لہرڈنگ یا مس [illegible] یا کوئی اور نام اختیار کر لیا۔ اور اس صورت میں مجھے شادی کرنے کا اچھا موقع ملا۔ اور میں نے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔۔۔۔ یعنی میں نے کسی صاحب ثروت شخص سے دوسری شادی کر لی۔ تو تمہارے بیٹے کی طرف سے مجھے افشائے راز کا احتمال تو نہ ہوگا؟"

"واہ۔ اسے کیا پڑی ہے کہ تمہیں دق کرنے کے لئے افشائے راز کرتا پھرے۔" مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے کہا۔ "میری تو سب سے بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ تم دونوں ایک الگ اقرار نامہ

لکھ لو۔ جس کے رو سے ایک کو دوسرے پر تعلقات زناشوئی کا کوئی دعوے نہ رہے۔ اس طرح پر اس ملعون۔۔ مصیبت خیز شادی کا خاتمہ ہو سکے"۔

پرڈیلکے بالائی لب پر انداز حقارت سے ہلکا سا بل پڑ گیا۔ اور وہ کہنے لگی بیہ صاحب ابھی تم اپنے بیٹے کو صبر و سکون کی تلقین کر رہے تھے۔ مگر اب خود غیر ضروری جوش کا اظہار کرنے لگے ہو۔ ہمارا فیصلہ یہ تھا۔ کہ اس معاملہ کو خالص کاروباری پہلو سے طے کیا جائے اور لازم ہے کہ ایسا ہی ہو"۔

"درست کہتی ہو۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جو اس مکالمہ کے دوران میں پرڈیٹا کے ساتھ مسنوعی سطحی اخلاق سے پیش آتا رہا تھا کہا۔ میں اپنی اس غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ میں نے بے جا اظہار جوش کیا۔ اور اس کے لیے تم سے معافی چاہتا ہوں۔ بہر حال جو کچھ ہے کہنا تھا۔ کہا جا چکا۔۔"۔

"اور میں نے تمہاری پیش کردہ شرطیں منظور کر لیں"۔ پرڈیٹا نے کہا۔ "فی الحقیقت میری دلی خواہش ہے کہ اس رنجدہ سین کا جلد تر خاتمہ ہو"۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ بولا۔ "بس اب چند منٹ کے عرصہ میں خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ مہربانی سے سامان تحریر لا دیجئے۔ میں خود جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہاں سے رخصت ہونا چاہتا ہوں"۔

پرڈیٹا نے امیرانہ انداز سے سر کو خم دیا۔ اور پھر اس کمرہ سے رخصت ہوئی۔ مگر کسی جلدی یا گھبراہٹ میں نہیں بلکہ اس رعنائی کے ساتھ معین قدم اٹھاتے ہوئے گویا وہ کسی معاملہ تجارت کو طے کرنے جا رہی ہے۔ نہ کہ ایک مغلوب شخص کی طرح شکست کی شرطیں تسلیم کرنے اس کے چلے جانے پر دروازہ بند ہوا۔ تو مسٹر ہیٹ فیلڈ اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "اس عورت کی صنعت میں عجیب شان ایزدی نظر آتی ہے۔ دیکھئے یہ ایسی خوبصورت اور خصلت میں اس قدر ذلیل۔ اگر وہ اتنی نیک اور پاک بھی ہوتی۔ جس قدر خوبصورت ہے۔ تو میں اسے عورت نہیں فرشتہ تصور کرتا"۔

چارلس جو صبح کے واقعات اور انکشافات سے بالکل پژمردہ خاطر اور پریشان نظر آتا تھا۔ کہنے لگا۔ "پیارے والد اب آپ کم از کم ایک حد تک اس جنون عشق کے اسباب کو سمجھ سکتے ہیں۔ جو مجھ پر اس حسینہ کے لئے طاری تھا۔ حسن و شر انگیزی میں اس کا ثانی نہ کبھی دنیا میں پیدا ہوا۔ اور نہ شاید کبھی ہو گا"۔

میری رائے میں بہتر ہوگا۔ کہ تمہیں اس وقت کے بھلک اثر سے دور ہی رکھا جائے۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ جس وقت وہ واپس آجائے۔ تو تم نے اپنے کمرہ میں جاکر میرے ہمراہ واپس چلنے کے لئے رخت سفر باندھنے کی تیاری شروع کر دینا۔"

چارلس کہنے لگا۔ "ابا جان آپ یہ خیال کریں۔ کہ میں اپنی طرف سے ذرا سی تاخیر بھی عمل میں نہ آنے دوں گا۔ مجھے اُن کاغذوں کا خیال لگا ہوا ہے۔ کیا وہ انہیں واپس دے دیگی؟"

"یقیناً۔" اس کے باپ نے جواب دیا۔ "تم نے نہیں دیکھا۔ کہ اگرچہ اس نے اپنے آپکو مغرور اور متکبر ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ تاہم اسے ان واقعات کا صدمہ بہت سخت ہوا ہے۔"

عین اس وقت دروازہ کھلا۔ اور پرڈیٹا سامان نوشت ہاتھ میں لئے واپس آئی۔ اُس کے چہرہ پر اگرچہ سرخی موجود تھی۔ بطور اس لحاظ سے وہ ذرا دیر پہلے کی بے باک صورت کے مقابلہ میں مختلف حالت میں تھی۔ تاہم اس کے بشرہ سے اس کے خیالات کا اندازہ کرنا مشکل اور اس کی صورت سے اُن جذبات کو معلوم کرنا غیر ممکن تھا۔ جو اس کے سینہ میں پیدا ہو رہے تھے۔

اُس کا قدم اب بھی آہستگی اور شان کے ساتھ اُٹھتا تھا۔ اس کے انداز سے اب بھی رعنائی برستی تھی۔ چنانچہ جس وقت میز کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اس سنہری روشنی سے گذر رہی جو کمرہ میں داخل ہو رہی تھی۔ تو اس کے سپید لباس کی حرکت نے اس کے خرام ناز کی شان کو دوبالا کر دیا۔

خوشنما پپوٹوں کے نیچے سے جن پر سیاہ پلکیں اُگی ہوئی تھیں۔ اس کی جھکی ہوئی نگاہیں بظاہر اس خوشنما قلمدان کی طرف لگی تھیں۔ جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ مگر اس نے تیزی سے ایک نظر مسٹر ہیٹ فیلڈ کی طرف ڈال کر تیر نگاہ کا تیز وار اپنے شوہر پر کیا جو اپنی جگہ سے اُٹھ کر آتشدان کے قریب کھڑا تھا۔

تعدد اثرات استعجاب کے ماتحت یا شاید اسی عظیم محبت کے تقاضے سے جو اس کو ذرا دیر پہلے تک اس حسینہ سے تھی۔ خود چارلس ہیٹ فیلڈ نے بھی جھکی ہوئی آنکھوں سے پرڈیٹا کی طرف دیکھا۔ اگرچہ ظاہر تھا اس نے اپنی نگاہیں دیکھنے کی طرف سے ہی جھکا

رکھیں۔ ایسے حالات میں دونوں کی نگاہ کا ملنا یقینی تھا۔ مگر جس وقت ایسا ہوا۔ تو چارلس کے چہرہ پر سرخی چھا گئی۔ اور وہ اس خیال سے اپنے دل میں شرمسار اور محجوب ہوا۔ کہ میں نے اہتمام کی کمزوری کا اظہار کیا۔

مگر دوسری طرف پرڈیٹا کے سرخ لبوں پر ہلکی اور ایسی خفیف مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ جسے صرف اُس کا شوہر ہی دیکھ سکتا تھا۔ مگر چارلس کے باپ نے اسے بالکل معلوم نہیں کیا۔ اُس وقت پرڈیٹا اپنے دل سے کہنے لگی کہ بے شک تم اب مجھ سے نفرت کرتے ہو۔ لیکن میرے حسن کی یہ تاثیر ہے۔ کہ وہ اس آتش الفت کی بجھتی ہوئی چنگاریوں کو تازہ کر سکتی ہے۔ جو کبھی تمہارے سینے میں مشتعل رہتی تھی۔"

یہ واقعہ جسے فریقین کے عجیب ترین جذبات کا خاموش اظہار کہنا چاہیئے۔ چند منٹ کے لئے ظہور میں آیا۔ اُس کے بعد پرڈیٹا نے قلمدان میز پر رکھ دیا۔ اور چارلس کمرہ سے رخصت ہونے کے لئے مڑا۔

بظاہر اپنے شوہر کی رخصت کو نظر انداز کرتے ہوئے کیونکہ اس عجیب الخصلت عورت کے جذبات تکبر اس درجہ تیز تھے۔ کہ جس حالت میں کسی اوسط درجہ کی عورت کو اپنی بدقسمتی پر پشیمانی اور ندامت ہوتی۔ وہ بالکل لاپرواہی و شرہیٹ فیلڈ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ "لیجئے ریمان نوشت موجود ہے۔"

اس عشوہ گر میں اس بات کی باخبری کہ میرا حسن فرشتوں سے بھی زیادہ تابناک ہے۔ اس شرم اور ندامت کے احساس کو جو اس کے دل میں زمانہ گذشتہ کی کمزوریوں کا راز ظاہر ہونے سے پیدا ہونا لازم تھا۔ مغلوب کرنے والی ثابت ہوئی اور اس بات کا علم کہ میں انتہا سے زیادہ خوبصورت ہوں۔ اس کی نگاہوں میں گذشتہ خطاؤں اور کمزوریوں کو پس پشت ڈالنے کا موجب بنا۔ وہ اُلٹا اپنے دل میں یہ سوچ کر خوش ہو رہی تھی۔ کہ میرے خصائل پوری عریانی میں دنیا کے روبرو ظاہر ہو جائیں۔ تو بھی کیا فکر ہے۔ میری کمزوریاں ظاہری حسن کے زیر اثر ضرور دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہیں گی۔ یہی وجہ تھی کہ اُس شوہر کی موجودگی میں جس کے سامنے اس کے تمام راز فاش ہو چکے تھے۔ اور اس شوہر کے خشمگین باپ کی حاضری میں جس نے اُسے بے نقاب کیا تھا۔ پرڈیٹا کے غرور حسن نے اس کی اس شان نمود کو قائم رکھا۔ جس کا

ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ پرڈیٹا ہرگز ایسی عورت نہ تھی جو اپنی کمزوریوں کے ظاہر ہو جانے پر آنسو بہاتی۔ یا رحم کی خواستگار ہوتی۔ شرمندگی اور پشیمانی کا اظہار کرتی۔ یا دو زانو ہو کر دشمنوں سے رحم کی طالب بنتی۔ یہ باتیں وہ صرف ایک صورت میں کر سکتی تھی۔ یعنی یہ کہ اُسے کوئی خاص مدعا حاصل کرنا۔ یا کوئی خاص فائدہ اٹھانا مقصود ہوتا۔ اُس صورت میں وہ اگر چاہتی۔ تو اپنے فطری تکبر کو انتہائی نرمی اور ملائمت اور عجز و انکسار کے پردہ میں چھپا سکتی تھی۔

مگر یہ جملہ معترضہ تھا۔ جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا۔ وہ سامان نوشت میز پر رکھ کر کہنے لگی " لیجیے یہ چیزیں موجود ہیں " اور پھر ایک کرسی میز کے قریب کھینچ کر بڑے پر سکون کے ساتھ پُر وقار انداز سے اُس شخص کی حیثیت میں بیٹھ گئی۔ جو اس بات کو سمجھتا اور محسوس کرتا ہو۔ کہ مجھے ایک اہم معاملہ تجارت کو طے کرنا ہے۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ ازرہ اخلاق سر کو خم دیکر خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور وہ مسودہ تیار کرنے لگا جس میں وہ شرطیں داخل تھیں۔ جن کا ذکر پیشتر کیا گیا۔ اور جنہیں پرڈیٹا نے منظور کر لیا تھا۔

جب تک مسٹر ہیٹ فیلڈ لکھنے میں مصروف رہا۔ پرڈیٹا اس انداز سے اُس کی طرف دیکھا کی۔ گویا وہ اُس کے ہاتھ کی جنبش اور قلم کی حرکت سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہے۔ کہ وہ کیا لکھ رہا ہے۔

آخر دستاویز کی تحریر ختم ہوئی۔ اور مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اُسے مطالعہ کی غرض سے پرڈیٹا کے روبرو پیش کیا۔ جب وہ اُسے پڑھ رہی تھی۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنی جیب سے پاکٹ بک نکالی۔ اور ایک ایک سو پونڈ کے دس نوٹ گن کر میز پر رکھ دئے۔

پرڈیٹا اس پر دستخط کرنے کے لئے قلم اٹھاتے ہوئے کہنے لگی " مجھے اس تحریر کے خلاف کوئی عذر نہیں "

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا " اس صورت میں وہ رقم جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ موجود ہے اور میں خود اس مطلب کی تحریر دینے کو تیار ہوں۔ کہ میں وظیفہ کی وہ رقم جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ہمیشہ پابندی اوقات پر بھیجتا رہوں گا۔"

پرڈیٹا نے سرد مہری سے سر تسلیم خم کیا۔ اور مسٹر ہیٹ فیلڈ نے دیکھتے دیکھتے دوسرا کاغذ بھی لکھ ڈالا۔

"اب میں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم وہ تمام نجی کاغذات واپس دے دو جنہیں میرے بیٹے نے بغرض حفاظت تمہارے سپرد کر رکھا تھا۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔

پرڈیٹا جو اس مطالبہ کے لئے پہلے ہی تیار تھی۔ اور جو سمجھتی تھی۔ کہ انکار سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بلا تامل کہنے لگی "وہ کاغذات اسی قلمدان کے بالائی خانہ میں بند ہیں۔ نکال لیجئے۔"

اس کے بعد اس نے اس تحریر پر دستخط کر دئے۔ مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اپنی پرانی دستاویزات کو غور سے دیکھا۔ تاکہ معلوم ہو۔ ان میں کوئی کاغذ گم تو نہیں۔

ہر طرح اطمینان کر کے اس نے روپیہ اور اپنی طرف سے لکھا ہوا اقرار نامہ پرڈیٹا کو دیدیا۔ اور اس طرح پر یہ عجیب و غریب معاملہ طے ہوا۔

پرڈیٹا کہنے لگی "اب میں چند الفاظ اور کہنا چاہتی ہوں۔ گو وہ ایسے نہیں ہیں جن سے کسی ناخوشگوار واقعہ کی یاد تازہ ہو۔ ان کا تعلق صرف میری ذات سے ہے میں پہلے کہہ چکی ہوں اور پھر زوردار لفظوں میں بیان کرتی ہوں۔ کہ میری ماں اس جرم سے سراسر بے قصور ہے۔ جس کے الزام میں اسے گرفتار کیا گیا ہے۔ تاہم اس کے زیر حراست آنے کے سلسلہ میں تحقیقات ہونا اور اس کا نام زیر بحث آنا یقینی ہے۔ ان حالات میں میں سمجھتی ہوں۔ کہ میرے لئے بہتر ہوگا۔ میں اپنا نام بدل لوں۔ کیونکہ وہ نام میں بہر حال زندہ نہیں کر سکتی۔ جو شادی کی بدولت مجھے حاصل ہوا۔ پس اگر میں نے اس قسم کی کارروائی کی۔ تو میں اس کی اطلاع تمہیں ایک خط کے ذریعہ دیدونگی۔"

"بیگم میں اس قطع کلام کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ لیکن میری ہرگز یہ خواہش نہیں۔ کہ میں آج کے بعد تمہارے متعلق کسی قسم کی تفصیلات سے خبردار ہوتا رہوں۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے جواب دیا "سہ ماہی کے بعد تم کسی ساہوکار کی معرفت خواہ تم دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو۔ مجھ سے وظیفہ کی مقررہ مقدار طلب کر لیا کرنا اور میری طرف سے تمہیں اختیار ہے۔ کہ ایک نام چھوڑ کر باقی جو نام تمہارے جی میں آئے

اختیار کرلو۔ میں سمجھ لیا کروں گا۔ کہ وہ منڈی تمہاری ہے۔ اور اطمینان رکھو۔ اُس کی رقم ادا کرنے میں کبھی تاخیر نہ ہو گی۔"

"بس تو ہمیں اب ایک دوسرے سے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔" پرڈیٹا نے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے باریک کاملہ دوپٹے کو اس انداز سے درست کیا۔ کہ اُس خوشنما بدن کے تمام خط و خال کی موزونیت نمودار ہو گئی۔

مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے پھر انداز تسلیم سے سر جھکایا۔ اور کہنے لگا۔" میری کھلائے میں کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ تم اُس وقت تک یہیں ٹھیرو۔ جب تک میرا جہاز سفر کی تیاری کر رہا ہے۔"

"اوہ! مجھے اس میں عذر نہیں۔" نوجوان عورت نے اندازِ حقارت سے ہونٹ کو بل دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر کہنے لگی۔" صاحب یہ خیال نہ کیجئے۔ کہ میں اُسے دوبارہ اپنے قبضہ میں لانے کے لئے کسی طرح کی چالبازی کروں گی۔ اگرچہ میں اس بات کو پورے طور پر محسوس کرتی ہوں کہ اگر میں چاہوں تو اب بھی اُسے اپنے قدموں میں دوزانو کرا سکتی ہوں۔"

یہ الفاظ اُس نے کہے تھے۔ کہ خادمہ روزالی کمرہ میں داخل ہو کر مسٹر ہیسٹ فیلڈ سے کہنے لگی۔" میرے آقا نچلی منزل میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

خادمہ جس نے واقعات پیش آمدہ سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ کوئی غیر معمولی سانحہ پیش آیا ہے۔ اگرچہ وہ اس کی نوعیت سے بالکل بے خبر اور اس وجہ سے سخت پریشان تھی۔ یہ پیغام پہنچاتے ہی کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اور اب جو مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے پرڈیٹا کی طرف نگاہ کی۔ جو مصنوعی اخلاق سے سلام کر کے رخصت ہو رہی تھی۔ تو اُس نے دیکھا۔ کہ اُس کا چہرہ پھر سنگِ مرمر کی طرح سپید ہو گیا ہے۔

اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت جب یہ یقین اُس حسینہ کے دل میں جاگزیں ہوا۔ کہ چارلس حقیقت میں ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔ تو دل میں کسک پیدا ہوئی۔ اس لئے کہ اُس سے خود پرڈیٹا کو بے حد محبت تھی۔ وہ پہلا شخص تھا۔ جس کے ساتھ اس نے سچا اظہار عشق کیا۔ چند منٹ کے لئے اُسے ایسا محسوس ہوا

کہ اس کے لئے میرے دل میں پہلے سے دس ہزار گنا زیادہ محبت پیدا ہوگئی ہے مگر یہ ایک عارضی کمزوری تہی۔ جو فوراً ہی اس کے ملنے سے رخصت ہو گئی۔ اس کی نخوت پھر عود کر آئی۔ اور اس خیال نے بہی اُسے تسلی دی۔ کہ اس کے ساتھ تعلق ہو جانے سے مجھے اتنا نقد روپیہ مل گیا ہے۔ جو میری فوری ضروریات کے لئے ہر طرح کافی ہوگا۔ اور باقی عمر کے لئے وظیفہ کی ایک معقول رقم ملتی رہے گی۔

اس استدلال کے زیر اثر مسٹر ہیٹ فیلڈ کے کمرہ کے دروازہ تک پہنچتے پہنچتے اُس حسینہ کے رخساروں پر پھر سرخی چھا گئی۔ اس کے چہرہ پر فاتحانہ آثار نمودار ہو گئے۔ اور اپنی موجودہ حالت کا مقابلہ اُس وقت کی حالت سے کرتے ہوئے جب اس نے اول مرتبہ سرزمین یورپ میں قدم رکہا تہا۔ وہ دل سے کہنے لگی یہ سب کچھ میرے لازوال حسن کا کرشمہ ہے۔

باب ۱۵۳ مسٹر ہیٹ فیلڈ کا بیان

مسٹر ہیٹ فیلڈ نیچے اُترا۔ تو چارلس ہوٹل کے قہوہ خانہ میں اُس کا منتظر تہا چنانچہ ایک گہوڑے کی کرایہ گاڑی میں سوار ہو کر جس میں مسٹر ہیٹ فیلڈ اس ہوٹل تک آیا تہا۔ وہ دونوں اس ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے۔ جس میں اول الذکر مقیم تہا اور جو پلیس وِنڈوم میں واقع تہا۔

دن کے گیارہ بج چکے تھے۔ کیونکہ جن واقعات کا ذکر ہم نے گذشتہ دو ابواب میں کیا۔ وہ پورے دو گہنٹوں میں ختم ہوئے تہے۔ اور ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اس ذرا سے عرصہ میں کتنے حیرت خیز انکشافات ہوئے۔ کیسی عظیم تبدیلیاں ظہور میں آئیں کس قدر نئے جذبات پیدا ہوئے۔ اور کتنے خوشگوار خواب فنا ہو گئے۔

مگر ہستی انسانی میں ہمیشہ اسی طرح دیکھنے میں آتا ہے۔ اور بارہا دو گہنٹوں کی بجائے دو منٹ کے عرصہ میں راحت انسانی کی بہترین عمارات جو میدان تخیل یا دائرہ حقیقت میں تیار ہوئی ہوں۔ خاک میں مل جاتی ہیں۔

پلیس وِنڈوم والے ہوٹل میں پہنچ کر باپ بیٹا اس کمرہ میں گئے۔ جس میں اول الذکر

کا اسباب رکھا تھا۔ اور چارلس اس انداز سے ایک صوفہ پر بیٹھ گیا۔ گویا صبح کے واقعات نے اُسے حد سے زیادہ تھکا دیا ہے۔

مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے بیٹے سے اُن واقعات کا ذکر کیا۔ جو اُس کے کمرہ سے چلے جانے کے بعد اُس میں اور پرڈیتا میں ظہور میں آئے تھے۔ اور اگر چارلس کو اس قسم کی پریشانی میں جیسی اُس وقت لاحق تھی۔ کسی طرح کی خوشی حاصل ہونا ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ تو یہ جان کر حاصل ہوئی۔ کہ سارے خاندانی کاغذات بحفاظت اُس کے باپ کے قبضہ میں آگئے ہیں

مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے اپنا بیان ختم کرتے ہوئے کہا۔ "اب آئندہ ان کاغذات کی وجہ سے ہمیں کسی قسم کی پریشانی نہ ہوگی۔ کیونکہ میں آج ان کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا چاہتا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے اُس نے گھنٹی بجائی۔ اور خادم کو ایک جلتی ہوئی شمع لانے کا حکم دیا

اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور جب نوکر شمع کمرہ میں رکھ کر واپس چلا گیا۔ تو مسٹر ہیسٹ فیلڈ نے ساری دستاویزات کو انگیٹھی میں ڈال کر انہیں آگ لگا دی۔ جس وقت وہ بیش قیمت کاغذات جو اپنے اندر رتبہ ارل کے حصول کی طاقت رکھتے تھے۔ جل کر خاک ہو رہے تھے۔ باپ بیٹا ان کی طرف نگاہ غور سے دیکھتے رہے۔ اگرچہ دونو کے جذبات میں عظیم اختلاف تھا۔ کیونکہ چارلس تو ان کاغذات کو تلف ہوتے دیکھ کر جنہوں نے اس کی خواہشات کو رفعت آسمانی پر پہنچا دیا تھا۔ سرد آہیں بھر رہا تھا۔ اور مسٹر ہیسٹ فیلڈ ان کے نابود ہو جانے پر پورے طور سے مطمئن تھا

یکایک وہ فاتحانہ لہجہ میں کہنے لگا "اب دنیا میں کوئی شخص میرے بھائی کے رتبہ امارت اور اس عظیم الشان جائداد پر جو بجا طور پر اسے حاصل ہے۔ کبھی اعتراض نہ کر سکیگا"

پھر وہ اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر پرسکون لہجہ میں بولا "چارلس! تم یہ خیال نہ کرنا۔ کہ ان کاغذات کے اتلاف سے مجھے کسی طرح کا رنج پہنچا ہے۔ یہ آگ جو ان کاغذات کو جلا رہی تھی بجھ چکی ہے۔ اور اب ان دستاویزات کی بجائے صرف راکھ کا ڈھیر باقی ہے لیکن مجھے اس کا ذرا افسوس نہیں۔ کیونکہ میں نے از خود بھائی کو ضرر پہنچانے یا اس سے بدسلوکی کرنے کے ذریعہ کو تلف کر دیا ہے۔ جس کے احسانات مجھ پر بے شمار ہیں۔ بہر حال اس ذکر کو طول دینا لاحاصل ہے۔ اور چارلس اب تم اُس مبارک تعلق کی نسبت جو تمہارا ان عورتوں کے ساتھ قائم ہوا۔ سارے حالات اس قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرو۔ جن کی تمہاری [illegible]

ذہنی حالت اجازت دے سکتی ہو۔ تاکہ تمہیں اُن کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہو۔ انہیں عمل میں لایا جائے۔ یہ بات تمہیں ہر حال پیش نظر رکھنی چاہئے۔ کہ اگرچہ ہم نے ان مدفونیں سے میلی سے نجات حاصل کرلی ہے۔ تاہم ماں کا سوال ابھی تک باقی ہے اور وہ بجائے خود بہت سی ایسی باتوں سے خبردار ہے۔ جن کا انکشاف ہمیں منظور نہیں۔

چارلس نے باپ کے حکم کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی۔ اور وہ تمام حالات بیان کئے۔ جن کا تعلق اُس کی اُن عورتوں سے ملاقات سے تھا۔ یعنی کس طرح مسز فشر ہارڈنگ اُس سے بازار میں ملی۔ اور اُس نے پُراسرار گفتگو کے ذریعہ اُسے اپنے ساتھ سنک سٹریٹ تک چلنے پر آمادہ کیا۔ پھر کیونکر وہاں اُسے پرڈیتا کے کمرہ میں پہنچایا گیا۔ اور بعد ازاں ایک اور موقعہ پر مسز فشر ہارڈنگ نے اس کے بعض خاندانی امور کا ذکر ایسے طریقہ پر کیا۔ جس سے اس کو یقین ہوگیا۔ کہ اس عورت کو جیسی میری لینڈ کے گذرے ہوئے حالات کی بدولت ہمارے خاندان کی نسبت غیر معمولی واقفیت حاصل ہے۔

ساری کیفیت سنکر مسٹر ہیٹ فیلڈ نے استفہامیہ لہجہ میں کہا۔ "تو کیا انہیں میری نسبت سارے حالات تمہاری زبانی معلوم نہیں ہوئے ہیں؟"

"بالکل نہیں"۔ چارلس نے جواب دیا۔ "کیونکہ مسن نے خود یہ بات کہی تھی۔ کہ مجھے ان حالات کا علم اُس جیسی عورت کی زبانی ہوا ہے"۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ تعجب سے کہنے لگا۔ "مگر اُس جیسی عورت کو اس واقعہ کا بالکل علم نہ تھا۔ کہ میری ماں کی شادی متوفی ارل آف ایلنگھم کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور اس طرح پر وہ اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھی۔ کہ میں ارل موصوف کی جائز اولاد ہوں۔ اور سارے حقوق امارت مجھی کو حاصل ہیں"۔

چارلس کچھ سوچکر بولا۔ "آہ! اب مجھے یاد آگیا۔ جب میں نے اول مرتبہ اس بڑھیا سے یہ کہا تھا۔ کہ مجھے رتبہ امارت حاصل ہے۔۔۔ کیونکہ میں حماقت سے اپنے آپکو حقدار امارت ہی سمجھتا تھا۔ تو اُس نے اظہار تعجب کیا تھا۔ اور اس کے بعد گفتگو کرتے ہوئے۔ اگرچہ اُس نے ایسا لہجہ اختیار کیا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ہمارے تمام خاندانی معاملات سے خبردار ہے۔ تاہم اُس نے بہت سی باتیں ایک ڈھنگ سے خود مجھسے دریافت کرلی تھیں۔ مگر اُس وقت مجھے ان باتوں کا خیال نہیں آیا۔ اگرچہ اب میری نگاہ ہوں کہ

سامنے سے ایک پردہ سا ہٹ گیا ہے۔ اور میں سارے معاملات کو اُن کی صحیح رنگت میں دیکھنے لگا ہوں۔"

"تھوڑی دیر سوچتے رہنے کے بعد مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ یہ بے شک اب میں بھی اس معاملہ کو سمجھ گیا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگلستان کو آتے ہوئے راستہ میں ان عورتوں کی ملاقات جپسی عورت میرانڈہ سے ہو گئی۔ اور اُس کی زبانی بعض حالات سُنکر وہ ان اسرار سے خبردار ہو گئیں۔ جن کی رو سے وہ تمہاری معرفت مجھ سے روپیہ حاصل کر سکتی تھیں۔ بعد ازاں جب تمہارے سینہ میں اس نوجوان حسینہ کا عشق پیدا ہوا۔ اور اس عشق نے دیوانگی کی صورت اختیار کر لی۔ تو تم نے بے خبری کی حالت میں بعض اور باتیں اُن کے روبرو اس قسم کی بیان کر دیں۔ جن سے ہمارے خاندانی اسرار کے متعلق اُن کی واقفیت بڑھ گئی۔ ظاہر میں تو وہ یہ جتلاتی تھیں۔ کہ انہیں سارے حالات معلوم ہیں۔ مگر حقیقت میں جن باتوں کا علم اُنہیں جپسی میرانڈہ کی گفتگو سے نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اُنہوں نے تمہاری زبانی معلوم کر لیں۔ میری رائے میں سارے معاملہ کی صحیح حقیقت یہی ہے۔ بہرحال اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم تاخیر انگلستان کو چلیں اور اگر اس اثنا میں پرڈیتا کی ماں اُس الزام سے بری ہو چکی ہو۔ جو اُس کے خلاف عائد کیا گیا تھا۔ تو اس سے مل کر اسے بھی کسی ایسی ترکیب سے خاموش کریں۔ جیسی اُس کی بیٹی کی حالت میں عمل میں لائی گئی ہے۔"

"لیکن میں سوچتا ہوں۔ کہ میں اپنی ماں کے سامنے کیونکر جا سکوں گا۔" چارلس ذہنی پریشانی کی حالت میں کہنے لگا۔ "میں ارل آف الینگھم کو کیا منہ دکھاؤں گا جنہیں میں نے ضرر پہنچانے کی کوشش کی۔ اور لیڈی فرانسس کے سامنے کس طرح آسکوں گا۔ جس کے ساتھ میری بدسلوکی حد انتہا سے بڑھ چکی ہے۔"

"دیکھا اب تمہیں اُس خاتون کے ساتھ بدسلوکی پر افسوس ہوا۔" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوں۔ کہ تمہارے دل میں رفتہ رفتہ پشیمانی اپنا اثر کر رہی ہے۔"

چارلس زور دار لفظوں میں بولا۔ "آج صبح کے واقعات نے میری آنکھیں کھول دیں۔"

اس کے باپ نے کہا۔ "مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ کہ تم نے اپنے تجربہ سے یہ تلخ سبق حاصل کر لیا۔ اس میں شک نہیں۔ تمہیں نہایت رنج دہ واقعات سے گذرنا پڑا۔ لیکن اگر انسان بدی کر کے نیکی سیکھ لے۔ تو یہ بھی اس کی خوش قسمتی سمجھنی چاہئے تمہارے گذشتہ تجربہ کا ایک مفید نتیجہ یہ ہے۔ کہ تم نے وہ باتیں سیکھ لیں جو کسی استاد سے مدت العمر تک نہیں سیکھی جا سکتیں۔ خدا کا شکر ہے کہ تم ہمارے پاس ایک اصلاح یافتہ نوجوان کی حیثیت میں واپس آئے ہو۔"

"ابا جان یہ درست ہے۔" چارلس نے کہا۔ "لیکن آپ نے میرے رنجدہ سوالات کا کچھ جواب نہیں دیا۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ کہنے لگا۔ "میں تمہیں ان سوالات کا جدا جدا جواب دیتا ہوں۔ سب سے پہلے تمہاری ماں کی نسبت معلوم ہونا چاہئے۔ کہ وہ بڑی نیک اور فیاض خاتون ہے اور یقیناً تمہاری ساری خطاؤں سے درگذر کرے گی۔ اس کی نسبت میرا مشورہ یہ ہے کہ انہیں سارے حالات سے خبردار کر دیا جائے۔ اور آخری فیصلہ ان کی فیاضی اور سیر چشمی پر چھوڑ دیں۔ سب سے مشکل اور پیچیدہ معاملہ لیڈی فرانسس المینگھم کا ہے جسے تم سے بے حد محبت ہے۔ اور جس سے تمہارے فرار کے اسباب کو آج تک بہ احتیاط پوشیدہ رکھا گیا۔ یہ غیر ممکن ہے کہ اسے اس تعلق سے خبردار کیا جائے جو تم نے ایک آوارہ مزاج عورت سے پیدا کیا۔ واقعی میں سخت حیران ہوں۔ کہ اس معاملہ میں کیا کرنا چاہئے۔"

چارلس بڑے انکسار کے لہجہ میں بولا۔ "ابا جان جو کچھ بھی ہوا۔ میں اس کے لئے سخت متاسف اور نادم ہوں۔ اور اب ہر معاملہ میں آپ کے اشارہ پر چلنا اپنا فرض ایمان سمجھوں گا۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "میرے عزیز بیٹے یہ نہ سمجھو۔ کہ میں تمہیں کوئی ایسا کام کرنے کے لئے کہوں گا۔ جو تمہاری عمر اور حیثیت کے خلاف ہو۔ اور نہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے ساتھ کسی سختی کا سلوک کروں۔ تم مجھے اپنا رفیق صادق اور مشیر سمجھو۔ جسے ہر وقت تمہاری بہتری کا خیال پیش نظر رہے گی۔ میرا ارادہ ہے کہ لنڈن میں پہنچ کر ہم سیدھے پال مال جانے کی بجائے کسی ہوٹل میں ٹھہر جائیں۔ اور وہاں

ملا کر اس سے لیڈی فرانسس کے متعلق مشورہ حاصل کریں۔ سوال یہ ہے۔ کہ تم ابھی انگلستان کی واپسی کا سفر اختیار کرنے کے لیئے تیار ہو۔ یا اس قدر تھکے ہوئے ہو۔ کہ آرام کرنے کی ضرورت ہے"۔

نوجوان کہنے لگا "ابا جان میں اب پیرس میں ٹھیرنا گوارا نہیں کر سکتا۔ یہاں پر میری دلچسپیاں ختم ہو چکی ہیں۔ اور بہتر یہی ہے۔ کہ ہم یہاں سے رخصت ہو جائیں"۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے گھنٹی بجائی۔ اور خادم کو جو آواز سنکر آیا۔ ایک چوا سپہ سفری گاڑی لانے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی کہا "تم ہمارے پروانجات راہداری پر واپسی کی اجازت ثبت کرا لاؤ"۔

نوکر یہ حکم پاکر واپس چلا گیا۔ اور اس کے دو گھنٹہ بعد باپ بیٹا دونو سفری گاڑی میں بیٹھ کر اس سڑک پر روانہ ہوئے۔ جو سینٹ ڈینس کو جاتی ہے۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے اس خاموشی کو جو گاڑی کے اندر طاری تھی۔ تکلیف دہ پاکر۔۔ کیونکہ گذشتہ نصف گھنٹہ کے عرصہ میں جب سے گاڑی روانہ ہوئی۔ اس وقت تک باپ بیٹے میں کوئی گفتگو نہ ہوئی تھی۔ کہا "ہمارس! اب تمہیں وہ واقعات سناؤں جو مجھے تمہاری تلاش میں اس طرف آتے ہوئے پیش آئے"۔

نوجوان کی طبیعت صبح کے واقعات سے سخت رنجیدہ تھی۔ اور اس کے خیالات قدرتی طور پر ایک ہی سوال پر لگے ہوئے تھے یہ بولا "میں انہیں خوشی سے سنوں گا۔ کیونکہ میں حیران ہوں۔ کہ وہ دو میاں وہ فوجی افسر جنہوں نے سارے حالات آپ سے بیان کئے تھے کیونکر مل گئے۔ اور یہاں پیرس میں آپ نے میرا اس ہوٹل تک کیونکر سراغ لگایا"۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ کہنے لگا "میں یہ حالات تمہارے روبرو بیان کرتا ہوں"۔ چونکہ اس وقت گاڑی کچی سڑک پر چل رہی تھی۔ اس لئے اسے گفتگو کرتے وقت غیر معمولی طور پر بلند آواز سے کام لینے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ چنانچہ اس نے کہا "میں اپنی داستان کا آغاز اس صبح سے کرتا ہوں۔ جب تم لندن سے ان دو عورتوں کی معیت میں روانہ ہوئے۔ جن کا اثر تمہارے لئے اس قدر مضر ثابت ہوا۔ تمہیں یاد ہوگا۔ اس صبح کو لاشبہ یہ کہ میری اور تمہاری بہت تلخ گفتگو ہوئی تھی۔ جس کے بعد تم تیزی سے قدم اٹھاتے گھر سے باہر چلے گئے۔ حالانکہ اس وقت میں بعض ایسی باتیں بیان کرنے کو تھا

جن سے وہ بلند اور رفیع اُمیدیں جو تمہارے دل میں لگی ہوئی تھیں۔ فنا ہی فرد ہو جائیں لیکن قدرت کو ایسا منظور نہ تھا۔ تم مجھ سے خفا ہو کر چلے آئے۔ اور تمہارے آنے کے تھوڑی دیر بعد ارل اس کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اثنائے گفتگو میں میری اُن خفیہ کاغذات کی نسبت بات چیت شروع ہو گئی۔ جنہیں آج میں نے تلف کیا ہے یہ گفتگو لٹی اور باتوں کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ اور جب ان کاغذات کا ذکر چھڑ گیا۔ تو وہ اُنہیں اُس مقام پر تجسس کرنے گیا۔ جہاں اُس نے اُنہیں چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ وہ غائب ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یقین ہو گیا۔ کہ رسالہ ٹیمپل رجسٹر کی وہ جلد جس میں میرے متعلق خوفناک کیفیت درج تھی۔ اُسے حال میں کسی نے پڑھا ہے۔ اس سے میرے اور ارل کے کان کھڑے ہو گئے۔ اور ہم نے معلوم کیا کہ کس لئے کچھ عرصہ سے تمہارے تیور بدلے ہوئے تھے۔ اور کس وجہ سے تم اپنے والدین سے گستاخانہ سلوک کرتے تھے۔ حسن اتفاق سے اس موقعہ پر مسٹر کلیرنس ویلیرز کا بھی آنا ہو گیا۔ اُس سے یہ ذکر ہوا۔ تو یہ معلوم کر کے ہمارے حواس باختہ ہو گئے۔ کہ وہ عورت جو مسز فنٹر ہارڈنگ کے نام سے مشہور ہے۔ دراصل مسز سلنگبی یعنی مسٹر ویلیز کی خالہ ہے۔ جسے سالہا سال پیشتر جعلسازی کے جرم میں کالے پانی بھیجا گیا تھا۔ اور وہ لڑکی جو اُس کے ساتھ ہے۔ اُس کی ناجائز اولاد ہے۔ جو مسز سلنگبی کے کالے پانی بھیجے جانے سے چند ہفتے پیشتر جیلخانہ نیوگیٹ میں پیدا ہوئی تھی۔ تم اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ یہ حالات معلوم کر کے ہمیں کس قدر پریشانی ہوئی۔ چنانچہ اُسی وقت مسٹر ویلیرز کو اس غرض سے سنگ سٹریٹ میں بھیجا گیا۔ کہ وہ تم سے مل کر جس طرح ممکن ہو اپنے ساتھ واپس لے آئے۔۔!

"آہ کاش میں اُس وقت مل جاتا۔ اور اُن بدبختوں کے ساتھ میرے فرار میں کوئی رکاوٹ پیش آ جاتی" چارلس نے سخت پشیمانی کے عالم میں کہا۔

"افسوس کہ تم اس اثنا میں وہاں سے فرار ہو چکے تھے" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے سلسلہ داستان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "چنانچہ جب ویلیرز نے آکر ہمیں یہ اطلاع دی تو فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہم میں سے ہر ایک مختلف سمت میں روانہ ہو کر تمہاری تلاش شروع کرے غرض کلیرنس ایک سمت میں روانہ ہوا۔ ارل دوسری میں اور میں نے بغیر کسی خاص ا

کے ڈوور کی راہ لی۔ میں ایک صبا رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ اور یقیناً تمہیں راستہ میں ہی روک لیتا۔ مگر بد قسمتی سے میں ایک موڑ سے مڑا تھا۔ کہ سامنے سے ایک گاڑی تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی۔ میرے گھوڑے کی اُس گاڑی کے ساتھ ٹکر ہو گئی۔ اور میں اس زور سے گرا کہ بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک چھوٹی سی سرائے میں بستر پر لیٹا ہوا ہوں۔ اور قریب ہی شمع جل رہی ہے۔ رات کا وقت تھا۔ اور اُس وقت اُس حادثہ کو پیش آئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس اثنا میں میں بالکل بے ہوش رہا۔ اور جو واقعات پیش آتے رہے۔ اُن کا مجھے متعلق علم نہ ہو سکا۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ میرے علاج کے لئے گرینج سے جس کے قریب یہ حادثہ ہوا تھا۔ ایک ڈاکٹر کو بلا لیا گیا۔ وہ چونکہ کوئی عطائی حکیم تھا۔ اس لئے اُس کا علاج کارگر ثابت نہ ہوا۔ بہت دیر تک بے ہوش رہنے کے بعد آخر قدرت کے اثرات نے ہی مجھے پھر ذی ہوش کیا۔ اور جب میرے سوچنے کی قوت بحال ہوئی۔ تو میں اس خیال سے سخت پریشان ہونے لگا۔ کہ اس تاخیر نے بنا بنایا کام بگاڑ دیا میں نے بیماری کی حالت میں ہی اُٹھنے کی کوشش کی۔ کیونکہ میں سفر جاری رکھنے پر تلا ہوا تھا۔ لیکن ایسا کرنا غیر ممکن ثابت ہوا۔ ایک تو بدن اس قدر نڈھال تھا۔ کہ چارپائی سے اُٹھنا غیر ممکن تھا۔ دوسرے معلوم ہوا۔ کہ میرے گھوڑے کو سخت چوٹیں آئی ہیں۔ مختصر یہ کہ رضا پر شاکر ہو کر میں نے چند گھنٹے اور وہیں بسر کرنے منظور کئے۔ اور اسی حالت میں غنودگی طاری ہو گئی۔ صبح کو اُٹھا تو طبیعت بحال تھی۔ بدن کا درد اور نقاہت بھی کم تھی۔ اگرچہ تکلیف ضرور باقی تھی۔ بہر حال گھوڑے پر سفر کرنا غیر ممکن تھا۔ اس لئے سفری گاڑی حاصل کر کے میں تیزی سے ڈوور کی طرف روانہ ہوا۔ سہ پہر کو وہاں پہنچا۔ اور حسن اتفاق سے اسی ہوٹل میں ٹھیرا۔ جس میں تم اور وہ دونو عورتیں اقامت گزین ہوئی تھیں۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ تم جوان عورت کے ساتھ اُسی صبح کیلے کی جانب روانہ ہو گئے ہو۔ اور عمر رسیدہ عورت کو اُس وقت جب کہ وہ بندرگاہ کی جانب جا رہی تھی۔ ایک برقی پیغام کی بنا پر جو لندن سے موصول ہوا تھا۔ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ڈوور سے اگلے دن تک کوئی جہاز فرانس کی طرف روانہ ہو گا۔ اس لئے بحالت مجبوری میں صبر سے دوسرے دن کا انتظار کرنے لگا۔ مگر نہیں میں نے صبر کا لفظ غلط کہا۔ اُس وقت ایک ایک لمحہ کی تاخیر میرے دماغ میں دیوانگی کا اثر پیدا کر رہی تھی۔ بہر حال داستان کے اختصار

یا میرے اُس وقت کے خیالات کا مفصل ذکر بے سود ہوگا مختصر یہ کہ رات کو میں نے قہوہ خانہ میں کھانا کھایا۔۔۔ اگر ایسی پریشانی کی حالت میں کھانے کی میز پر بیٹھنے کو کچھ نہ کھانے کو اس نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔۔ میں ابھی دسترخوان پر بیٹھا ہی تھا۔ اور ایک نوالہ بھی منہ میں نہیں ڈالا تھا۔ کہ میرے کان اُس گفتگو کی طرف لگ گئے۔ جو دو فوجی افسروں کے درمیان ہو رہی تھی۔ جو قریب ہی ایک میز پر شراب کی بوتل لئے بیٹھے تھے۔"

افسوس مجھے لازم تھا۔ کہ بحری پریڈ کے واقعہ سے ہی خبردار ہو جاتا۔ اور سمجھتا کہ ضرور اس معاملہ کی تہ میں کوئی خوفناک راز ہے" چارلس نے غصہ اور جوش سے سخت بے چین ہوتے ہوئے کہا۔ "لیکن میں تو اُس چالباز اور ریاکار حسینہ کے دام تزویر میں اس قدر اُلجھا ہوا تھا۔"

"دیکھو چارلس اس قدر جوش کے اظہار کی ضرورت نہیں" مسٹر ہیٹ فیلڈ نے ملائمت کے لہجہ میں قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "میں جو یہ حالات تمہارے روبرو بیان کر رہا ہوں وہ محض اس لئے ہے۔ کہ تم معاملہ کے ہر پہلو سے پورے طور پر باخبر ہو جاؤ۔ کوئی بات ایسی نہ رہ جائے۔ جس سے تمہیں آئندہ جوش یا تشویش ہو۔ محض اسی لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس گفتگو کو جو اُن دو فوجی افسروں کے درمیان ہو رہی تھی تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں۔ غرض تم میری حیرت کا اندازہ کر سکتے ہو۔ جب میں نے ان افسروں میں سے ایک کی زبان پر پرڈیٹا کا نام سنا۔ کیونکہ یہ نام معمولی قسم کا نہیں۔ اور میرے خیال میں دنیا بھر میں یہی ایک عورت ہے۔ جس کا یہ نام ہے۔ خیر میں اُن کی گفتگو سنتا رہا۔ اور ذرا سی دیر میں اس سارے واقعہ کی کیفیت سے آگاہ ہو گیا۔ جو بحری پریڈ پر ظہور میں آیا تھا۔ ساری کیفیت سن کر میں نے اُن فوجی افسروں سے مخاطب ہو کر اس بارہ میں عذر خواہی کی۔ کہ میں نے آپ لوگوں کی باتیں سن لی ہیں۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ جس نوجوان کے ساتھ آپ لوگوں نے پرڈیٹا کو دیکھا۔ اُس کا مجھ سے قریبی تعلق ہے۔ اور میں اُسی کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ وہ کہنے لگے۔ اس معاملہ میں کسی عذر خواہی کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد ہم تینوں مل کر باتیں کرتے رہے۔ اور اسی گفتگو ہی کے دوران میں مجھے اس عورت کی اخلاقی کمزوریوں کا حال معلوم ہوا۔ اُن کی زبانی میں نے سنا۔ کہ پرڈیٹا جس کا نام ہی

گم گشتہ" ہے۔ بالکل چھوٹی عمر میں عصمت کی راہ سے بھٹک گئی تھی۔ چنانچہ سڈنی میں یہ حالت تھی۔ کہ جو نوجوان اُسے پسند آئے۔ وہ اسی کو مورد "عنایات" بنا لیتی تھی"۔

"نابکار! قابل نفرت پڑیا!" چارلس نے غصہ سے دانت پیستے ہوئے کہا

مسٹر ہیٹ فیلڈ بولا "بیٹا جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں۔ وہ تمہیں رنجیدہ کرنے کی غرض سے نہیں۔ بلکہ محض اس لئے ہے۔ کہ تم اُس کے خصائل سے پورے طور پر خبردار ہو جاؤ۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ پھر کبھی تم پر اپنا اثر سحر ڈالنے کی کوشش کرے"۔

چارلس غصہ۔ اور نفرت کے لہجہ میں بولا "اس کی طرف سے اب اس قسم کی کارروائی کا عمل میں آنا دیوانگی میں داخل ہوگا۔ لیکن یہ تو فرمایئے۔ جن افسروں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے آپ کو اور کیا بتایا؟"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "ان کی گفتگو سے میں نے جو کچھ معلوم کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ پرڈیماٹ نی میں رہتے ہوئے اگرچہ خزانۂ عصمت کو بڑی بیدردی سے لٹاتی رہی تھی۔ تاہم اُس کی حالت کسی ایسی بازاری عورت کی سی نہ تھی۔ جو روپیہ کی خاطر حسن فروشی کرتی ہے۔ اُس نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اگرچہ وہ بے حد غریب تھی۔ تاہم اپنے چاہنے والوں سے کوئی چیز بصورت نقد اس نے وصول نہیں کی۔ وہ تحفہ بھی صرف ایسا لیتی تھی۔ جو کسی خاص ترکیب سے پیش کیا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے حسن کی قیمت زر نقد کی صورت میں وصول کرنے سے اُسے دلی نفرت تھی۔ اور اس نے گناہ کی زندگی اختیار کی۔ تو اس کا باعث کسی قسم کی مالی ترغیب نہیں۔ بلکہ محض وہ فطری جذبات تھے۔ جو اس کے مزاج آتشین کو ہر وقت بھڑکاتے رہتے تھے۔

"افسوس! افسوس! کہ میں ایک ایسی قابل نفرت گنہگار عورت کا شکار بنا" نوجوان نے کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا۔

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے بیٹے کے فقرہ پر توجہ نہ دیتے ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "سڈنی میں لوگ اُسے عجیب الخلقت عورت تصور کرتے تھے۔ اُس کی ذہانت اسی قدر تیز تھی۔ جتنا اُس کا حسن غیر معمولی تھا۔ اُس میں کئی خداداد قابلیتیں موجود تھیں۔ چنانچہ جن افسروں یا شریف مردوں سے اُس کا سڈنی میں تعلق ہوتا۔ وہ اُن کی باتوں کو غیر معمولی توجہ سے سنا کرتی۔ اور اس طرح پر اس نے بہت سی مفید واقفیت جمع کر لی۔ اس کے

علاوہ انگلستان سے جو اخبارات آتے تھے۔ وہ اُن کا بڑے شوق سے مطالعہ کرتی۔ اور اس سلسلہ میں اس نے انگلستان اور یورپ کے باقی بڑے بڑے ملکوں کے متعلق بہت سی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا۔ اس طریق پر اس نے بڑی حد تک ایسی واقفیت فراہم کر لی۔ جو کسی دنیادار عورت کے لئے ضروری ہو سکتی ہے۔ وہ بڑی ہوشیار عورت تھی۔ اس نے اپنے سے اونچے طبقہ کی عورتوں کے انداز و اطوار کا غور سے مشاہدہ کیا۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ اس نے لندن کی شریف عورتوں کے سبھی انداز اختیار کر لئے۔ اس طرح پر اپنی مفلسی میں بھی جسے برقرار رکھتے ہوئے اس نے کسی کی بیوی یا داشتہ ہو کے رہنا منظور نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنے پر تلی رہی۔ اس کی صورت سے اس قسم کی نخوت اور ایسا تکبر ظاہر ہوتا تھا کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا۔ وہ ضرور کسی ایسے امیر کنبہ سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کی مالی حالت انقلابات زمانہ سے بگڑ گئی ہو۔ اس کا حوصلہ بلند اور ناقابل شکست تھا۔ اگر کوئی شخص اس سے گستاخی سے پیش آئے۔ تو وہ اس سے بدلہ لینا خوب جانتی تھی پھر اگر کوئی ایسا شخص جسے وہ ناپسند کرتی ہو۔ اس سے اظہار محبت کرے۔ تو وہ اس کی تحریک کو حقارت کے ساتھ نظر انداز کر دیتی تھی۔ بلکہ اگر موقع ملے۔ تو شخص مذکور کو اسکی گستاخی کا مزا چکھانے سے بھی دریغ نہ کرتی تھی۔ بسا اوقات وہ اپنے افعال۔ الفاظ اور خصائل پر رازداری کا ایک ایسا نقاب ڈال لیتی۔ اور کچھ ایسی عجیب عادات و اطوار کا اظہار کرتی کہ جاہل اور انجان لوگ اسے غیر معمولی ہستی سمجھنے پر آمادہ ہو جاتے۔ اُن لوگوں سے جنہیں اُس کے برابر کا سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ خاموش سرد مہری کا سلوک کرتی تھی۔ اور جنہیں اس سے بالا و برتر خیال کیا جا سکتا ہے۔ اُن کے ساتھ اس کا سلوک اسی قسم کا ہوتا تھا۔ گویا وہ ان پر اپنی موجودگی سے کوئی خاص احسان کر رہی ہے۔ عشق بازی میں اس نے روس کی ملکہ کیتھرائن کا سا رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ یعنی خود تو اپنے چاہنے والوں کو غلام سمجھتی تھی لیکن اگر کبھی اُن کی طرف سے اشارہ ہو۔ تو اُسے نفرت و حقارت سے نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔ غرضکہ لندن کے لوگ پرڈیٹا کو عجیب الخصلت بے حد حسین اور متضاد طبائع کی عورت سمجھتے تھے۔ وہاں کے عزت دار مردوں کی بھی یہ حالت تھی۔ کہ چاہتے تھے۔ جب کبھی ہم سیر کو نکلیں تو کوئی پرڈیٹا کے چاہنے والوں کا خطاب دے۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ بے حد حسین تھی۔ اس میں فوق الفطرت حسن موجود تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک پُر اسرار

ہستی ظاہر کرتی تھی۔ اس کا تکبر اور رعونت حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور ان سب باتوں کے علاوہ یہ قابلیت کہ وہ اونچے طبقہ کی عورتوں کے آداب کو حسب مرضی اختیار کر سکتی تھی۔ یہ امر تعجب خیز نہیں سمجھا جا سکتا۔ کہ اس نو عمری نو آبادی کے سب لوگ پرڈیٹا کو تعریف و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن چارلس جو حالات میں نے بیان کئے ہیں۔ اُن سے تم باسانی اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ ایسی عورتوں کا چال چلن کس حد خطرناک ہوتا ہے۔ اور وہ کتنی شریر اور مکار ثابت ہو سکتی ہیں۔ میں پھر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے اس کے متعلق یہ ساری تفصیلات محض اس لئے بیان کی ہیں۔ اور ڈوم کے دو فوجی افسروں کی گفتگو کا ذکر اس قدر تفصیل کے ساتھ صرف اس لئے کیا ہے۔ کہ آئندہ کے لئے تم اس ساحرہ کی طرف سے زیادہ محتاط اور خبردار رہو۔"

"میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔" چارلس نے ایسے زور کے ساتھ قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ جس سے صداقت اور یقین کی بوآتی تھی۔ "کہ اب یہ قطعاً غیر ممکن ہے۔ وہ میرے دل پر دوبارہ قابو پا سکے۔ اباجان میں نے ایک ایسا تلخ سبق سیکھا ہے۔ جسے مدت العمر فراموش نہیں کر سکتا یقین جانو۔ کہ اب میں پرڈیٹا کو اپنے پہلو میں لینے کی بجائے کسی خوفناک سانپ کو بغل میں رکھنا بہتر سمجھتا ہوں۔ اور اوہ!" اس نے یکایک کسی خیال کے زیر اثر چونک کر کہا۔ "مجھے لازم تھا۔ کہ آج سے دنوں پیشتر اس عورت کی طرف سے خبردار ہو جاتا۔ کیونکہ مجھے ایک خواب نظر آیا تھا۔ جسے میں قدرت کی تنبیہ خیال کرتا۔ تو بے جا نہ تھا۔ آہ! میری خود فراموشی کہ میں نے اس خواب سے وقت پر عبرت حاصل نہ کی۔ کیونکہ حقیقت میں وہ خواب واقعات آئندہ کی طرف سے خبردار کرنے والا ہی تھا۔"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ "چارلس اس طرح جوش میں نہ آؤ۔ اور سکون کے ساتھ میری داستان آخر تک سن لو۔ میں اس اتفاقی ملاقات کا ذکر کر رہا تھا۔ جو ڈوم میں دو فوجی افسروں کے ساتھ ہوئی۔ جیسا کہ میں کہہ رہا تھا۔ میں نے ڈوم کے ہوٹل میں وہ رات بڑی پریشانی اور بے چینی میں بسر کی۔ اور اس کے دوسرے دن جہاز پر سوار ہو کر کیلے پہنچا۔ جہاں میں نے معلوم کیا۔ کہ تم لوگ ڈیسن ہوٹل میں ٹھیرے تھے۔ میں نے بلا تاخیر ایک سفری گاڑی کرایہ پر لی۔ اور تمہارے تعاقب میں ہو لیا۔ شام کے پانچ بجے تھے۔ کہ میں اس ہوٹل میں پہنچا۔ جہاں سے تم ابھی روانہ ہوئے ہیں۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے ذرا بھی وقت نہ تھا۔ کیونکہ مجھے

یقین تھا۔ کہ تم پرڈیٹا کے ساتھ شادی کرنے کا مصمم رکھتے ہو۔ پس میں سیدھا انگریزی سفارت خانہ میں پہنچا۔ تاکہ معلوم کروں۔ آیا وہ بدترین واقعہ ظہور میں آچکا ہے۔ اور ایسا نہ ہوا ہو۔ تو اس قسم کی کارروائی عمل میں لاؤں۔ جس سے شادی رک جائے۔ لیکن میں اپنے سوال کا کوئی تسلی بخش جواب حاصل نہ کر سکا۔ جن لوگوں سے میں ملا۔ ان میں سے کوئی بھی یہ بتانے کے قابل نہ تھا۔ کہ ایسے دو شخصوں کی شادی جن کا میں ذکر کرتا تھا۔ ہو چکی ہے یا نہیں۔ میں گاڑی لے کر پادری کے مکان پر گیا۔ لیکن معلوم ہوا۔ وہ کہیں دیہات کو روانہ ہو گیا ہے۔ اس کے محرر کا سراغ لگایا۔ مگر وہ بھی نہ مل سکا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر آخر دفتر پولیس میں پہنچا۔ تاکہ اگر ممکن ہو۔ تو معلوم کروں پیرس میں تمہارا موجودہ پتہ کیا ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا۔ پیرس کے ہوٹلوں کے مالکوں کو حکم ہے۔ وہ اپنے مہمانوں کی فہرست روزمرہ تھانہ میں پہنچاتے رہیں۔ لیکن بدقسمتی سے پولیس کا دفتر بھی بند ہو چکا تھا۔ تھک ہار کر سخت پریشانی کی حالت میں میں واپس ہوٹل میں آیا۔ اور اس کے منتظم کو بار بار تاکید کی۔ کہ صبح جس وقت پولیس کا دفتر کھلے تم نے فوراً وہاں سے میرے سوالات کا جواب حاصل کرنا۔ اس نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور میں آکر چارپائی پر لیٹ گیا۔ لیکن رات بھر مجھے نیند نہیں آئی۔"

"آہ پیارے والد" چارلس نے باپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "میری وجہ سے آپ کو جیسے پریشانی اور تشویش ہوئی۔ میں کیونکر اس کے لئے معافی حاصل کر سکتا ہوں۔ اور اگر آپ مجھے معاف کر بھی دیں۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ والدہ بھی ان سارے حالات کو معلوم کر کے میری خطاؤں سے درگذر کرے؟"

مسٹر ہیٹ فیلڈ نے زور دار لہجہ میں جواب دیا۔ "میری رائے میں ضروری نہیں۔ کہ تمہاری ماں کو ان سارے حالات سے خبردار کیا جائے۔ بہر حال معاملہ کا تمام تر دارومدار اس ملاقات پر ہے۔ جو ہم عنقریب لارڈ ایلنگہم سے کریں گے۔ یا اس کے متعلقہ حالات پر رہا میرا اور تمہارا معاملہ۔ اس کی نسبت چارلس تم اطمینان رکھو۔ کہ ہم ایک دوسرے کو پہلے ہی معاف کر چکے ہیں۔ بس یہیں پر میری داستان ختم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے ہوٹل کے منتظم نے مجھے اطلاع دی۔ کہ چارلس فلاں ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس کے بعد میرا تمہارے پاس جانا۔ اور اس کے بعد کے واقعات ایسے ہیں۔ جن کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔"

چارلس نے ایک سرد آہ کھینچی۔ مگر کچھ جواب نہ دیا۔ اور سفر کا باقی حصہ خاموشی میں ہی طے ہُوا۔

باب ۱۵۷ - مسز فٹز ہارڈنگ حراست میں

ہم اب مسز فٹز ہارڈنگ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ جسے افسران انصاف نے ڈوڈمد مین بخیل ساہوکار مسٹر ٹیسول کے قتل کے شبہ میں گرفتار کیا تھا۔

جب اسے وجہ حراست بتائی گئی۔ تو وہ حیران و ششدر ہو کے رہ گئی۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس وقت تک اُسے اس خوفناک واردات کا مطلق علم نہ تھا۔ لیکن جن سفید پوش سپاہیوں نے اُسے گرفتار کیا۔ وہ اس انکار کے باوجود اسے لنڈن کو لے گئے۔ اور خود مسز فٹز ہارڈنگ نے جب کوئی اور چارہ کار نہ دیکھا۔ تو ناچار دل کو یہ کہکر تسلی دی۔ کہ جب معاملہ کی کھلی عدالت میں تحقیقات ہوگی۔ تو میری بے گناہی یقیناً ثابت ہو جائے گی۔

کئی وجوہ کی بنا پر اُس نے سپاہیوں سے اپنی بیٹی اور چارلس کا مطلق ذکر نہ کیا۔ جن کی نسبت اُسے یقین تھا۔ کہ وہ بحفاظت جہاز میں سوار ہو چکے ہیں۔ نہ اس نے مسٹر ٹیسول سے اپنی واقفیت کے متعلق کوئی ذکر کیا۔ اور نہ اس کام کی نوعیت بتائی۔ جس کی خاطر وہ اس سے اس شب کو جب قتل کی واردات ہوئی ملی تھی۔ وہ اس سے پہلے ایک بار گرفتاری۔ جواب دہی۔ حوالگی بصاعت۔ سزا یابی۔ حتیٰ کہ زمانہ حراست کے اختتام پر رہائی کی سب منزلوں سے گذر چکی تھی۔ اور وہ خوب جانتی تھی۔ کہ اگر کوئی غیر ضروری بات زبان سے نکل گئی۔ تو وہ میرے حق میں مفید ہونے کی بجائے مضر ہی ثابت ہوگی۔ پس وہ گرفتاری کے وقت سے بالکل خاموش رہی۔ اور نہ پولیس کے ان افسروں نے جو اسے گرفتار کر کے لائے تھے۔ اس کو بذریعہ ریل لنڈن کو لے جاتے ہوئے اس صبر خموشی کو توڑنا ضروری سمجھا۔

آخر جب مسز فٹز ہارڈنگ صدر مقام میں پہنچی۔ تو گہری شام ہو چکی تھی۔ اُسے جیلخانہ کلرکن ویل میں زیر حراست رکھا گیا۔ اور وہ رات وہیں بسر ہوئی۔ اس کے دوسرے دن صبح کے دس بجے اسے ایک کرایہ کی گاڑی میں مارلبون کی عدالت پولیس میں پہنچایا گیا۔ تاکہ مجسٹریٹ کے روبرو اُن الزامات کی تحقیقات ہو سکے۔ جو اس کے خلاف عائد کئے گئے تھے۔

ملزمہ نے اپنی صفائی کے لئے ایک وکیل کا انتظام کرلیا تہا۔ اور بعض اور ضروری تیاریاں بہی کی تہیں جب اُسے عدالت میں پیش کیا گیا۔ تو وہ بہت پُرسکون نظر آئی۔ اور اگرچہ ممکن ہے کوئی عام آدمی اسکے چہرہ کی پریشانی دیکھ کر یہ سمجھتا۔ کہ یہ جرم کی باخبری کا اضطراب ہے۔ تاہم مجسٹریٹ کی تجربہ کار آنکہ نے بآسانی معلوم کرلیا۔ کہ یہ علامات اُس کے مجرم ہونے کی نہیں۔ اس کے علاوہ مجسٹریٹ کو مختلف ملزموں سے وقتاً فوقتاً جو سابقہ پڑتا رہا تہا۔ اس کی بنا پر وہ اُسے تحقیقات کے بغیر مجرم قرار دینے پر آمادہ نہ تہا۔ پس اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کرلیا۔ کہ معاملہ کی پورے طور سے تحقیقات کی جائے۔

سب سے پہلا گواہ جس کا بیان لیا گیا۔ مسز ڈائر تہی۔ اُس نے اپنے بیان میں لکہوایا کہ میں متوفی ساہوکار کے گہر کے قریب رہتی ہوں۔ شب مذکور کو ساڑہے گیارہ بجے کے قریب میں ایک ہمسائی کے مکان سے واپس آئی۔ تو دیکہا۔ کہ متوفی دو عورتوں کو رخصت کر رہا ہے۔ وہ اس وقت دروازہ میں کہڑا تہا۔ اور اس کے ہاتہ میں روشن شمع تہی۔ عورتوں میں سے ایک جو صورت شکل سے جوان معلوم ہوتی تہی۔ باہر کے پہاٹک تک پہنچ چکی تہی۔ اسی لئے میں نے اُس کا چہرہ نہیں دیکہا۔ لیکن متوفی کی شمع کی روشنی میں میں نے دوسری عورت کا چہرہ خوب غور سے دیکہا۔ اور میں کہہ سکتی ہوں۔ کہ وہ عورت جسے میں نے اس وقت دیکہا۔ وہی تہی۔ جو اس وقت کمرہ عدالت میں حاضر ہے۔"

اس کے بعد مسز ڈائر نے ان حالات کا ذکر کیا۔ جن میں اس نے اور اس کے مکان میں رہنے والی عورتوں نے دوسرے دن صبح کو متوفی ساہوکار کو مقتول پایا۔ ہم ان تفصیلات کو اس وجہ سے قلم انداز کرتے ہیں۔ کہ ناظرین کو اُن کا پہلے ہی علم ہوچکا ہے۔

اس کے بعد اس انسپکٹر پولیس کا بیان ہوا۔ جس کے سپرد مقدمہ قتل کی تحقیقات کا کام تہا۔ اُس نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ اس اطلاع کی بنا پر جو مسز ڈائر نے مجہے دی۔ میں نے تحقیقات کے سلسلہ میں معلوم کیا۔ کہ جس صبح کو لاش برآمد ہوئی۔ اس سے پہلی رات کو دو عورتوں نے جن میں سے ایک جوان اور ایک بوڑہی تہی۔ اسلنگٹن کے اڈہ میں ایک گاڑی کرایہ پر حاصل کی۔ وہاں سے وہ سنگ سٹریٹ واقع پال مال تک گئیں۔ اور ان میں سے جوان عورت نے ایک بٹوہ کہول کر جو نقدی سے پُر اور بہاری تہا۔ گاڑیبان کو کرایہ ادا کیا۔ گاڑیبان نے بوڑہی عورت کا جو حلیہ بیان کیا۔ وہ اس حلیہ کے عین مطابق تہا۔

جو اس سے پیشتر مسز ڈائر نے بیان کیا تھا۔ پس میں سیدھا سفک سٹریٹ میں گیا۔ مگر وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ وہ دونوں عورتیں دن کے وقت نو دس بجے کے درمیان ایک سفری گاڑی میں سوار ہو کر کسی طرف کو روانہ ہو گئی ہیں۔ یہ قتل کی رات کے دوسری صبح کا واقعہ ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ روانگی سے پیشتر ایک نوجوان ان عورتوں سے آملا تھا۔ اور وہ بھی اُن کے ساتھ ہی گیا۔ مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ نوجوان اس مکان میں اکثر آیا کرتا تھا۔ اور اس کا نام ۔۔۔"

یہاں پر مجسٹریٹ نے گواہ کو ٹوک دیا۔ اور کہا اُس نام کو سب کے سامنے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ شخص مذکورہ کے خلاف کوئی جرم عاید نہیں کیا گیا"

انسپکٹر پولیس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "مجھے معلوم ہوا۔ کہ سفری گاڑی کو غیر معمولی جلدی اور پریشانی کی حالت میں منگایا گیا تھا۔ اور اس مکان کی مالکہ یا نوکروں کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ اُس گاڑی میں سوار ہو کر یہ لوگ کس طرف کو گئے۔ روانگی سے پہلے ان میں سے کسی نے جانے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے لکا یک روانگی کی تیاری کی۔ اور جانے سے پہلے اپنا سارا حساب چکا دیا۔ یہ عورت جو اس وقت ایک ملزمہ کی حیثیت میں کمرہ عدالت میں موجود ہے اسی نے کرایہ ادا کیا۔ اور باقی انتظامات کئے تھے مگر اس کے ہاتھ میں اس وقت نقدی کی کوئی بڑی مقدار نہ تھی۔ ملزمہ کی نسبت یہ سارے حالات معلوم کر کے میں نے اس کا حلیہ ان تمام ریلوے سٹیشنوں کو بھیجا۔ جن کے ہاں تار برقی کا انتظام ہے۔ چنانچہ اس اطلاع ہی پر ملزمہ کو ڈوور کی بندرگاہ میں گرفتار کیا گیا"

اس کے بعد وکیل صفائی نے گواہ پر جرح کی۔ اس کے سوالات پر گواہ نے بڑی نیر جانب داری اور صفائی کے ساتھ بیان کیا۔ کہ جس ڈنڈے کے ساتھ متوفی ساہوکار کو قتل کیا گیا۔ وہ لاش کے پاس ہی موجود تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ قاتل اُسے مکان کے عقبی حصہ سے اٹھا لیا تھا۔ یہ خیال میرے دل میں اس لئے پیدا ہوا ہے۔ کہ مکان کے پچھواڑے ایک اس قسم کا سوراخ پایا گیا۔ جس سے اتنا ہی موٹا ڈنڈا جیسا حاضر عدالت ہے نکالا گیا تھا۔ چنانچہ یہ ڈنڈا جو اس وقت عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔ پورے طور سے اس سوراخ میں سما سکتا ہے۔ مکان کے عقبی دروازہ کے باہر اس مقام تک جہاں سے ڈنڈے کو اکھاڑا گیا تھا۔ قدموں کے نشان موجود تھے۔ یہ نشانات کسی مرد کے بھاری بوٹوں کے ہیں۔ اور

بظاہر اس لئے بن گئے۔ کہ زمین کا یہ حصہ مرطوب اور نمناک ہے۔ مکان کی پچھلی نشست گاہ کی کھڑکی کے بڑھے ہوئے عمارتی حصہ پر اس قسم کے نشانات بھی موجود ہیں۔ گویا کوئی شخص کھڑکی پر کھڑا ہو کر نشست گاہ کے اندر جھانکتا رہا ہو۔ مجھے مرطوب زمین پر کسی عورت کے قدموں کے نشانات نظر نہیں آئے۔ سارے نشانات ایک ہی قد کے بوٹ کے ہیں۔ عقبی دروازہ کا ایک حصہ اندر کی طرف سے کٹا ہوا پایا گیا۔ جس شخص نے ایسا کیا۔ وہ یقیناً اس مقام سے پورے طور پر واقف ہوگا۔ جہاں دروازہ کے پیچھے لگنے والی کاٹری دروازہ کے ساتھ جُتی تھی۔ اس شگاف کی بدولت شخص مذکور کے لئے اس چوبی حصہ کو پیچھے ہٹانا آسان ہوگا۔ میری رائے میں یہ شگاف کسی چاقو کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ میں یہ بیان نہیں کرسکتا۔ کہ وہ جیبی چاقو تھا یا شکاری۔ میری رائے میں یہ کام کم از کم نصف گھنٹہ میں ختم ہوا ہوگا۔ اور جس شخص نے ایسا کیا۔ وہ یقیناً کوئی مضبوط آدمی ہوگا۔ جس قسم کے قدموں کے نشانات کھڑکی کے بڑھے ہوئے عمارتی حصہ پر پائے گئے۔ ویسے ہی اس زینہ پر موجود تھے۔ جس پر چڑھ کر عقبی دروازہ سے پچھلی نشستگاہ میں پہنچتے ہیں۔ پچھلے دروازہ کے قفل کو جس کا کئی بار ذکر آیا ہے۔ کسی نے اندر ہی کی طرف سے توڑا تھا۔"

یہاں پر انسپکٹر پولیس کی شہادت ختم ہوگئی۔ اور مسز فیئر ہارڈونگ کے وکیل نے مسز ڈانر کو ایک سوال پوچھنے کے لئے دوبارہ بلوایا۔

اس نے کہا "کیا تم زیادہ سے زیادہ صحت کے ساتھ بیان کرسکتی ہو۔ کہ قتل کی رات کو تم کتنے بجے مکان پر واپس آئی تھیں؟"

عورت نے جواب دیا "قریباً ساڑھے گیارہ بجے"

"بس کافی ہے" وکیل صفائی نے کہا۔ اور اس کے بعد اس گاڑیبان کو بلایا گیا جس کی گاڑی پر سوار ہو کر پرڈینا اور مسز فیئر ہارڈونگ شب مذکور کو اپنے مکان پر واپس گئی تھیں۔ اس سے مخاطب ہو کر وکیل نے پوچھا "جس وقت ملزمہ اور دوسری جوان عورت نے تمہاری گاڑی کرایہ پر لی۔ تو کیا بجا تھا؟"

اس نے جواب دیا "جناب رات کے بارہ بجے تھے۔ میں یہ بات اس لئے یقینی طور پر بیان کرسکتا ہوں۔ کہ جس وقت انہوں نے میری گاڑی کرایہ کے لئے طلب کی۔ اسی وقت میں ایک شراب خانہ سے نکلا تھا۔"

اس گواہ کی شہادت اسی ایک سوال پر ختم ہوگئی۔ اس کے بعد فنک سٹریٹ والے مکان کی مالکہ کو بغرض شہادت طلب کیا گیا۔ اس نے بیان کیا کہ شب مذکورہ کو میری ان کرایہ داروں کے متعلق میں کچھ نہیں جانتی جو اس وقت تک واپس نہ آئے تھے۔ ایک بجنے میں بیس منٹ تھے جب یہ دونوں مکان پر پہنچیں۔ مجھے وقت اس لئے یاد ہے کہ جب انہوں نے اندر مکان کے اندر داخل کیا۔ تو ڈیوڑھی والے گھنٹے میں ... بجنے لگی تھی۔ میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تھا۔ ان کے چہرے پر کسی قسم کی پریشانی نظر نہ آتی تھی۔ البتہ ان کے اندر سے اضطراب کا اظہار ہوتا تھا۔ میں انہیں خوابگاہ کے معائنہ تک پہنچانے گئی تھی۔ میں نہیں دیکھ سکی۔ کہ ان کے جوتوں میں کیچڑ لگا ہوا ہے یا نہیں۔ میں یہ بات بھی یقینی طور پر کہہ سکتی ہوں کہ اس وقت کے بعد وہ نہیں گھر سے نکل کر کہیں نہیں گئیں۔ جس وقت یہ میرے مکان میں داخل ہوئیں۔ اس وقت سے ان کے پاس کوئی افروختہ نظر آتا تھا۔

ان شہادتوں کے خاتمہ پر وکیل صفائی نے مسٹر فیئرلنگ کی طرف سے تقریر شروع کی۔ سب سے پہلے اس نے اس بات پر زور دیا۔ کہ میری موکلہ کے خلاف نہایت ناکافی شہادت پیش کی گئی ہے۔ محض اتنی سی بات کہ ملزمہ اور ایک جوان عورت کو جو اس کی بیٹی تھی آخری مرتبہ متوفی کے پاس کھڑے دیکھا گیا۔ کافی شہادت نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک نہایت افسوسناک امر ہے کہ میری موکلہ کو گرفتار کر کے ذلت کے ساتھ لندن تک لایا گیا۔ اور بغیر کسی معقول وجہ کے اس پر مقدمہ چلایا۔ معاملہ کے ہر پہلو اور شہادت کے ہر بیان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ملزمہ اس الزام سے بے قصور ہے۔ جو اس کے خلاف عائد کیا گیا ہے۔ شہادتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ملزمہ اور اس کی بیٹی رات کے ساڑھے گیارہ بجے متوفی کے مکان سے رخصت ہوگئی تھیں اور جس وقت انہوں نے ویلنگٹن کے اڈہ پر ایک گاڑی کرایہ پر لی۔ اور پونے ایک بجے کے قریب اپنے مکان واقع فنک سٹریٹ میں پہنچ گئیں۔ ظاہر ہے کہ جس مقام پر قتل کی واردات ہوئی۔ وہاں سے اڈہ تک دو تیز چلنے والی عورتیں بمشکل نصف گھنٹہ میں پہنچ سکتی ہیں۔ پھر بھلا ان کے پاس ارتکاب جرم کا کونسا وقت رہا۔ کتنے عرصے میں انہوں نے مکان کے معائنہ کا انکشاف کیا۔ اور کس وقت انہوں نے مقتول کے بکسوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ سب سے پہلے سیدھی اپنے مکان پر پہنچ گئیں۔ اور شب مذکورہ کو گھر سے نکل کر کہیں بھی نہیں گئیں۔ اس کے علاوہ انسپکٹر پولیس کے بیان سے صاف پایا

جاتا ہے۔ کہ قتل کا ارتکاب کسی مرد نے کیا۔ میں اپنی موکلہ کی طرف سے یہ بھی بیان کرتا جاتا ہوں۔ کہ مسز فنٹرز ہارڈنگ اور اس کی دختر کچھ روپیہ قرض حاصل کرنے کی غرض سے مسٹر ہیوٹس کے مکان پر گئی تھیں۔ اس نے انہیں روپیہ قرض دیدیا۔ اور جب تک اس کی ان سے گفت و شنید ہوتی رہی۔ نقدی کا بکس میز پر کھلا پڑا رہا۔ ممکن ہے۔ جس وقت یہ معاملے ہو رہے تھے۔ کوئی مرد جو پہلے سے اس مکان کے مختلف حصوں سے واقف تھا۔ عقبی کھڑکی کے بڑھے ہوئے حصہ پر قدم رکھ کر نقدی کے صندوق کو دیکھتا رہا ہو۔ اور پھر روپیہ کی خاطر اس نے رات کے وقت یہ واردات کی ہو۔ اس سے دوسرے دن ملزمہ اس کی دختر اور اس شریف مرد کے دفعتاً رخصت ہو جانے کا باعث جس کا ذکر پیشتر کیا گیا ہے۔ یہ تھا کہ ملزمہ کی بیٹی اور اس نوجوان میں شادی قرار پا چکی تھی۔ اور فیصلہ یہ تھا۔ کہ اس شادی کا علم اس نوجوان کے باپ کو نہ ہونے پائے۔ چونکہ روپیہ قرض حاصل کیا جا چکا تھا۔ اور اخراجات کے لئے وافر زر نقد موجود تھا۔ اس لئے بظاہر کوئی وجہ ان کے بلا ضرورت زیادہ عرصہ لندن میں ٹھہرنے کی نہ تھی۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ کس لئے یکایک سفک سٹریٹ سے روانہ ہو گئے۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ عورتوں میں سے کسی کی طرف سے ایسی بات کا اظہار نہیں ہوا۔ جس سے ان کا مجرم ہونا پایا جائے۔ اور نہ اس جوان کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہوئی۔ جو اسے ان کا شریک جرم ثابت کرے۔ کیونکہ یہ لوگ بجائے ریل کا سفر کرنے کے سفری گاڑی میں ڈوور تک گئے۔ اور وہاں پر جہاز کے انتظار میں دوسری صبح تک ٹھہرے رہے۔ حالانکہ اگر انہیں کسی طرح کی گھبراہٹ ہوتی۔ تو وہ کوئی کشتی کرایہ پر لے کر اسی رات کیلے کو جا سکتے تھے۔ پھر اگر ملزمہ اور اس کی بیٹی کے دل میں متوفی ساہوکار کا زر نقد چھیننے کا فاسد ارادہ ہوتا۔ اور وہ اس مطلب کے لئے اسے جان سے مارنے پر آمادہ ہوتیں۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ وہ اسے اسی وقت ہلاک نہ کر دیتیں۔ جب وہ ان کے ساتھ عقبی نشستگاہ میں تھا۔ کیا ان کا سر پھرا تھا۔ کہ وہ مکان کے پیچھے سے آکر دوبارہ مکان میں داخل ہونے کے بعد اس جرم کا ارتکاب کرتیں؟ شہادت سے یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ جب تک یہ عورتیں سفک سٹریٹ والے مکان میں رہیں۔ انہیں کبھی روپیہ کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ حتی کہ اس وقت بھی نہیں۔ جب وہ ساہوکار سے قرض وصول کرنے گئیں۔ ایسے حالات میں یہ امر صریحاً بعید از قیاس ہے۔ کہ وہ روپیہ کی خاطر قتل جیسے خوفناک جرم کی مرتکب ہوئیں۔ متوفی

کی مدد حاصل کرنے کی وجہ اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ جو دستاویز کی بنا پر روپیہ قرض لیا گیا۔ وہ ایک ایسی ضمانت تھی۔ جس پر کبھی سرمایہ دار روپیہ دینے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے نوجوان کا لکھا ہوا پرامیسری نوٹ تھا۔ جسے زمانہ آئندہ میں معقول دولت ملنے کی امید تھی۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسی ضمانتیں صرف وہی لوگ منظور کرتے ہیں جو بڑے سود کے لالچ میں خطرات کی زیادہ پرواہ نہ کریں۔ مجموعی طور پر میری موکلہ کے خلاف کوئی خفیف سی بات بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی۔ جس سے اس کا جرم ثابت ہوتا ہو۔

مجسٹریٹ نے اس رائے سے اتفاق کر کے مسز فنٹز ہارڈنگ کو رہا کر دیا لیکن مالہولنڈ کی عدالت پولیس سے اسے اس مقام پر جانا پڑا۔ جہاں مقتول ساہوکار کی لاش پر افسر مرگ کی طرف سے تحقیقات ہو رہی تھی۔ لیکن جب افسر مرگ کو پولیس مجسٹریٹ کے فیصلہ سے مطلع کیا گیا۔ تو اس نے مسز فنٹز ہارڈنگ کو اپنے حکم سے نہیں روکا۔ جیوری نے کسی شخص یا اشخاص نامعلوم کے خلاف "قتل عمداً" کا فتوی صادر کیا۔ اور عمر رسیدہ عورت پھر ایک بار آزاد ہو گئی۔

لیکن مالہولنڈ کی عدالت پولیس میں انسپکٹر نے جو شہادت دی تھی۔ اور جس کا اعادہ افسر مرگ کی عدالت میں بھی ہوا تھا۔ اس نے مسز فنٹز ہارڈنگ کے ذہن میں چند شکوک پیدا کر دئے تھے۔ اور جتنا زیادہ وہ شب واردات کو مسٹر پریول کے مکان کے واقعات پر غور کرتی اور جس طرح پر یہ واردات ہوئی۔ اس کے مختلف پہلوؤں کو سوچتی۔ اتنا زیادہ اسے اس بات کا اعتماد ہوتا گیا۔ کہ مجھے قاتل کا نام معلوم ہے۔

اگر حالات اجازت دیتے۔ تو وہ ضرور لندن میں رہ کر اس شخص کا سراغ لگانے کی کوشش کرتی جس سے وہ اس جرم کو منسوب کر رہی تھی۔ مگر اس کے پاس وقت کم تھا۔ اور وہ بتاخیر پیرس سلویا اپنی بیٹی اور چارلس جیٹ فیلڈ کے پاس پہنچ جانے کی فکرمند تھی۔ جن کی نسبت اسے یقین تھا۔ کہ وہ اس وقت تک بحفاظت وہاں پہنچ گئے ہونگے۔

اس کا سارا دن عدالت پولیس اور افسر مرگ کی تحقیقات میں حصہ لیتے ہوئے صرف ہو گیا تھا۔ رات لندن میں بسر کر کے وہ صبح کی گاڑی میں فوکسٹن کی طرف روانہ ہوئی۔ اور وہاں سے ایک جہاز پر سوار ہو کر بولون پہنچ گئی۔

اس وقت کی صحیح تحقیق کے لئے جب مسز فنشر ہارڈنگ پیرس آئی تھی۔ ہم ناظرین کو یہ جتا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جس روز چارلس اور پرڈیٹا نے رودبار کو عبور کیا۔ اور پہلے ہی دا اور ہو اسی روز پولیس کے سپاہی بڑھیا کو زیر حراست لندن کو لے گئے تھے۔ اس کے دوسرے دن جب وہ جرشا پیرس کی طرف جارہا تھا۔ مسز فنشر ہارڈنگ کا مقدمہ عدالت پولیس میں زیر سماعت تھا۔ اور جس روز ان کی شادی سفیر برطانیہ کے گرجا میں ہوئی وہ ان سے ملنے پیرس کو جارہی تھی۔ اس حساب سے چھٹے دن یعنی اس روز جب چارلس اور پرڈیٹا نیس جا رہے تھے شام کا وقت تھا۔ کہ مسز فنشر ہارڈنگ سفری گاڑی میں سوار دن بھر کی تھکی ماندی سخت پریشان اور واقعات پیش آمدہ سے آزردہ پیرس میں وارد ہوئی۔

گاڑی سے اتر کر وہ ایک ہوٹل میں پہنچی۔ جو اس مقام کے قریب ہی واقع تھا۔ جہاں اس قسم کی گاڑیاں ٹھیرتی تھیں۔ اور وہاں لباس تبدیل کر کے کرایہ کی گاڑی میں بلا تاخیر سفیر انگریزی کے دفتر میں گئی۔ کیونکہ جیسا ہمارے ناظرین کو معلوم ہے۔ وہ اب تک ان واقعات سے قطعاً لاعلم تھی۔ جو اس کی حراست کے بعد چارلس اور پرڈیٹا کو پیش آئے تھے۔ اور نہ اسے یہی معلوم تھا۔ کہ پیرس میں وہ کس جگہ مقیم ہیں۔ سچ پوچھئے تو اسے اس بارہ میں بھی شک تھا۔ کہ وہ مصر مقام فرانس میں مقیم ہیں۔ یا شادی کی رسم ادا کر کے کسی طرف اوقات گذارنے کے لئے روانہ ہوگئے ہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں اسے ذرا بھی شبہ نہ تھا۔ کہ اب تک ان دونوں کی شادی ضرور ہو چکی ہوگی۔ اس بات کو وہ اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ ان کے دل میں میرے لئے نہ اس قدر عزت اور نہ پاس ہے۔ کہ میری جستجو میں واپس لوٹ آئیں۔ کیونکہ کچھ عرصہ سے وہ پرڈیٹا کے مزاج میں اتنی عظیم تبدیلی دیکھ چکی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ماں کی محبت یا عزت ایک ایسا جذبہ ہے۔ جسے وہ حقارت کے ساتھ نظر انداز کر چکی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسز فنشر ہارڈنگ اس کے لئے تیار نہ تھی۔ کہ بلا مزاحمت اپنے انتہائی لذات سے دست بردار ہوجائے۔ اور حقیقت میں اسی خواہش کے زیر اثر وہ تیزی سے سفر کرتی پیرس پہنچی تھی۔ ورنہ اس کا نہ تو ہم خود گمان کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے ناظرین ہی اس خیال کو دل میں جگہ دیں گے۔ کہ اس کے سینہ میں بیٹی کے لئے خفیف سی بھی محبت تھی۔ کیونکہ زمانہ کے تلخ اثرات اور اس کے اپنے طوفانی دور مستی کے واقعات نے اس کے جذبات کو اس درجہ کند کر دیا تھا۔ کہ وہ راست اور حقیقی جو ماں کے دل میں بیٹی کو

خوشی دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اس کے اندر قطعاً نابود تھی۔

اس عیارہ کا مدعا ئے عظیم پیرس آنے اور اپنی بیٹی اور داماد کی تلاش سے محض یہ تھا کہ ان پر پھر وہی سابقہ اقتدار حاصل کرے۔ اس کی اسے پروا نہ تھی کہ اس کے لئے مناسب وسائل سے کام لینا پڑے یا نامناسب طریقوں سے۔ وہ دھمکی اور مصالحت دو نو باتوں کو حصول مدعا کے لئے مناسب سمجھتی تھی۔ اور پیرس آتے آتے اس نے اپنے دل میں اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ بیٹی کی خوشامد کر کے یا اسے ڈرا کر۔ اپنے آپ کو اس کی زندگی کا ضروری حصہ بنا کر یا اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا کر کے غرض جس طرح بھی ممکن ہو میں اس پر اگلا سا اثر و اقتدار قائم کروں گی۔ وہ اپنے دل میں یہ سوچے ہوئے تھی۔ کہ آتش مزاج اور عیش پرست پنڈولیا ہر وقت اس انداز سے اپنے شوہر کے ساتھ لگی رہے گی۔ گویا اس کا وجود اس کی ہستی برقرار رہنے کے لئے ضروری ہے۔ اور اس خیال سے اپنے آپ سے کہہ بھی بیٹھتی۔ میں نے اس شادی کو سرانجام کرنے کا ذریعہ نہ بنایا تو میرے بڑھاپے پر پھٹکار ہے۔ ان دلفریب اور راحت بخش اوقات میں جب گل و بلبل ایک دوسرے پر نثار ہوں گے۔ اور جب ایک کی آنکھیں دوسرے کے عشق کا آئینہ بنی ہونگی۔ میں دبے پاؤں پنڈولیا کے قریب جا کر اس کے کان میں آہستہ سے کہہ دیا کروں گی۔ بیٹی یہ تمام راحت۔ یہ تمام کیفیت۔ فقط میری رازداری کی بدولت ہے۔ اگر تم میرے تابع ہو کر رہو گی۔ تو یہ عیش بلکہ اس سے بھی زیادہ تمہارا حصہ ہے۔ اگر نہیں تو پھر یاد رکھو صرف ایک لفظ زبان سے کہہ کر میں اس پر اعتماد احمق کی آنکھوں سے پٹی کھول دونگی۔ میں اسے بتا دوں گی۔ تم کون ہو اور تمہاری حقیقت کیا ہے پھر نہ یہ عشق ہو گا۔ نہ محبت۔ باد صرصر کا ایک ہی جھونکا اس سارے گلستان راحت کو خس و خاشاک کر دے گا۔ اور وہ جوان جو تجھ پر سو ہزار جان سے فریفتہ ہے۔ تجھے ایک ملعون اور قابل نفرت ہستی سمجھ کر دور پھینک دیگا"۔

اس طرح شیخ چلی کے سے پلاؤ پکاتی۔ اور عجیب عجیب تجاویز سوچتی مسز فنز ہارڈنگ کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر انگریزی سفارت خانہ میں پہنچی۔ اس وقت شام کے ۵ بج چکے تھے۔ حسن اتفاق سے پادری کا محرر وہیں موجود تھا۔ اس کی زبانی اسے معلوم ہوا۔ کہ چارلس ہیٹ فیلڈ اور پنڈولیا فنز ہارڈنگ کی شادی یوم گذشتہ کو ہو چکی ہے۔ اس کے بعد فنا سی فینس دیکیا اس کے لئے یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا کہ شادی شدہ جوڑا پیرس میں کہاں سکونت

رکھتا ہے

ان معلومات سے ہر طرح مطمئن ہو کر وہ پھر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اور گاڑی بان کو اس ہوٹل میں چلنے کا حکم دیا۔ جہاں اس کی بیٹی اور داماد رہتے تھے۔ اور جس کا پتہ اس نے رجسٹر مذکور سے معلوم کر لیا تھا۔ ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ بڑھیا فرانسیسی زبان بھی نکال بول سکتی تھی۔ اور اس لئے رنگیلے شہر پیرس میں اسے اپنے خیالات کے اظہار میں کسی طرح کی دشواری پیش نہیں آئی

باب ۱۵۵ ماں بیٹی

گاڑی ہوٹل کے دروازہ پر پہنچکر رکی اور مسز نشر ہارڈنگ نے اتر کر دربان سے دریافت کیا آیا مسٹر اور مسز ہیث فیلڈ یہیں رہتے ہیں۔ شخص مذکور نے ناموں کی ایک لمبی سی فہرست کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ جو دیوار کے ساتھ چسپاں تھی۔ اور بہت دیر اسے غور سے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے مڑ کر بوڑھی عورت سے مختصر لفظوں میں مودبانہ انداز سے کہا۔ وہ نمبر ۹ روم ستھا پورمیں اٹھ گئے ہیں:

ہوٹل سے مسز نشر ہارڈنگ تمام مذکور کی طرف روانہ ہوئی۔ یہ ایک نہایت شاندار مکان تھا۔ اس کے سامنے رک کر اس نے دربان سے پھر وہی سوال کیا۔ کہ مسٹر اور مسز ہیث فیلڈ یہیں رہتے ہیں؟

"اوہ! ہاں" دربان نے کچھ عجب پیرایہ میں جواب دیا " مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص مسز ہیث فیلڈ سے ملنے آئے۔ تو اسے اس خاتون کے پاس بھیج دیا جائے۔ جو دوسری منزل پر آباد ہوئی ہے"

مسز نشر ہارڈنگ اس مبہم جواب سے متعجب تو بہت ہوئی۔ مگر پھر اسے خیال آیا۔ کہ شاید چارلس نے وائیکونٹ مارسٹن کا لقب اختیار کر لیا ہے۔ اور اب وہ ہیث فیلڈ کے نام سے مشہور نہیں ہیں۔ جو کچھ بھی ہو اس نے دربان سے گفتگو کو جاری رکھنا بے سود سمجھا۔ اور مکان کی دوسری منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ جس کی نسبت ہم یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ پیرس کے مکانوں میں زیادہ معزز لوگ دوسری منزل ہی میں رہا کرتے ہیں

جس وقت وہ زینہ کی راہ سے اوپر چڑھ رہی تھی۔ تو اسے خیال آیا۔ کہ دربان نے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے صرف مسز ہیٹ فیلڈ کا ذکر کیا۔ کسی مرد کا نام نہیں لیا تھا۔ مسز فنشر ہارڈنگ سخت حیران اور متعجب تھی۔ کہ میری بیٹی یکایک کس پردہ راز میں چھپ گئی ہے اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں کچھ تشویش پیدا ہونے لگی۔ اگرچہ وہ اس تشویش کی نوعیت کو سمجھنے سے قاصر رہی۔

پھر دوسری منزل کے اس مقام تک پہنچکر جہاں سنگ مرمر کا زینہ ختم ہوتا تھا۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ خادمہ رونالی نے دروازہ کھولا۔ اور اسے ایک نہایت خوشنما اور شاندار کمرہ میں داخل کیا۔

"میڈموازل[1] سے کسی تشریف آوری کا ذکر کیا جائے؟" اس نے مسز فنشر ہارڈنگ سے پوچھا۔

"کہنا تمہاری ماں آئی ہے"۔

رونالی واپس چلی گئی۔ اور مسز فنشر ہارڈنگ بیرونی کمرہ کی ایک پر تکلف کوچ پر بیٹھ کر انداز حسرت سے ادہر ادہر دیکھنے لگی۔

"بظاہر میری پرڈیٹا بڑے مزے میں ہے"۔ وہ ہر طرف سامان عیش کو موجود دیکھ کر کہنے لگی۔ "لیکن اس کے باوجود وہ کسی پردہ راز میں مخفی ہے۔ جسے میں اب تک دور نہیں کر سکی۔ دربان نے صرف "ایک خاتون" کا ذکر کیا تھا۔ اور اب خادمہ نے اپنی آقانی کا ذکر "میڈم" کی بجائے "میڈموازل" کے لفظ سے کیا ہے۔ آخر یہ کیا اسرار ہے؟"

اس وقت دروازہ کھلا۔ اور پرڈیٹا ایک خوشنما ڈھیلے لباس میں نمودار ہوئی۔ وہ متفرق سامان کو اس نے مکان میں آراستہ کرنے میں مدد دے رہی تھی۔ اور اسی حالت میں ماں کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

ماں بیٹی کی ملاقات میں نہ کسی کی طرف سے اظہار محبت اور نہ اظہار مسرت ہوا۔ وہ ایک دوسرے سے گلے بھی نہ ملیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہاتھ بھی نہیں ملائے۔ بظاہر دونو اس بات کی خواہش مند تھیں۔ کہ ایک کو دوسرے کے خیالات جلد تر معلوم ہو جائیں۔

اسی خواہش کے زیر اثر ماں نے بغیر کسی تمہید کے بیٹی سے پوچھا۔ "چارلس کہاں ہے؟"

---

[1] فرانس میں کنواری عورت کو "مس" کی بجائے "میڈموازل" اور شادی شدہ کو "مسز" کی بجائے "میڈم" کہتے

"چلا گیا" ڈائن نے مختصر طور پر جواب دیا۔

"چلا گیا!" بوڑھی عورت نے غیر معمولی تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا "ہاں چلا گیا۔۔۔ رخصت ہو گیا۔۔۔ ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گیا" پرڈیٹا نے کسی قدر تلخی کے لہجہ میں کہا۔ مگر پھر جلدی ہی اپنے مزاج کو پرسکون کر کے اس نے اس سے پوچھا "یہ بتلاؤ اس الزام کا کیا ہوا۔ جو تم پر عاید کیا گیا تھا؟"

"او! تو کیا اس کی خبر تمہارے کانوں تک بھی پہنچ گئی ہے؟" مسز فشر ہارڈنگ نے طنز آمیز لہجہ میں کہا کیونکہ اسے اس بات کا سخت رنج تھا کہ بیٹی نے اس معاملہ کا ذکر بالکل سرسری انداز سے کیا ہے۔ پھر وہ کہنے لگی۔ "مجھے پولیس کے آدمی واپس لندن کو لے گئے تھے۔ جہاں مجھے لندن کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ لیکن میرے معاملہ میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئی۔ یہ تمہارے سوال کا جواب تھا۔ اب تم میرے سوال کا جواب دو کہ چارلس کس لئے تمہیں چھوڑ کر چلا گیا؟"

پرڈیٹا کہنے لگی "اس کا جواب دینے سے پہلے میں تم سے ایک سوال کا جواب پوچھنا چاہتی ہوں جو یہ ہے کہ تمہیں میرے موجودہ مقام سکونت کا کیونکر پتہ ملا؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی موٹی تیز آنکھیں عمر رسیدہ عورت کے چہرہ پر متجسسانہ انداز سے گڑو دیں۔ گویا وہ اس کے بشرہ سے یہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہ اسے میرے اور چارلس کے معاملات کا کس حد تک علم ہے۔

مسز فشر ہارڈنگ نے جان لیا کہ پرڈیٹا صرف اسی قدر حالات بیان کرنے پر آمادہ ہو جن کے لئے وہ مجبور ہو۔ پس وہ کہنے لگی "اس کا جواب چنداں مشکل نہیں" یہ کہتے ہوئے اس کے ذہن میں نہ معلوم کس وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ پرڈیٹا چارلس کے ساتھ اپنی شادی کے معاملہ کو مجھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس کا فقط اتنا ہی ذکر نہ کر دیتی۔ ظاہر ہے کہ اس کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ ماں کو اس شادی سے مطلع کرتی۔ جو اس نے چارلس سے کی تھی۔ اس نے سوچا اگر پرڈیٹا کو اس واقعہ کے اخفا میں کوئی مقصد مد نظر ہے۔ تو اس راز کا معلوم ہو جانا یقیناً جلد یا بدیر میرے لئے مفید ثابت ہو سکے گا۔ پس اس نے سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر سردست اپنے آپ کو شادی کے معاملہ سے لاعلم ظاہر کرنا ہی بہتر جانا۔ واضح رہے کہ یہ خیالات آن واحد میں بوڑھی عورت کے ذہن میں پیدا ہو

اور اس سے اُن کے منہ اترا اپنے چہرے کے سکون کو بدستور قائم رکھتے ہوئے کہا کہ وہ پھر
بیٹی کی طرف متوجہ ہو کر بظاہر نہایت شفقت و مہربانی سے کہنے لگی "اس کا جواب یہ ہے کہ اس شکل میں
نے تمہارا پتہ بڑی آسانی سے دفتر پولیس سے معلوم کر لیا تھا۔"

"لیکن تمہیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ میرا موجودہ نام کیا ہے؟" پرڈیٹا نے اپنی آنکھیں بدستور
ماں کے چہرہ پر جمائے ہوئے کہا۔

بڑھیا عورت عمداً غلط بیانی کرتے ہوئے کہنے لگی "تمہارا نام اب تک فنٹر
ہاؤنڈنگ ہی سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی نام سے تمہاری تلاش کی تھی۔ چنانچہ مجھے بتایا گیا کہ تم اور چارلس
دونوں اس ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے ہو۔ جہاں تم یہاں آنے سے پہلے مقیم تھے۔"

"اور وہاں جانے کے بعد؟" پرڈیٹا نے بے صبری سے دریافت کیا۔

بڑھیا نے جواب دیا "وہاں پہنچ کر دریافت کرنے پر ہوٹل کے دربان نے مختصر طور پر
کہا۔ کہ تم یہاں چلی آئی ہو۔ لیکن میں پھر دریافت کرتی ہوں۔ چارلس کہاں ہے۔ اور
کیا اس نے تم سے شادی نہیں کی؟"

"نہیں!" پرڈیٹا نے ماں کے چہرہ کو پہلے کی نسبت زیادہ غور و تجسس کی نگاہ سے دیکھتے
ہوئے کہا "اس مذموم آدمی نے مجھے دھوکا دیا۔ اور مجھے چھوڑ کر چل دیا۔"

"بدمعاش! حرامزادہ!" بڑھیا نے بظاہر بیٹی کے بیان کو بالکل صحیح تسلیم کرتے ہوئے چارلس
کی مذمت میں کہا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ پرڈیٹا نے اس وقت اس کی ریاکاری کو اس قدر
راستی پر مبنی سمجھا کہ وہ اس کی ظاہرداری کے دھوکے میں آگئی۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پرڈیٹا کہنے لگی "اماں تمہاری غیر حاضری میں مجھے کئی طرح
کے عجیب و غریب واقعات پیش آچکے ہیں۔ جب شادی کی مکمل تیاریاں ہو چکی تھیں۔ تو
چارلس کا باپ یکایک کہیں سے آموجود ہوا اور اس نے میرے سارے حالات نہایت رنجیدہ
پیرایہ میں بیٹے کے روبرو بیان کر دیے۔ مسٹر بیٹ فیلڈ کے بیان سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ
میرے تمام اسرار سے واقف ہے۔ اور میرے اور تمہارے متعلق کوئی بات ایسی نہیں جس کا اسے
علم نہ ہو۔ اپنی اس واقفیت کو اس نے جس بے رحمی کا شرمناک طریق پر استعمال کیا۔ اس کی تلخ
کلامی سن کر میں بھی خاموش نہ رہ سکی۔ اور میں نے اس سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم ہمارے
خاندانی حالات سے شاید واقف نہیں ہو۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے اس شخص کا دامن چھڑا لیا

جو دو بچوں کی امیدوں کو خاک میں ملا کر خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے میرے مدبر دماغ میں بلند میں کمیل بھوت پیش کیے کہ اس کا بیٹا ناجائز اولاد ہے اور اس نے گزارے کی خاطر خود اس کا دست نگر ہے۔"

"آہ!" مسز فشر ہارڈنگ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ کیونکہ اب وہ جان گئی تھی کس لیے پرڈیٹا نے اس جوان کے ساتھ اپنی شادی کے راز کو پوشیدہ رکھا۔ پھر کہنے لگی "تو کیا وہ حقیقت میں وائیکاؤنٹ مارسٹن نہیں۔ محض چارلس ہیتھ فیلڈ تھا؟"

"افسوس کہ یہی تلخ حقیقت ہے" پرڈیٹا نے جواب دیا۔ "اور میں یقین کرتی ہوں۔ کہ تم مجھے قابل مبارکباد سمجھو گی۔ کہ میں اس بے درد نوجوان کی شادی کے دام سے بال بال بچی"

بوڑھی عورت کی ظاہرداری میں ذرا فرق نہیں آیا۔ اور وہ کہنے لگی "بے شک میں اس کے لیے تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔ مگر یہ بتاؤ تمہیں اس شاندار مکان کے اخراجات ادا کرنے کے لیے روپیہ کہاں سے مل گیا؟"

"واہ! تو کیا تم خیال کرتی ہو۔ میں مسٹر ہیتھ فیلڈ اور اس کے بیٹے کو معقول گزارہ لیے بغیر چلا جانے دیتی" پرڈیٹا نے کہا۔ "میں نے ان کے خانگی معاملات سے اپنی واقفیت کا اظہار ایسے ناگوار پیرایہ میں کیا۔ کہ انہیں میری امداد پر مجبور ہونا پڑا۔ اس کے علاوہ اس نوجوان کے ناجائز اولاد ہونے کا راز جسے اس کے باپ نے جلدی اور اضطراب کی حالت میں ظاہر کر دیا تھا ہمارے درمیان ایک ایسی بحث کا موجب بنا۔ جس سے ..."

"میں تمہارا مطلب سمجھ گئی" مسز فشر ہارڈنگ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "ماحصل یہ ہے چونکہ لیڈی جارجیانا ہیتھ فیلڈ کی عزت اور نیک نامی خطرہ میں تھی۔ اس لیے تمہیں زر نقد دے کر خاموش کر دیا گیا۔ جو کچھ بھی ہو پرڈیٹا یہ سودا نفع مند ضرور ہے۔"

"میں نے ایک ہزار پونڈ نقد اور پانچ سو پونڈ سالانہ وظیفہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شرط فقط یہ ہے کہ جب تک انگلستان کو واپس نہ جاؤں۔ مجھے یہ رقم ملتی رہے گی۔"

"بہت اچھی شرط ہے ... بہت ہی اچھی تجویز ہے"۔ بوڑھی عورت نے جس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ کہا۔

"اور کئی وجوہ سے میں نے اپنا نام بھی بدل لیا ہے" پرڈیٹا نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "پہلی وجہ تو یہ تھی۔ کہ میں نے جب اس قابل نفرت مسٹر ہیتھ فیلڈ کی زبانی ڈوور

میں تمہاری گرفتاری کی خبر سنی۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ تم پر کیا الزام عائد کیا گیا ہے۔ تو مجھے اندیشہ ہوا۔ کہیں یہ واقعہ اخبارات میں شائع نہ ہو جائے۔"

"بے شک میں سمجھ گئی۔" ماں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مختصر یہ کہ اب تمہیں مسز ہارڈنگ کا نام پسند نہیں۔ پھر اس کی بجائے اب کونسا نام انتخاب ہوا ہے؟"

"میرا موجودہ نام مسز ٹیمبر ہے۔" بیٹی نے جواب دیا۔ "لارا ٹیمبر۔ کیوں کتنا پیارا نام ہے؟"

"بے شک مگر اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ تم نے اپنا ذاتی نام بھی بدل ڈالا۔" بوڑھی عورت نے استعجاب آمیز لہجے سے کہا۔

"ہاں کیونکہ وہ ایک غیر معمولی نام تھا۔ اور جو شخص اسے سن لے۔ وہ اس کو بآسانی بھول نہیں سکتا تھا۔"

"اس صورت میں مجھے بھی اپنا نام مسز ہارٹیمبر رکھنا ہوگا۔" بڑھیا نے کہا "اور اس کے علاوہ آئندہ تمہاری سکونت بھی میرے ہی پاس ہوگی۔"

"جس کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مگر کیا بات ہے۔ کہ تمہیں اس جوان کے چلے جانے کا ذرا رنج نہیں۔ جس سے تمہیں اس درجہ محبت تھی؟" بڑھیا نے جسے ہم آئندہ مسز ہارٹیمبر ہی کہیں گے۔ پوچھا

"ہاں وہ محبت ایک خوشگوار خواب تھی۔ جو رفع ہو گیا۔۔۔ وہ ایک خیال باطل تھا جس کا اب کچھ وجود نہیں رہا۔" لارا نے جواب دیا۔۔۔ "کیونکہ آئندہ ہم اس حسینہ کو بھی اس کی مرضی کے مطابق اسی نام سے یاد کریں گے۔ اور یہ کہتے ہوئے اس کے لہجے میں افسوس کی جھلک پیدا ہو گئی۔ "ہاں وہ ایک خیال باطل تھا۔ جو رفت و گذشت ہو گیا۔ اور اب اگر حالات نے اجازت دی۔ تو میں اس شخص سے جس سے کبھی مجھے بے حد محبت تھی۔ خوفناک انتقام لوں گی"

"حالات؟۔۔۔ میں حالات کا مطلب نہیں سمجھی۔" مسز ہارٹیمبر نے کہا۔

لارا کہنے لگی۔ "اماں تم میری اور اپنی حیثیت کو نہیں سمجھتی ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ سر دست ہم بڑی حد تک مسٹر ہیتھ فیلڈ کے دست نگر ہیں۔ اور اس بات کے پابند کہ اس کی قائم کردہ شرطوں پر عمل کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بالفعل چھپ چھپ کر سکونت رکھنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ اس کی پیش کردہ امداد ہمیں اسی صورت میں مل سکتی ہے۔ لیکن میں اس طرح کی پابندیوں کی عادی نہیں ہوں۔ پس میں اس فکر میں ہوں۔ کہ پہلے کسی شاندار مستقبل کا

انتقام کروں۔ جس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یعنی یا تو کسی صاحبِ حیثیت شخص سے شادی کر لوں۔ یا کسی امیر کبیر کو اپنی ریشمی زنجیروں میں جکڑ لوں۔ پھر جب ایسا ہو گیا۔ تو میں مسٹر ہیٹ فیلڈ کی پیش کردہ امداد سے فوراً دست بردار ہو جاؤں گی۔ اور اس وقت لارا نے زوردار لہجہ میں کہا "اسی وقت میں انتقام کی فکر کروں گی۔ کیونکہ اماں۔" اس حسینہ نے انداز تکبر سے سر کو اکڑتے ہوئے جبکہ اس کے نتھنے پھولے ہوئے اور آنکھیں شعلہ بار تھیں کہا "کیا یہ لازم نہیں ہے۔ کہ میں نے اگر ایک عورت کی حیثیت میں اس سے محبت کی۔ تو ایک عورت ہی کی حیثیت میں اس سے بدلہ لوں؟ ۔۔ ہاں وہ دن نہایت مبارک ہوگا جب میں اپنے آپ کو مسٹر ہیٹ فیلڈ کی امداد سے مستغنی سمجھوں گی۔ کیونکہ اسی وقت میں اس سے اپنی مرضی کے مطابق بدلہ لے سکوں گی۔ باپ کے ہاتھوں ذلیل ہونے کے بعد بیٹے سے بدلہ لوں گی۔۔۔ ایک دشمن کی زبان سے اپنے تمام عیبوں کی فہرست سننا اور نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جانا۔ آہ! اے اماں یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو اب تک مجھے دیوانہ بنا رہی ہیں آج صبح اگرچہ میں نے ان دونوں کے روبرو اپنے آپ کو پُرسکون رکھا۔ مگر اس کی وجہ محض یہ تھی کہ میں نے جذبات تکبر کو اپنے دلِ مجروح پر غالب آ جانے دیا۔ اور اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ میری طرف سے ذرا سی کمزوری کا بھی اظہار نہ ہو۔"

"ایسی پرجوش محبت کے بعد ایسا خوفناک انتقام جس کا تم ذکر کرتی ہو بے شک ایک مزیدار تماشہ ہوگا" بڑھیا نے طنز آمیز لہجہ میں کہا۔ اور پھر سوچ کر کہنے لگی "خود مجھے بھی تو ایک شخص سے انتقام لینا ہے"

"تمہیں اماں!" لارا نے غیر معمولی استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"ہاں۔ تمہیں یاد ہے جس رات ہم پرسیول کے ہاں گئے۔ تو اس نے ایک ملاقاتی کا ذکر کیا تھا۔ جو اس سے ملنے آیا"

"تمہاری مراد ٹامز یعنی اپنے شوہر سے ہے؟" لارا نے آہستگی سے کہا

"وہی" مسز بارڈیمر نے جواب دیا۔ اور پھر چہرہ کو خوفناک شیطانی صورت دیتے ہوئے وہ کہنے لگی "اسی ٹامز نے پرسیول کو قتل کیا ہے"

"مگر تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا؟" لارا نے متعجب ہو کر پوچھا۔

"مجھے اس کا کامل یقین ہے" اس کی ماں نے جواب دیا "کیونکہ جس رات ہم وہاں گئے تھے

سے ملنے گئیں۔ تو مارنر بھی اس سے ملا تھا۔ فی الحقیقت وہ ہمارے وہاں جانے کے وقت ہی رخصت ہوا تھا۔ اور تمہیں یاد ہوگا۔ کہ خود پرسیول نے اپنے منہ سے یہ بات کہی تھی پھر کیا تمہیں یہ بھی یاد ہے۔ کہ سامو کلد نے کہا تھا۔ مارنر بڑا غریب اور مصیبت زدہ ہے۔ جبکہ ہم پرسیول سے گفتگو میں مصروف تھے۔ اسی نے صندوقچی کھول کر نقدی نکالی۔ اور عدالت پولیس میں گواہوں کے جو بیانات ہوئے۔ ان سے ثابت ہوا ہے۔ کہ ٹھیک اس وقت کسی مرد نے کھڑکی کے باہر بڑھے ہوئے عمارتی حصہ پر قدم رکھ کے اندر کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد ہم چلے آئے۔ اور پرسیول تنہا رہ گیا۔ بعد ازاں کسی شخص نے عقبی دروازہ کو اس طرح کھولا۔ کہ دروازہ میں شگاف کر کے اس چوبی ڈنڈے کو جو دروازہ کے پیچھے لگا ہوا تھا ہٹا دیا۔ اور قفل کو کسی لوہے کے ٹکڑے سے توڑ دیا گیا۔ واضح رہے کہ یہ سب کچھ باہر کی طرف سے ہوا۔ پھر جس ڈنڈے سے پرسیول کو ہلاک کیا گیا۔ اسے بھی مکان کے پچھلی طرف ایک غیر آباد قطعہ زمین سے اکھاڑا گیا تھا۔ اور اس مرطوب زمین پر مردانہ بوٹوں کے نشان بھی تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ قتل کی واردات اسی مرد نے کی۔ جس کے نشانات وہاں موجود تھے۔ اور یہ صاف ثابت ہے۔ کہ وہ مرد مارنر کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔ مجھے اپنے استدلال پر ذرا بھی شبہ نہیں۔"

"بے شک تمہارے دلائل زبردست ہیں" لارا نے تسلیم کیا "لیکن اماں میں یہ پوچھتی ہوں کہ ایک ایسے موقعہ پر جب خود مجھ کو سب سے زیادہ تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ تم ان بیکار تحقیقات میں کس لئے سرگرمی کر رہی ہو؟"

مسز مارٹیمر کہنے لگی "تم ایک منٹ کے لئے میرا بیان سن لو۔ اس کے بعد جو کچھ تمہیں کہنا ہوگا۔ میں اسے سننے کے لئے تیار ہوں۔ دیکھو لارا۔ پرسیول ایک مالدار آدمی تھا۔ اور اس کے نقدی کے بکس میں بے شمار نوٹ اور پونڈ موجود تھے۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ اس نقدی کو اڑا کر مارنر لندن کے تہ خانوں میں کہیں چھپ گیا ہے۔ کیونکہ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ لوگ ایسے جرائم کی سزا سے محفوظ رہنے کا بہترین مقام اسی کو سمجھتے ہیں۔ میرا منشا یہ ہے۔ کہ اسے تلاش کروں۔ اور پھر جب ایک بار وہ مجھے مل گیا۔ تو اسے ڈرا دھمکا کر وہ روپیہ حاصل کر لینا زیادہ مشکل نہ ہوگا۔ ہم دونو یعنی میں اور تم پھر بیٹھا.. نہیں لارا ہم دونو اس روپیہ کو اطمینان سے صرف کر سکیں گی۔ اور میرے لئے یہ جاننا بدرجہ غایت اطمینان بخش ہوگا۔ کہ وہ مقتول

بوڑھی عورت نے چہرہ پر خوفناک انتقامی علامات نمودار کرتے ہوئے کہا۔ "کہ دن پھر ایک بار اسی افلاس و نکبت میں مبتلا ہو گیا ہے۔ جس کا وہ مستحق ہے۔"

"اماں تمہاری یہ تجویز بڑی ہی معقول ہے۔" لارا نے کہا۔ "اور ایسے وقت میں وہ روپیہ بڑا کارآمد ثابت ہوگا۔ اگر چند ہزار پونڈ میرے ہاتھ آ گئے۔ تو پھر مجھے ہیسٹ فیلڈ کی چنداں پروا نہیں۔ اور جس طرح میرے جی میں آئے گا کروں گی۔ لیکن میں یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتی کہ تمہیں اس شخص کے خلاف جو آج رات بھی تمہارا شوہر ہے۔ اتنا تلخ جذبہ انتقام کس لئے؟"

"کس لئے؟" مسز ہارٹیمر نے بیٹی کے آخری لفظ کو دہراتے ہوئے کہا۔ "میں بتاتی ہوں۔ آج سے ۱۹-۲۰ سال پیشتر جب اسے جیل خانہ نیوگیٹ سے رہا کیا گیا۔ جہاں وہ ایک شخص سر ہنری کورٹنی کے قتل کے الزام میں زیر حراست تھا۔ اور میں بدستور اسی جیل میں رہ گئی۔ تو اس کم بخت نے اتنا بھی نہیں کیا کہ جاتے وقت مجھ سے مل لیتا۔۔ مجھے دو لفظ ہمدردی کے کہہ جاتا۔ بالکل نہیں۔ اس نے تو مجھے پہچانا تک نہیں۔ بلکہ مجھے ایک حقیر اور قابل نفرت وجود سمجھا۔ لارا تم معلوم کر چکی ہو کہ اس شخص کی طرف سے جس پر تمہیں کچھ دعویٰ ہو۔ نفرت اور حقارت کا سلوک دیکھ کر کتنا بھاری صدمہ ہوتا ہے۔ چارلس ہیسٹ فیلڈ نے جس بے رخی کا سلوک تم سے کیا۔ اس کی کسک اب تک تمہارے دل میں موجود ہے۔ پھر کیا یہ لازم نہیں کہ ایسا ہی جذبہ انتقام جو تمہارے دل میں موجود ہے۔ میرے سینہ میں بھی اس بزدل پاجی۔ اس بدبخت کے خلاف موجود ہو۔ جو ہر لحاظ سے میرا شریک جرم تھا۔ اور جو اس خیال سے مجھے میرے حال پر چھوڑ کر چل دیا۔ کہ اب پھانسی کی رسی بہت جلد اس کا خاتمہ کر دے گی۔ اور میں ہمیشہ کے لئے اس سے نجات پالوں گا۔"

"لیکن اماں تمہارا معاملہ میرے معاملہ سے بہر حال مختلف ہے۔" لارا نے جواب دیا۔ "کیونکہ آج تک تم اپنی زبانی جو حالات بیان کرتی رہی ہو۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تمہیں کبھی اس شخص سے محبت نہ تھی۔ حالانکہ مجھے۔۔۔ مجھے چارلس سے فی الواقعہ محبت تھی۔"

"بے شک۔ اور میں اس فرق کو تسلیم کرتی ہوں۔" مسز ہارٹیمر نے کہا۔ "لیکن اس اختلاف کے باوجود میرے دل میں ٹارنر کے خلاف سخت جوش انتقام ہے۔ دیکھتی نہیں ہو۔ ابھی اگلے دن محض اس کے جرم کی وجہ سے پولیس کے آدمی مجھے گرفتار کر کے سخت ذلت کی حالت میں لندن کو لے گئے جہاں مجھے ایک رات حوالات میں رکھا اور دوسرے دن عدالت انصاف میں

حاصل ہوتا پڑا معزا یہ ہے۔ کہ نفع کا مالک تو وہ ہوا اور تکلیف اور ذلت میرے حصہ آئی۔ یہ سچ ہے۔ مجھے کبھی اس سے محبت نہیں ہوئی۔ محبت تو کیا میں نے کبھی اسے نظر پسندیدگی سے بھی نہیں دیکھا۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ ہماری شادی محض ضرورت کی شادی تھی۔ حالانکہ ہم دونوں ایک دوسرے کو نفرت اور شبہ کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ مگر اس سے تو اتنا بھی ثابت ہے۔ کہ میں روز اول سے اس کی دشمن تھی۔ اب اس دشمنی میں اضافہ ہو چکا ہے۔ اور میں اس بدسلوکی کا جو مجھ سے کی گئی۔ ضرور بدلا لینا چاہتی ہوں"

"جیسے تمہاری مرضی ہو۔" لاما نے لاپروائی سے کہا۔ "اماں اگر تمہیں اس شخص کے خلاف کچھ ہے تو بلا سے۔ جیسے تمہارے جی میں آئے کرو۔ میری خواہش فقط یہ ہے۔ کہ نہ میں تمہارے انتظامات میں دخل اندازی کروں گی۔ نہ تم نے میرے معاملات میں کرنا۔ تم اپنے خیالات کو بڑی توضیح سے بیان کر چکی ہو۔ اب میں اپنی طرف سے بھی ایسا کرنا فرض سمجھتی ہوں۔ مختصر یہ کہ آج صبح میری ساری امیدیں یکایک خاک میں مل گئیں۔ اور مسٹر ہیٹ فیلڈ نے نمودار ہو کر میرے سنہری خواب باطل کر دئے۔ دن کے ساڑھے گیارہ بجے وہ شخص جس سے مجھے دلی محبت تھی اس اجنبی شہر میں جہاں کوئی میرا مونس یا غمگسار نہیں۔ مجھے تنہا چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے اسی وقت اپنے اندر فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ کسی رنج والم کو دل میں جگہ نہ دونگی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جب ایسے حالات میں کوئی عورت اپنے نرم جذبات کو فطری تمرد پر غالب آنے کا موقع نہ دے۔ یعنی وہ انتہائی رنج والم سے محفوظ رہنے کے لئے غرور و تکبر کا سہارا لے۔ تو اس کے دل میں خواہش انتقام کا پیدا ہونا لازمی اور قدرتی ہے۔ کیونکہ جس تکبر کا اس نے سہارا لیا اور جسے وہ اپنی پناہ سمجھتی ہے۔ اسے استوار رکھنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ پس میں نے اپنے سینے میں محبت کی بجائے انتقام کے جذبہ کو جگہ دی۔ اور اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ جب وقت آئیگا۔ میں اس خواہش کو پورا کر کے رہونگی۔ لیکن اس اثنا میں مجھے بہت سے اور کام درپیش ہیں۔ اور ان میں سے پہلا یہ ہے۔ کہ اپنے لئے ایک شاندار مجلسی حیثیت قائم کروں۔ صبح کو جب چارلس اور اس کا باپ رخصت ہو گئے۔ تو میں بہت دیر تک ان معاملات پر غور کرتی رہی۔ اور بعد ازاں میں نے اپنی تجاویز کا محرم راز اس فرانسیسی خادمہ کو بنانا ضروری سمجھا جسے میرے ساتھ بے حد محبت پیدا ہو گئی ہے۔ اور جس کی نسبت میں معلوم کر چکی ہوں کہ وہ بڑی دور اندیش اور ہوشیار عورت ہے۔ لیکن جیسا کہ تم سمجھ سکتی ہو۔ میں نے اسے فقط

اسی قدر حالات بتانے تھے۔ جن کا ذکر چارلس کی خفیہ جدوجہد اور میرے اپنا نام بدلنے کے سلسلے میں ضروری تھے۔ اور اگر پوچھو تو یہ باتیں بھی جو میں نے اسے بتائی ہیں حرف بحرف راست نہیں۔ مختصر یہ کہ میں نے دور اندیشی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس خادمہ کو اپنا وفادار اور جاں نثار بنا لیا ہے۔ مگر جیسا کہ میں بیان کر چکی ہوں صبح کو باپ بیٹے کے رخصت ہو جانے پر میں نے اپنی خادمہ کو محرم راز بنا کر اسے اپنے ساتھ لیا۔ اور ہم دونوں ایک انگریز کے دفتر میں پہنچیں۔ جو نسبتاً حصہ شہر میں اسی قسم کے مکانات کرایہ پر دینے کا ایجنٹ ہے جن میں ضروری سامان فرنیچر پہلے سے موجود ہو۔ وہ ہمیں یہاں لے آیا۔ میں نے مکان دیکھا تو اسے ہر لحاظ سے موزوں پایا۔ چنانچہ ششماہی کرایہ پیشگی ادا کر کے میں نے اس میں سکونت اختیار کر لی۔ اور اب سہ پہر کے تین بجے تم مجھے یہیں موجود پاتی ہو۔"

مسز مارٹیمر اظہار اطمینان کرتے ہوئے کہنے لگی "اس حد تک بیشک تم نے بڑی خوش انتظامی سے کام لیا۔ لیکن آگے چلو۔ مجھے ابھی تمہاری زبانی اور بہت سی باتیں سننی ہیں۔"

"بس میرا بیان قریب الختم ہے۔" لارا نے جواب دیا "کیونکہ اب مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ کہ تم اس شاندار حیثیت کے حصول میں میری امداد کرو۔ جو میرے پیش نظر ہے۔ اور جسے حاصل کرنے کے بعد ہم زندگی بھر کو بے فکر اور مطمئن ہو جائیں گی۔"

"میری امداد و اعانت اے لارا ہر وقت تمہیں حاصل رہی ہے۔ اور آئندہ بھی حاصل ہوگی۔" بڑھیا نے بہ وقت خوشی اور مسرت کے ان آثار کو چھپاتے ہوئے کہا۔ جو اس کے چہرہ پر یہ جان کر نمودار ہو گئے تھے۔ کہ بیٹی کو اب پھر میری امداد کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے "مگر تم سمجھ سکتی ہو۔ دس پندرہ دن کی تاخیر سے تمہاری تجویز پر کوئی برا اثر نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ الٹا اس عرصہ میں تمہاری صحت اور توانائی بحال ہو جائے گی۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں۔ کہ ذہنی فکر و تشویش کے باعث ... خواہ تم اسے تسلیم کرو یا نہ کرو۔ تمہارے عارضوں کی رنگت پھیکی پڑ گئی ہے۔ اور میں تمہاری آنکھوں کے گرد ایک ہلکا نیلگوں حلقہ بھی دیکھتی ہوں۔ یقیناً" اس نے طنز آمیز استہزا کے ساتھ کہا "شادی ہونے سے پہلے بھی تو چارلس کو تم پر وہ تمام حقوق حاصل تھے۔ جو شوہر کو زن پر ہوتے ہیں۔"

"بالکل نہیں"۔ لارا نے ایسے پرسکون انداز اور دلیری سے جواب دیا۔ کہ اگر بڑھیا نے اپنی بیٹی سے محض شبہ کی بنا پر استفسار کیا ہوتا۔ اور اس کے خیالات تحقیقات پر مبنی نہ ہوتے

تو وہ اس مختصر لیکن موثر نگاہ بہی کو کافی سمجھتی۔ لیکن بحالت موجودہ اس نے کہا "تو کیا تمہارے تیز جذبات نے تمہیں اس شکیل جوان کی خوشامدوں کے سامنے موم ہو جانے میں مدد نہیں دی ہے"

لارا بولی "اس امید پر کہ عنقریب ہماری شادی ہونے والی ہے۔ میں نے اس سے بے تکلفی کرنا اس لئے معیوب سمجھا۔ کہ وہ مجھے سبک سر خیال کرے گا۔ لیکن اماں میں دریافت کرتی ہوں۔ ان سوالات کی ضرورت کیا ہے؟" اور یہ کہتے ہوئے شوخ حسینہ نے اپنی خوشنما موٹی آنکھوں کو متعجبانہ انداز سے مسز مارٹیمر کے چہرہ کی طرف لگا دیا۔

"مجھے کوئی خاص مدعا درپیش نہیں" بڑھیا نے بظاہر سرسری طور پر جواب دیا۔ حالانکہ حقیقت میں اس کی باقی گفتگو کی طرح اس فقرہ کا بھی ہر لفظ جچا تلا تھا "میں فقط یہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہ اس جدوجہد میں جو بحالت سفر اور بعد ازاں اس شکیل جوان کی معیت میں تمہاری بیتے ہوئے جس سے تمہیں دلی محبت تھی۔ تمہاری عاقبت بینی اور فطری عیش پسندی میں واقع ہوئی۔ انجام کار کامیابی کیسے حاصل ہوئی تھی"

"اماں تمہارے استعارے میری سمجھ میں نہیں آتے" لارا نے چڑ کر کہا "کیا تم نہیں جانتی ہو۔ کہ جب سے ہم پیرس چھوڑ آئے۔ میری خادمہ روزانہ ہمارے پاس رہتی تھی"

"اوہ ہاں۔ وہی فرانسیسی خادمہ جس کی ہوشیاری اور رازداری کی تم ابھی تعریف کر رہی تھیں" بڑھیا نے اس ذریعے اس گستاخانہ سادگی کے بدلے جو قیام انگلستان کے آخری ایام میں اس سے ہوتا رہا تھا بیٹی سے طنز آمیز گفتگو کا موقعہ ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے کہا۔

لارا کا چہرہ جوش قلب سے سرخ ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگی "اماں کیا تم نے کبھی کوشش کیا تھا۔ کہ ان طعنوں سے اس کدورت کو تازہ کرو۔ جس کا آغاز پہلے بھی تمہاری طرف سے ہوا تھا؟" یہ کہتے ہوئے اس حسینہ نے اپنے موتی نما دانتوں سے نچلے ہونٹ کو بزور کاٹا۔

"نہیں نہیں میں تم سے جھگڑا کرنا پسند نہیں کرتی" مسز مارٹیمر نے جلدی سے کہا "مگر بیٹی تمہیں وہ وقت بھولا نہیں ہوگا۔ جب میں نے یہ نصیحت کی تھی۔ کہ چارلس ہیٹ ویل کے ساتھ شادی کرنے کا خیال دل سے دور کر دو۔ اگر تم اس وقت میرے کہنے پر عمل کرتیں

اور لندن ہی میں ٹھیری رہتیں۔ تو یقیناً آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔"

"خیر جو ہونا تھا ہو چکا۔" لارا نے اپنے شاہانہ انداز سے کہا۔ کہ اس کی ماں نے جان لیا اب اس معاملہ کو طول دینا سراسر بے جا ہوگا۔ پھر کہنے لگی "ہمیں زمانہ ماضی کو یاد کرکے آزردہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ حال ہر طرح محفوظ ہے۔ اور کوئی فوری ضرورت لاحق نہیں اور مستقبل نہایت وسیع ہے۔ جس کے خلا میں میرا طائر امید رفعت آسمانی پر اڑ رہا ہے۔"

"تم ان شاعرانہ نازک خیالیوں کو جانے دو۔" مسز ہارٹیمر نے جلدی سے کہا۔ "ذکر یہ تھا۔ کہ اگر میں دس پندرہ دن اپنے کام میں لگا دوں۔ تو اس سے تمہاری تجاویز پر کوئی مضر اثر نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ الٹا ایک طویل سفر اور تازہ رنجیدہ واقعات کے بعد جو تمہارے اندر ذہنی تشویش پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوئے ہیں۔ تمہیں جسمانی آرام کی سخت ضرورت ہے۔ اس مدت کے عرصہ میں جو میں اپنے کام میں صرف کرنا چاہتی ہوں جس کا میں نے تم سے ذکر کیا۔ آرام اور اطمینان کی زندگی سے تمہارا حسن پھر اصلی حالت پر آجائیگا۔ اور اس بات کا میں تم سے سچے دل سے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ اس عرصہ کے بعد اگر میں زندہ اور صحیح سلامت ہوئی۔ تو چودہویں دن کی رات کو یقیناً تمہارے پاس پہنچ جاؤنگی۔"

"منظور ہے۔" لارا نے کہا۔ "پھر کیا اب یہ بھی لندن کو جاؤ گی؟"

"ہاں یہی میرا ارادہ ہے۔" اور پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مسز ہارٹیمر نے کہا۔ "میری اپنی صحت ایک رات کے آرام سے بحال ہو جائے گی۔ اور میں کل صبح یہاں سے واپس لندن کو روانہ ہو جاؤنگی۔"

لارا کہنے لگی "مگر میں پھر جتلا دیتی ہوں۔ کہ ہمارا فیصلہ ہے۔ ہم مل کر کام کریں۔ اس لئے نہ تمہیں اور نہ مجھے کوئی بات دوسرے کے مشورہ اور صلاح کے بغیر ہرگز شروع کرنی ہوگی۔ تم لندن کو واپس جا رہی ہو۔ ممکن ہے وہاں چارلس ہیسٹ فیلڈ تم سے ملے مگر میری خواہش یہ ہے۔ کہ تم اس سے دور ہی رہو۔ یہاں تک کہ اگر وہ تمہیں کہیں مل جائے تو تم اس طرح دوسری طرف کو منہ پھیر لو۔ گویا اسے جانتی ہی نہیں ہو۔ جس مقصد کے لئے میں تم سے یہ درخواست کرتی ہوں۔ اسی کو پیش نظر رکھکر میں یہ بھی کہہ دینا چاہتی ہوں۔ کہ آئندہ تم نے اس کے باپ سے روپیہ کی کوئی رقم وصول کرنے کی کوشش نہ کرنا اور نہ

اُس واقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتا۔ جو تمہیں اس کی ذات اور اس کے خاندانی اسرار کی نسبت حاصل ہے۔ اگر تم نے اس معاملہ میں میری منشا کے خلاف عمل کیا۔ تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کہ تم کوئی فائدہ حاصل نہ کرسکوگی۔ اور میں نے اپنے انتقام کی نسبت جو تجویز سوچی ہے۔ وہ خاک میں مل جائیگی۔"

بوڑھی عورت کہنے لگی "جو کچھ تم نے کہا۔ میں نے اسے پوری توجہ سے سن لیا۔ اور دوران سخن میں میں نے اس لئے کوئی دراندازی نہیں کی۔ کہ میں تمہاری طبیعت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور جانتی ہوں۔ قطع کلام سے تمہیں سخت آزردگی ہوتی ہے۔ لیکن میں کہدینا چاہتی ہوں۔ کہ یہ ساری نصیحت سراسر بے سود تھی۔ میرا خاص مقصد لندن جانے سے فقط نازلی کی تلاش ہے۔ اور اگر مجھے چارلس بیٹ فیلڈ فاصلہ سے بھی نظر آیا تو میں دور سے ہی نظر بچا کر ایک طرف کو چل دونگی۔ رہا اس کا باپ اس کی میں صورت آشنا بھی نہیں۔ اس کے علاوہ اس خاموش معاہدہ کے مطابق جو میرے اور تمہارے درمیان ہوا ہے ہمارا فیصلہ یہ ہے۔ کہ ایک کی طرف سے دوسرے کی تجاویز میں کوئی مداخلت نہ ہو۔ کیونکہ اسی طرح ہماری آپس میں نبھ سکتی ہے۔ آج سے دو ہفتے بعد یہاں پیرس میں واپس آکر تمہیں اس کام میں تہ دل سے مدد دونگی۔ جو تمہارے پیش نظر ہے۔ اور یقین جانو مجھے وہ سحر معلوم ہے۔ کہ بہت دیر نہیں گذرے گی۔ بڑے بڑے الدار اور امیر کبیر انگریز فرانسیسی تمہارے قدموں میں دوزانو بیٹھے نظر آئیں گے۔"

"بس بس یہی میری آرزو ہے۔ تمہارا کام کسی کو تلاش کرنا ہے۔ اور میرا اسے اپنی ریشمی زنجیروں میں جکڑنا۔" لالا نے کہا۔ جس کے چہرہ پر آنے والی کامیابی کی خوشی میں ابھی سے سرخی نمودار ہوگئی تھی۔

اس طرح پر ماں بیٹی دونوں نے باہمی انتظامات طے کئے۔ اور اول الذکر وہ رات لالا کے مکان پر بسر کر کے دوسری صبح کو لندن کی طرف روانہ ہوگئی۔

یہاں پر ذرا سی دیر کے لئے رک کر ہم اُن جذبات اور خیالات کی توضیح کردینا چاہتے ہیں۔ جو اس طویل مکالمہ کے دوران میں ان بیٹی کے دل میں جداجدا موجود تھے۔

ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ بیٹی کے سامنے آنے سے پہلے ہی دو تین پہراسرار اگرچہ حقیر

واقعات نے مسز مارٹیمر کی طبیعت میں کچھ شبہ پیدا کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد لارا کے سامنے بیٹھے اسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ بیٹی کے انداز تکلم سے اس نے معلوم کر لیا یقیناً اس کی شادی چارلس ہیسٹ فیلڈ کے ساتھ ہو چکی ہے۔ بوڑھی عورت نے پہلے تو یہ خیال کیا۔ کہ لارا اپنی شادی کے واقعہ کو محض ذلت کے خیال سے چھپا رہی ہے۔ کیونکہ یہ تسلیم کرنا ذلت ہی میں تو داخل تھا۔ کہ میں نے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ایک امیر کے دہوکے میں ایسے شخص سے شادی کی۔ جس کی حیثیت معمولی۔ آمدنی نادار اور ملازمت تک ناجائز تھی۔

مگر جوں جوں گفتگو زیادہ تفصیل کے ساتھ ہونے لگی۔ مسز مارٹیمر نے معلوم کر لیا۔ کہ لارا صرف فطری نخوت اور احساس ذلت کے خیال سے ہی شادی کے واقعہ کو نہیں چھپاتی۔ بلکہ وہ اس فکر میں ہے کہ جب کوئی اچھا موقعہ پیش آئے۔ تو اپنے آپ کو کنواری ظاہر کر کے دوسری شادی کر لے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اپنی پہلی شادی کا راز اس لئے ماں کے روبرو ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کہ اس طرح میں اس کے بس میں ہو جاؤنگی۔

بیشک مسز مارٹیمر نے لارا کے خیالات کو خوب سمجھا۔ کیونکہ ان وجوہ سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ نیز ان سوالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ جو اس کی ماں نے کئے تھے۔ اور جن سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ بیٹی کی شادی سے بے خبر ہے۔ لارا نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ میں اس شادی کے راز کو محفوظ ہی رکھوں گی۔ وہ اپنی ماں کے حکومت پسندانہ مزاج سے خوب واقف تھی۔ اور نہیں چاہتی تھی۔ کہ اس کے تابع فرمان ہو کر اس کی حکومت برداشت کرے۔ جس کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ بیٹی کو اپنے بس میں رکھوں۔ چنانچہ اپنے دل میں اس نے یہ سوچا۔ کہ میری شادی کا راز ہر طرح محفوظ ہے۔ اور یہ غیر ممکن ہے۔ کہ میری ماں اسے جان سکے۔ ریوزالی کے منہ کو پہلے ہی سوزن ننہ سے سی چکی تھی۔ اور نہیں چاہتی تھی۔ کہ اپنی زبانی اس راز کو ظاہر کر کے اپنے آپ کو غلامی کی حالت تک پہنچا دے۔ اس صورت میں اگر میں نے دوسری شادی کی۔ تو میری ماں ہر وقت ڈراتی اور اسی دوسری شادی کی بنا پر مقدمہ چلنے کی دہمکی دیتی رہے گی۔ اس کی مطلق العنان حکومت کے باعث میں اس کے ہاتھ میں محض ایک کٹھ پتلی بن جاؤنگی۔ اور کسی معاملہ میں مجھے اپنی مرضی سے کام کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

دوسری طرف مسز مارٹیمر کے خیالات یہ تھے۔ کہ لارا چاہتی ہے۔ مجھے اس کی شادی کا

علم نہیں۔ اور میں بھی ایسا ہی ظاہر کرتی رہوں گی۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنے آپ کو ہر طرح محفوظ جان کر میری طرف سے کوئی احتیاط عمل میں نہ لائے گی۔ اگر میں نے ابھی سے یہ کہہ دیا کہ مجھے تمہاری شادی کا علم ہے۔ تو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ سردست تو اسے خود میری خدمات کی ضرورت ہے۔ اور وہ یقیناً اخلاق کے ساتھ پیش آتی رہے گی۔ مگر اس کے بعد جب میں نے اسے کوئی مالدار اور خطاب یافتہ شوہر حاصل کرنے میں مدد دے دی۔ اور پھر جب اسے میری امداد کی ضرورت نہ رہی۔ تو اس وقت جب وہ مجھے بیکار چیز سمجھ کر ایک طرف ہٹانے کی کوشش کرے گی۔ تب میرے لئے وقت ہوگا۔ کہ معاملہ کی اصلیت ظاہر کر دوں۔ پھر اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ میں نے سوچا وہ غلط تھا۔ اور یہ راز جو اس وقت میں اپنے ذہن میں محفوظ رکھنے لگی ہوں۔ میرے لئے ایک ایسا طلسم ثابت ہوگا۔ جس کی بدولت میں خود اس پر اس کے شوہر اور سارے گھر پر نیز اس کے روپیہ پر پورا اختیار رکھ سکوں گی۔ بے شک پرڈیٹا مجھے اختیار ہے۔ وہ دوسری شادی کرلے میری طرف سے اس میں بالکل مزاحمت نہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں تجھ سے بھی زیادہ میرا اپنا فائدہ ہے اس لئے کہ سابقہ شادی کے بعد تو میں تیری دست نگر ہو کر رہتی۔ مگر اب دوسری شادی ہو جانے پر مجھے کامل اختیارات حاصل ہو نگے۔ بیٹی پرڈیٹا۔ تو اپنے آپ کو لاکھ ہوشیار اور چالاک سمجھتی ہو آخر میری بیٹی ہے۔ اور اس منزل تک ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ جہاں میرا ذہن رسائی حاصل کرتا ہے "

غرض یہ خیالات تھے۔ جن کے زیر اثر مسز بارٹیمر نے اپنی بیٹی کے سامنے ریاکاری کا سے کام لیتے ہوئے اس کی شادی کی نسبت لاعلمی کا پارٹ بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا یہاں تک کہ بیٹی کو بھولے سے بھی اس کا خیال نہیں آیا۔ کہ بڑھیا سامنے حالات کو جانتی ہوئی بھولی بن رہی ہے۔ چارلس ہیشفیلڈ کے ساتھ اس کے تعلقات کی نسبت مسز بارٹیمر نے جو باریک سوالات اپنی بیٹی سے دریافت کئے تھے۔ ان کی وجہ بھی دراصل یہی تھی۔ کہ وہ چاہتی تھی۔ اس کی موجودہ غلط فہمی میں اور زیادہ اضافہ ہو۔ اس طرح پر اس مقابلہ میں حقیقت میں لارلنے بھی شکست کھائی۔ اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھتی تھی۔ کہ میں نے اپنی ماں کو الو بنایا ہے۔

اس جگہ شاید یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہوگا۔ کہ حالات پیش آمدہ میں دونو عورتیں

اپنی ہستی کو لازم و ملزوم سمجھتی تھیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ باوجود اختلاف باہمی رکھنے کے ان میں اس آسانی کے ساتھ تصفیہ اور مصالحت ہو گئی۔

ایک طرف مسز مارشیر گذر اوقات کے لئے بیٹی کی ذات پر انحصار رکھتی تھی۔ اور اپنی اس کمزوری ہی کو پیش نظر رکھ کر اس نے بیٹی سے مصالحت قائم رکھتے ہوئے لندن کا سفر اختیار کیا تھا۔ جہاں وہ ٹارنر کو تلاش کر کے اس سے وہ روپیہ بزور واپس لینا چاہتی تھی۔ جو اس کے یقین کے مطابق اس نے مسٹر پرسیول کو قتل کر کے حاصل کیا تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ اگر مجھے وہاں سے چند ہزار پونڈ مل گئے۔ تو پھر یہ روپیہ اور اس رانی کی باجبری جو اسے اپنی بیٹی کے متعلق حاصل تھی۔ مجھے ہر طرح آزاد کر دے گی۔ اور یہ آزادی ایک ایسی گراں بہا نعمت تھی۔ جسے حاصل کرنے کے لئے وہ پوری جدوجہد کرنے کو تیار تھی مصالحت قائم رکھنا اس لئے ضروری تھا۔ کہ شاید مجھے اپنی کوششوں میں ناکامی ہو۔ اور اس صورت میں بیٹی ہی کا دست نگر رہنا پڑے۔ غرض سارے پہلوؤں کو سامنے رکھ کر یعنی اپنی موجودہ بیچارگی اور آیندہ کی غیر یقینی حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے بہترین طریق عمل یہی سوچا۔ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

دوسری جانب لالا ان مقاصد عظیم کے حصول میں جو اس کا مطمح نظر تھے۔ اپنے آپکو ماں کی امداد و اعانت کا محتاج تصور کرتی تھی۔ چونکہ وہ فرانسیسی زبان سے ناآشنا تھی اس لئے اسے اپنے طور پر کامیابی کی چنداں امید نہ ہو سکتی تھی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ایسی سازبازیں جو اس سلسلہ میں پیش آتی تھیں۔ وہ اپنی خادمہ کی رازداری کو سراسر ناکافی سمجھتی تھی۔ پس مجبوری طور پر اسے اپنی ماں کی امداد ہر طرح ضروری نظر آئی۔ اور اس نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ جس آسانی سے یہ چارلس ویسٹ فیلڈ کو بہکا کر میرے پاس سنفک سٹریٹ میں لے آئی تھی۔ اسی آسانی کے ساتھ اب وہ کسی فرانسیسی امیر یا رئیس کو رو بوشغالی والے مکان میں پہنچا دے گی۔ جسے اپنے دام سحر میں قابو کر لینا میرا اپنا کام ہوگا۔

ان چند سطور میں ہم نے ماں بیٹی کی باہمی حیثیت اور نسبتی تعلق کو حتی الامکان واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس داستان کے ناظرین سے ہماری درخواست ہے۔ کہ وہ ان تفصیلات کو پورے طور سے یاد رکھیں۔ کیونکہ وہ بہت سے واقعات کے سمجھنے کی جنہیں صفحات آئندہ میں قلمبند کیا جائے گا۔ کلید ثابت ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ لارا کی عجیب و غریب داستان کا عملی طور پر اب آغاز ہوا ہے۔ اور اس کے حیرت خیز، تعجب کن اور چکا چوند پیدا کرنے والے اور ہستی کے بابت سے پر اسرار واقعات آئیندہ قلمبند ہونے والے ہیں۔

مجموعی طور پر وہ ایک ایسی عورت تھی۔ جس کی نسبت کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا ثانی نہ آج تک پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔"

گر پر ڈینا۔۔ یا لارا (جیسا کہ ہم آئیندہ اسے کہیں گے) کے خصائل کی تفصیل اپنے اندر ایک سبق ضرور رکھتی ہے۔ یعنی یہ کہ انہیں پیش نظر رکھنے سے عورت ذات کے محاسن اور صفات علوی اور زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ ایک طرف وہ ایک عورت ہماری نظروں میں برھا ہے۔ تو دوسری جانب صدہا عورتیں نیک اور پاکباز بھی موجود ہیں۔ اور جب ان دونو کا مقابلہ کیا جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایسی عورت کی مثال ایک قاعدہ نہیں بلکہ مستثنیٰ ہے۔ جس کی تخلیق باقیوں کی خوبیوں کو اور زیادہ نمایاں کرنے کا موجب ثابت ہوتی ہے۔

سلسلہ ثانی کی سترھویں جلد ختم ہوئی

کچھ اندازاں لوہے سے بیش قیمت فولاد سے زیادہ کار آمد ہے۔

دوروگیج کیسری

بلا جلن اور تکلیف کے داد کو جڑ سے دور کرنیوالی اگر کوئی دوا ہے تو یہی ہے قیمت فی شیشی ۴ر جس شیشی پر سکھ سنچارک کمپنی کا نام نہ لکھا ہو اسے ہرگز نہ خریدیے۔ سب سے قابل اطمینان خط۔ دیہات کی دوا درد گیج کیسری کا استعمال کیا گیا ہے۔ دادیں ہوگئے۔ وہ سودمند ہے۔ آپ کا راجہ رام پال سنگھ کے سی۔ آئی ای۔ رلوح کرسی سیدولی۔ ضلع رائے بریلی

بال سدھا

اگر آپکو اپنے بچے موٹے تازے اور تندرست بنانے ہیں۔ اور سوکھا کی بیماریوں سے ان کو بچانا منظور ہے۔ تو اس نیفی دوا کو منگا کر پلایئے۔ ایک شیشی تقریباً ایک ماہ کو کافی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ڈاک خرچ ۶ر۔ آپکو اپنی ضرورت کی کوئی بھی چیز درکار ہو تو پیشتر ہم سے طلب کیجیے۔ اور ہماری فہرست طلب فرما کر ملاحظہ فرمایئے۔ پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

مفت! مفت!

ویدوِدیا

دنیا میں دولت صحت سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں۔ اس لئے جن شخصوں کو اپنی صحت و تندرستی ہمیشہ کے لئے برقرار رکھنی ہو۔ اور صحت مندی اور جوانمردی کیساتھ لطف زندگی حاصل کرنا ہو۔ اور تمام عوارض و نقصانات جسمانی سے کامل صحت حاصل کرنی ہو۔ ان کو سفارش کی جاتی ہے۔ کہ ہماری آیورویدک کتاب ویدودیا جو تخمیناً ۴۸ صفحہ کی ہے۔ اور جس کو ہم رفاہ عام کے لئے آجتک تخمیناً پانچ لاکھ کے بالکل مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ صرف ایک پوسٹ کارڈ لکھ بھیجکر ہم سے مفت بلامحصول طلب کر کے مطالعہ کریں۔ اس کتاب پر لت راز سے آپکو بخوبی آگاہی ہوگی۔ کہ انسان عالم دنیا میں خوشنودی و راحت کے ساتھ کس طرح زندگی بسر کر سکتا ہے۔ بروقت طلب حوالہ رسالہ ضرور تحریر فرمائے گا۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ ایجنسی کے لئے خط و کتابت کرو۔

بہار زندگی

مدن منجری گولیاں

اعضار مئیسہ کو تقویت دینا۔ خون صالح پیدا کرنا۔ بلکہ بدن کے ہر رگ و ریشہ کو طاقت بخشنا اور بچپن کی تمام غلط کاریوں کو دور کرنا۔ دائمی قبض کو رفع کرنا۔ دل کو راحت و سرور بخشنا خاص انہی مدن منجری گولیوں کا کام ہے قیمت بھی کچھ گراں نہیں۔ صرف ۴۰ گولی کی ڈبیہ ایک روپیہ۔ علاوہ محصول۔ نوٹ اکٹھے پانچ روپیہ کے خریدار کو ایک روپیہ کی دوائی کمیشن میں دی جاتی ہے اور ایک مشت نو روپیہ کے خریدار کو بارہ روپیہ کی دوائی ارسال کیجاتی

نیو سکتواری گھرت

اس لیپ کے ملنے سے بچپن کی غلط کاریوں کے باعث جو پیدا شدہ کمزوری۔ ناتوانی۔ لاغری۔ کجی وغیرہ دور ہو کر نہایت درجہ کا مضبوط ہو جاتا ہے۔ قیمت دو تولہ کی ڈبیہ ایک روپیہ۔ علاوہ محصول۔ ملنے کا پتہ

راج وید نارائن جی کیشو جی ہیڈ آفس مقام جام نگر (کاٹھیاواڑ)

دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری تکلیف و تشویش سے بچینگے

اوّل ۔ امرت دھارا تقریباً اُن کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں ۔ بوڑھوں ۔ بچوں ۔ جوانوں مردوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں ۔ حکمی علاج ہے اور لاکھوں استعمال کرنے والوں میں سے

۲۳ ہزار

کی رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت پاس رکھنی چاہیئے ۔ امرت دھارا کی مشہوری دیکھ کر لوگوں نے جو نقلیں شروع کر دی ہیں ۔ وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں ۔ ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہیئے ۔ مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت مفت منگوائیں ۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے ۔ (ایک) ونمونہ صرف ۸ ؍ ہے ۔

دوم ۔ امرت دھارا کے موجد کوی ونود وئید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وئید تین طبی اخبار دن کے ایڈیٹر ہیں ۔ تین درجن کے قریب مفید عام کتب کے مصنف ہیں اور آپ کی زیر نگرانی شمالی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر ۲ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے ۔ چل رہا ہے ۔ امرت دھارا کے علاوہ ۴ سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں ۔ آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں ۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے ۔ آپ خفیہ امراض مردمان و زناں کے بھی خاص معالج ہیں ۔ اور ہزارہا انسان خط و کتابت کے ذریعہ سے علاج کروا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں ۔ نمونہ طبی اخبارات ولیش اپکارک و وئید امرت فہرست طبی کتب فہرست ادویات کارخانہ و رسالہ امراض مخصوصہ مردمان ا؍ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں ۔

المشتہر

مینجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ ۔ امرت دھارا بلڈنگس

امرت دھارا سٹرک ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳۵ ۔ لاہور

رینالڈس کے دو معرکہ آرا ناول

ان کا ضرور مطالعہ کیجیے

اسرار حرم (ترجمہ لوز آف دی حرم) اس حیرت خیز ناول کے واقعات کا آغاز ٹرکی کے سلطان سلیم ثالث کے عہد سے ہوتا ہے

مصنف کا یہ فقرہ تامیں یہ کیا غضب ہے کہ ان دنوں باسفورس میں تیسرے دن ایک نہ ایک نئی لاش بہتی نظر آتی ہے" پڑھنے والے کو اسرار نہاں کی تفتیش پر آمادہ کرتا ہے۔ جو اس میں سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہے یہی راز معلوم کرنے کے واسطے شاہی خاندان کا ایک زبردست ممبر جس کا نام لوکس اور جو این کی ملاقات کے وقت خلیل معلوم ہوتا ہے۔ بھیس بدل کر نکلتا ہے۔ خلیل نے واقعات کا پتہ لگانے کے واسطے داستان گوئی کو اپنا پیشہ بنایا۔ اور اس سلسلہ میں یکے بعد دیگرے سات کہانیاں بیان کیں جن میں نہ صرف عثمان خاں بانی سلطنت ٹرکی کے زمانے سے لیکر اس کے اپنے عہد کے کل واقعات آگئے۔ بلکہ کہانیوں کو زیادہ پرلطف بنانے کے واسطے ان میں حسن و عشق کے کہتے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ۲۱۰ صفحے۔ قیمت عہ

طلسمات (ترجمہ پوپ جان) انگلستان کی ایک کمسن حسین کو بچپن میں علوم متداولہ کے بعد دینیات میں نام پیدا کرنیکا خیال پیدا ہوا۔ ایک پادری صاحب اس پر مرنے لگے۔ بہتیرے سبز باغ دکھائے مگر جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ تو کہا چلو تحصیل علم کے لئے یونان چلیں وہ علم کی بھوکی تھی۔ مردوں کا بھیس بدل کر چل نکلی۔ ایتھنز کے مدرسۃ العلوم میں پہنچکر مذہب کی ساری کتابیں دیکھیں۔ پھر پاپائے اعظم کی زیارت کے شوق نے روما کی سیر کرائی۔ آخر جب پوپ لیو چہارم نے آنکھیں بند کیں۔ تو باتفاق ووٹ اسے (مرد سمجھ کر) پوپ منتخب کیا گیا۔ دو برس دو ماہ چار دن کی پوپ گری کے بعد ایک دن اسوقت جب گرجا کو بدستور مردانہ لباس میں ہاتھی کیساتھ جا رہی تھی چراغ تہ دامن نے شعلہ افشانی کرکے راز فاش کردیا۔ درد زہ اس شدت سے اٹھا کہ اسے ضبط کرنے میں جان تک لڑادی۔ زچہ اور بچہ دونوں سر بازار مر گئے۔ اس تاریخی ناول کا منظر ہسپانیہ اور اس کا زمانہ وہ ہے۔ جب مسلمانوں کی حکومت کو اس ملک میں عروج تھا اور سلطان عبدالرحمن والئے ہسپانیہ کے حرم میں ہر سال کئی سو باکرہ عورتیں بطور خراج داخل ہوا کرتی تھیں۔ ۸ قیمت عہر

ملنے کا پتہ:- **لال برادرس پبلشرز اور بک سیلرز۔ پارسنز روڈ لوکھا لاہور**

جامع شمیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا۔